اٹھائیس ابواب کی شاہ سرخیوں کے تحت دو سو تیس عنوانات
پچاس قرآنی اعمال و فضائل قرآن و آداب قرآن پر مشتمل

مسائلِ القرآن

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

اکبر بک سیلرز
۴۰ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MARCH 2020

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 163 | شعبہ ناظرہ: 395

شعبہ درس نظامی: 120 | شعبہ تجوید: 12

اور انہی شعبہ جات میں 500 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم وبیش 120 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ 14 اساتذہ | شعبہ درس نظامی وتجوید 12 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول وکمپیوٹر 14 اساتذہ | باورچی 3 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلباء کم وبیش 700 اور مکمل اسٹاف 49 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 0050002565 7003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

مسائل القرآن

تصنیف

حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر اُردو بازار لاہور

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

(جملہ حقوق کمپوزنگ محفوظ)

نام کتاب	....	مسائل القرآن
مصنف	....	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہٗ
صفحات	....	۲۹۶
تاریخ اشاعت	....	2004ء
تعداد	....	۶۰۰
کمپوزنگ	....	عبدالسلام/قمرالزمان رائل پارک لاہور
قیمت	....	-/200 روپے

ملنے کا پتہ

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر اُردو بازار لاہور

www.waseemziyai.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تعارف واعتذار

میں نے اپنے ایامِ علالت میں تلاوت قرآن مجید کے دوران چند آیتوں پر اس خیال سے نشان لگا دیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے صحت عطاء فرمادی تو انشاء اللہ تعالیٰ ان آیتوں کی توضیح وتشریح کے بارے میں کچھ لکھوں گا۔ چنانچہ جب میں صحت یاب ہو گیا تو میں نے اُن آیات کے متعلق جن کا تعلق قرآنِ عظیم کے اُن عجیب وغریب واقعات سے ہے جو بے حد عبرت انگیز اور انتہائی ایمان افروز ہیں۔ دو کتابیں ''عجائب القرآن'' و ''غرائب القرآن'' مرتب کر کے شائع کر دیں۔ جو بحمدہٖ تعالیٰ ہندوستان و پاکستان میں بے حد مقبول ہوئیں لیکن وہ آیتیں جن کا تعلق احکامِ شرع ومسائل سے ہے اُن پر ابھی تک کچھ لکھنے کا موقع نہ ملا تھا مگر جب کہ بحمدہٖ تعالیٰ قدرے صحت بہتر ہو گئی ہے تو اپنے قلیل ترین اوقاتِ فرصت میں بحمدہٖ تعالیٰ ''مسائل القرآن'' کے نام سے یہ مجموعہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اگر فضل خداوندی نے میری دست گیری فرمائی تو یہ مجموعہ بھی ناظرین کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت ہی پسندیدہ خاطر ونظر افروز مضامین کا حسین گلدستہ اور بہت ہی جدید ولذیذ اور دلکش علمی تحفہ ہوگا۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ط وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ط

مسائل القرآن

اٹھائیس ابواب کی شاہ سرخیوں کے تحت دوسوتیں عنوانوں اور پچاس قرآنی اعمال و فضائل قرآن وآداب قرآن وغیرہ پر مشتمل ہے اور ہر عنوان ایک مستقل مسئلہ ہے جن کو میں نے قرآنی آیتوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور میں نے اس کا التزام کیا ہے کہ ہر مسئلہ کی دلیل میں قرآنِ مجید کی آیتیں ہی پیش کروں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں

www.waseemziyai.com

بجز حدیثوں کے جو مسئلہ کی توضیح و تائید کے لئے تحریر کر دی ہیں۔ دوسری حدیثوں اور فقہی حوالوں کو درج نہیں کیا ہے۔

آیتوں کے ترجموں میں معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ کنز الایمان ہی کو تحریر کیا ہے' کیونکہ میری نگاہِ انتخاب میں یہی ترجمہ دوسرے تراجم قرآن سے بہت زیادہ اسلم واحوط اور جامع و ایمان افروز ہے۔

بہر حال مجھ کو علم اور ضعیف و علیل سے جو کچھ ہو سکا ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اور چونکہ مجھے اپنی کم علمی اور کوتاہ دستی کا خود ہی اعتراف ہے۔ لہٰذا ناظرین کرام سے ملتجی ہوں کہ اگر میری کسی قلمی لغزش پر مطلع ہوں۔ تو ازراہِ کرم ایک کارڈ لکھ کر مجھے متنبہ فرمائیں۔ تاکہ میں اپنی اصلاح اور تلافی مافات کر لوں۔ میں ہر اصطلاح کو بطیّب خاطر ممنون ہو کر قبول کر لوں گا۔

آخر میں دُعاء گو ہوں کہ خداوند کریم اپنا فضل و کرم فرما کر میری دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی شرف قبولیت سے سرفراز فرما کر نافع الخلائق بنائے اور اس کو قبول فی الارض کی کرامتوں سے نوازے اور میری اس قلمی خدمت دین کو میرے' میرے والدین اور اہل خاندان' نیز میرے اعزہ واجبات کے لئے ذخیرۂ آخرت و ذریعہ مغفرت بنائے۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ٥

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

براؤن شریف

۶ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۸۴ء

www.waseemziyai.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
توحید	
اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے	۱۳
غیر اللہ کے لئے سجدہ	۱۴
ضروری تنبیہ	۱۶
ایک ضروری ہدایت	۱۷
سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے	۱۸
ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے	۲۰
ہر نفع ونقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے	۲۱
مصیبت ٹالنے والا بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے	۲۳
کیا غیر اللہ بھی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں؟	۲۴
بالذات شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے	۲۶
کیا کچھ لوگ اور دوائیں شفاء دیتی ہیں؟	"
بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا	۲۸
کیا اللہ والے بھی اولاد دیتے ہیں؟	۲۹
ایک ضروری انتباہ	۳۱
خدا کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگی جائے	۳۲
اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دُعا قبول کرتا ہے	۳۳
علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے	۳۴
رسول کو علم غیب دیا گیا	۳۶
رسالت	
نبی سے کوئی گناہ نہیں ہوسکتا	۳۹
نبی کی ہر بات پوری ہو کر رہتی ہے	۴۱
حضور تمام کمالات کے جامع ہیں	۴۸
حضور کی تمام تعظیم رُکن ایمان ہے	۵۲
حضور سے گستاخی کفر ہے	۵۸
محفل میلا دریف	۶۲
میلاد شریف کے بعد سلام	۶۵
فرشتوں کا بیان	
فرشتے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے	۶۷
فرشتے جنگ میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں	"
کچھ فرشتے عذاب لاتے ہیں	۶۸
فرشتے انسانی شکل میں آتے ہیں	"
حاملین عرش اور اُن کی دُعا	۶۹
قرآن مجید	
قرآن بیان وہدایت اور نصیحت ہے	۷۰

www.waseemziyai.com

مضامین	صفحہ
قرآن مجید شفاء ہے	۷۱
قرآن کا مثل ممکن نہیں	۷۲
قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے	۷۳
قرآن کو صرف پاک لوگ ہی چھوئیں	۷۴
ضروری ہدایات	"
قرآن میں کوئی اختلاف نہیں	۷۵

تعلیم و تعلم کا بیان

مضامین	صفحہ
اہل علم کے درجات کو بلند کیا گیا	۷۶
علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر	"
فقہ کیا ہے؟	۷۸
واعظوں کی جماعت ضروری ہے	"
کھڑے ہو کر وعظ بیان کرنا بہتر ہے	۸۰
واعظ پر تبلیغ احکام ہے عمل کرانا نہیں	۸۱
دُنیا کے لئے حق گوئی سے گریز بے عقلی ہے	۸۳
علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں	۸۴

خلافت کا بیان

مضامین	صفحہ
خلافت راشدہ اور قرآن پاک	۸۵
حضرت ابوبکر صدیق اور قرآن پاک	۸۷
حضرت عمر فاروق اور قرآن پاک	۹۱
حضرت عثمان اور قرآن پاک	۹۳
حضرت علی اور قرآن پاک	۹۵
اہل بیت نبوت اور قرآن پاک	۹۷

اولیاء اُمت کا بیان

مضامین	صفحہ
کراماتِ اولیاء	۹۹
بزرگوں کے تبرکات نافع ہیں	۱۰۲
بزرگوں کے قرب میں دُعا قبول ہوتی ہے	۱۰۶
خاصانِ خدا دور سے دیکھتے سنتے اور مدد کرتے ہیں	۱۰۸
غیر اللہ سے مدد مانگنی جائز ہے	۱۰۹

ارکان اسلام

مضامین	صفحہ
نماز	۱۱۲
جماعت کی فضیلت	۱۱۳
امام قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہیں	۱۱۴
کافر و منافق کی نماز جنازہ حرام ہے	۱۱۵
زکوٰۃ	"
روزہ	۱۱۷
روزے کی قسمیں	"
حج	۱۱۸
حج فرض ہونے کی شرطیں	۱۱۹
کعبہ معظمہ کا طواف	۱۲۰
روضہ منورہ کی حاضری	۱۲۱
سفر حج کے دوران تجارت	۱۲۲

جہاد کا بیان

مضامین	صفحہ
جہاد سے فرار حرام ہے	۱۲۳

www.waseemziyai.com

مضامین	صفحہ
دورانِ جنگ فوجی خدمت فرض ہے	۱۲۴
جنگ دفع فتنہ کے لئے ہے	۱۲۵
جہاد کی تیاری	"
نابینا وغیرہ پر جہاد فرض نہیں	۱۲۶
احکامِ مساجد	
صرف مسلمان ہی مسجد تعمیر کریں	۱۲۷
مسجدوں کو صاف ستھری رکھیں	۱۲۸
مقاماتِ مقدسہ کا ادب کریں	۱۲۹
نکاح کا بیان	
نکاح سنت انبیاء ہے	۱۳۱
ازدواجی زندگی کی اصل روح	۱۳۲
چار عورتوں سے نکاح کب؟	۱۳۳
تعدد ازواج کی حکمت	۱۳۴
کسی عورت پر جبر جائز نہیں	۱۳۵
عورت کی بعض ناپسندیدہ خصلتوں سے درگزر	۱۳۵
اگر عورت نافرمان ہو تو شوہر کیا کرے	۱۳۷
لواطت حرام ہے	۱۳۸
زنا جرم عظیم ہے	۱۴۱
اپنی اولاد کو قتل مت کرو	۱۴۲
اسقاط حمل بھی قتل ہے	۱۴۳
معاشی مسائل کا بیان	
مرد عورت دونوں کما سکتے ہیں	۱۴۳
حلال کمائی ہی کھاؤ	۱۴۴
ناحق طریقوں سے مال کھانا جائز نہیں	۱۴۹
رشوت حرام ہے	"
سود حرام ہے	۱۴۵
سود خوروں سے اللہ کی جنگ ہے	"
تجارت اللہ کا فضل ہے	۱۴۶
تجارت کے لئے بحری و بری سفر	۱۴۷
تجارت میں صحیح ناپ تول ضروری ہے	"
مال جمع کرنا جائز ہے	۱۴۸
سوشلزم و کمیونزم اسلام کے خلاف ہیں	۱۴۹
مزدور کو مزدوری دی جائے	۱۵۰
ملازمت جائز ہے	"
صنعت و حرفت	۱۵۱
فیکٹریاں اور ملیں	"
کھیتی کرنا اور باغ لگانا	۱۵۲
اسلامی معاشرہ کے احکام	
مسلمان عورتوں کا پردہ	۱۵۳
جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ممنوع ہے	۱۵۴
عورتیں اور مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں	۱۵۵
عورتوں کا کن لوگوں سے پردہ نہیں	۱۵۶
بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل نہ ہوں	۱۵۷
تین اوقات میں بچے بھی گھر میں نہ جائیں	۱۵۸

www.waseemziyai.com

مضامین	صفحہ
ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک	۱۵۹
بوڑھے ماں باپ کے ساتھ کیا برتاؤ کریں؟	"
ماں باپ اور رشتہ داروں کو مال دو	۱۶۱
میاں بیوی کس طرح رہیں؟	"
اولاد کے لئے اچھی دُعائیں کرو	۱۶۲
رشتہ داروں کا لحاظ رکھو	۱۶۳
رشتہ داروں کو کاٹنے والا ملعون ہے	"
مسلمانوں کے حقوق	۱۶۴
کافر رشتہ داروں سے قطع تعلق	"
بلا ایمان کے رشتہ قیامت میں کام نہ آئیگا	۱۶۵
اللہ و رسول کے دشمنوں کا بائیکاٹ	"
مرتدین کے جنازوں کا بائیکاٹ	۱۶۶
بددینوں کے جلسوں کا بائیکاٹ	۱۶۷
ظالموں سے میل ملاپ منع ہے	۱۶۸
بدکاروں سے محبت نہ رکھو	"
جھوٹ بولنے والے ظالم ہیں	۱۶۹
غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے	"
کسی کو گالی مت دو	۱۷۰
کسی کا برا نام نہ رکھو	"
کسی کا مذاق نہ اُڑاؤ اور نہ طعنہ مارو	۱۷۱
بدگمانی اور جاسوسی منع ہے	"
تکبر حرام ہے	"
حسد ممنوع ہے	۱۷۲

اسلامی تہذیب و ثقافت

مضامین	صفحہ
سلام کرنے کا حکم	۱۷۳
سلام کے الفاظ	۱۷۴
ایمان والوں ہی کو سلام کرو	۱۷۵
غلط سلام کرنا منع ہے	"
لباس پہننا اسلامی تہذیب ہے	"
کرتا اسلامی لباس ہے	۱۷۶
کمبل اوڑھنا سنت ہے	"
جوتا پہننا سنت انبیاء ہے	۱۷۷
عصا ہاتھ میں رکھنا مسنون ہے	"
مجلسوں کے آداب	۱۷۸
منہ ٹیڑھا کر کے بات نہ کرو	"
اتراتے ہوئے مت چلو	۱۷۹
چیخ چلا کر بات نہ کرو	"
جاہلوں کی بکواس کا جواب نہ دو	"
سر کے بال منڈوانا اور کتروانا جائز ہے	۱۸۰
داڑھی بڑھانا سنت انبیاء ہے	"
الگ الگ اور مل کر کھانا دونوں جائز ہے	۱۸۱
تخت اور کرسی پر بیٹھنا	۱۸۲

علاج کا بیان

مضامین	صفحہ
شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے	۱۸۳
شہد میں شفاء ہے	"
شہد پینا جائز ہے	۱۸۴
شراب حرام ہے	"

www.waseemziyai.com

صفحہ	مضامین
۱۸۵	پانی سے علاج
۱۸۶	دودھ ایک خوشگوار پینے کی چیز ہے
"	**مہمان نوازی کا بیان**
۱۸۸	**عاریت کا بیان**
۱۸۹	**امانت کا بیان**
"	امانت میں خیانت حرام ہے
۱۹۰	فائدہ
"	وعدہ خلافی
	منت ماننے کا بیان
۱۹۱	منت پوری کرنے کی تعریف
	صلح کا بیان
۱۹۲	صلح بہت اچھی چیز ہے
۱۹۳	مسلمانوں میں لڑائی ہو تو صلح کرادو
۱۹٦	میاں بیوی میں مصالحت
	اسلامی حکومت
۱۹۵	اللہ ورسول کی حاکمیت
۱۹٦	مجلس شوریٰ
"	عدل وانصاف
۱۹٦	حاکموں کے اوصاف
۱۹۷	اطاعت امیر کے حدود

صفحہ	مضامین
۱۹۸	بین الاقوامی معاہدوں کا احترام
"	تحقیق کے بغیر کارروائی منع ہے
۱۹۹	بین الاقوامی سیاست دلیرانہ ہونی چاہئے
"	معاہدہ شکن کے ساتھ کیا معاملہ کریں؟
۲۰۰	اسلامی عدالت
۲۰۱	اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے
۲۰۲	اسلامی عدالت کے سمن پر حاضر نہ ہونا گناہ ہے
۲۰۳	گواہ گواہی دینے سے انکار نہیں کر سکتے
"	جھوٹی گواہی حرام ہے
۲۰۴	فاسق کی خبر اور گواہی معتبر نہیں
"	زبردستی کرایا ہوا گناہ جرم نہیں
۲۰۵	قرآن کیخلاف کوئی قانون بنانا کفر ہے
۲۰٦	کسی پر دوسرے کے عمل کی ذمہ داری نہیں
"	والدین کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے
۲۰۷	مومن کو غلطی سے قتل کر دینا
۲۰۸	عمداً کسی مسلمان کا قاتل ملعون وجہنمی ہے
	حلال و حرام جانوروں کا بیان
۲۰۹	گیارہ چیزیں حرام ہیں
۲۱۰	آٹھ قسم کے جانور حلال ہیں
۲۱۰	جس ذبیحہ پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے

www.waseemziyai.com

مضامین	صفحہ
جس ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے	۲۱۱
بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں	۲۱۳

قربانی کا بیان

مضامین	صفحہ
قربانی ہر نبی کی شریعت میں رہی	۲۱۴
قربانی کا گوشت تین حصہ کریں	۲۱۵
اونٹ اور گائے کی قربانی شعائر اللہ ہے	"
قربانی صرف اللہ کے لئے ہے	۲۱۶

مسائل متفرقہ

مضامین	صفحہ
عورت و مرد دونوں کے لئے زینت حلال ہے	۲۱۷
ہر جائز پکوان کھانا حلال ہے	۲۱۸
اسراف کیا ہے؟	۲۱۹
ہر قسم کے زیورات عورتوں کے لئے جائز ہیں	۲۲۱
نوٹ بک اور بہی کھاتہ	۲۲۲
لے پالک لڑکا حقیقتاً بیٹا نہیں ہے	"
یتیموں کا مال آگ ہے	۲۲۳
یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے	۲۲۴
قصاص (خون کا بدلہ خون)	"
گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرانا جائز ہے	۲۲۶
ریاضت کے لئے کھیل جائز ہیں	۲۲۸
جان بچانے کے لئے حرام چیزیں بھی کھا سکتے ہیں	۲۳۰
اللہ کو اسماء حسنیٰ ہی سے پکارو	۲۳۱
زنا کی تہمت لگانے والے کو سزا	۲۳۲
شہید زندہ ہیں	۲۳۴

یہودیوں کے قبائح

مضامین	صفحہ
یہودیوں کی بددیانتی اور نسلی تعصب	۲۳۵
یہودیوں نے ایمان کے بعد کفر کیا	۲۳۶
یہودیوں کی گندی تمنا	۲۳۷
یہودیوں کا زعم باطل	۲۳۸
اہل کتاب کے اصطبل میں لیتاؤ	"
نبی برحق کے ساتھ یہودیوں کا برتاؤ	۲۳۹
یہود کے علماء حق کو چھپاتے تھے	"
حق و باطل کو بلانا علماء یہود کا کام تھا	۲۴۰
دعوتِ ایمان پر یہود کی مکاریاں	"
علماء یہود رشوت لے کر حق کو چھپاتے تھے	۲۴۱
یہودی انبیاء کے قاتل ہیں	۲۴۲
یہود نے حق کی بھی بے ادبی کی	۲۴۳

عیسائیوں کی گمراہیاں

مضامین	صفحہ
عیسائیوں کے کفری عقائد	۲۴۶
عیسائیوں کا عقیدہ صلیب	"
عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث	۲۴۸
عیسائیوں کا طریقہء رہبانیت	"

www.waseemziyai.com

مضامین	صفحہ
عیسائیوں نے حضرت ابراہیم کو نصرانی کہا	۲۴۹
عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے کو خدا کا بیٹا کہا	۲۵۰
عیسائیوں کی عہد شکنی	"
عیسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی	۲۵۱
مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کا رویہ	۲۵۳
قرآن مجید کی چند پیشین گوئیاں	
قرآنِ مجید کا مثل کبھی نہیں لایا جا سکتا	۲۵۵
قسم قسم کی سواریاں ایجاد ہوں گی	۲۵۷
غالب مغلوب ہوگا	۲۵۸
ہجرت کے بعد قریش کی تباہی	۲۵۹
جنگ بدر میں فتح کی پیشین گوئی	۲۶۰
صلح حدیبیہ فتح مبین کیوں کر؟	"
یہودی مغلوب ہوں گے	۲۶۲
فتح مکہ کی پیشین گوئی	۲۶۳
فارس و روم وغیرہ کے فتح ہونے کی پیشین گوئی	۲۶۴
جنگ خیبر میں کثیر مال غنیمت کی پیشین گوئی	۲۶۵
مسلمانوں کو ایک دن شہنشاہی ملے گی	۲۶۶
اسلام مکمل ہو کر رہے گا	۲۶۷

مضامین	صفحہ
چند قرآنی اعمال	
دودھ بڑھنے اور پیشاب اُترنے کا علاج	۲۶۹
ناراض حاکم مہربان ہو	"
گمشدہ کے لئے	"
برص، سفید داغ کا علاج	۲۷۰
ہر مصیبت ٹلنے کے لئے	"
قید سے رہائی	۲۷۷
نماز میں وسوسہ اور برے خواب دفع ہوں	"
غلہ میں گھن نہ لگے	۲۷۱
ظالموں، کافروں کی بربادی	"
خواب میں کسی کا حال دیکھنے کے لئے	"
ڈاڑھ کا درد دفع ہو	"
ہر حاجت پوری ہو	"
سانپ بچھو وغیرہ سے نجات	۲۷۲
ہر بیماری سے شفاء	"
چور اور بھاگے ہوئے کو بلانے کے لئے	۲۷۳
جادو دفع ہو	"
حفاظت حمل	"
بانجھ عورت کے لئے	"
اولاد کے لئے	۲۷۴
اولاد زندہ رہے	"
آسانی ولادت	"
بچے کا دودھ چھڑانا	"
بیوی بچے دیندار ہو جائیں	"

www.waseemziyai.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
زہریلے جانور کا زہر اُتر جائے	۲۷۵	روزی میں ترقی	۲۷۸
چیونٹیوں کو بھگانا	"	فاقہ سے نجات	"
دیمک سے حفاظت	"	بخار کا تعویذ	"
تیر و تلوار سے حفاظت	"	سفر میں عزت و سلامتی	"
نظر بد اُتر جائے	"	آگ بجھانے کا عمل	۲۷۹
ضعف بصارت	۲۷۶	دشمنوں کی شکست کے لئے	"
نظر کبھی کم نہ ہو	"	دفینہ معلوم کرنے کا عمل	"
لقوہ کا علاج	۲۸۳	کشتی کی سلامتی کے لئے	"
پتھری کا علاج	"	بارش کے لئے	۲۸۰
باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج	"	ماشاء اللہ کے فوائد	"
احتلام کی حفاظت	۲۷۷	قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی فضیلت	"
دردسر کے لئے	"	قرآن مجید کے آداب	۲۸۵
بے خوابی کے لئے	"	قرآن مجید کے متعلق بعض خاص عقائد	۲۸۹
آسیب دفع ہو جائے	"	تلاوت میں غلطیاں	۲۹۲
آشوب چشم کے لئے	"		
پھوڑا پھنسی کے لئے	۲۷۸		
ترقی ذہن و حافظہ کے لئے	"		

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(1) توحید

(1) اللہ عزوجل ہی معبود ہے

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتیں اس عقیدہ کی دلیلیں ہیں جن میں سے چند آیات یہ ہیں:

(1) وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (پ۔2 البقرہ آیت 163)
اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی جو بڑی رحمت والا اور مہربان ہے۔

(2) اَللّٰـهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (پ3 البقرہ آیت 255)
اللہ (عزوجل) ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور ہر چیز کا قائم رکھنے والا ہے

(3) وَمَا مِنْ اِلٰـهٍ اِلَّا اللّٰـهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ۔3 آل عمران آیت 63)
اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک اللہ (عزوجل) ہی غالب ہے حکمت والا ہے

(4) اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (پ6 النساء آیت 171)
صرف اللہ (عزوجل) ہی ایک معبود ہے

(5) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (پ15 بنی اسرائیل آیت 22)
اللہ (عزوجل) کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت ٹھہراؤ

(6) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ۔23 ص آیت 65)
اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔

(7) وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰـهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰـهٌ وَّهُوَ الْحَكِيْمُ
اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا ہے اور وہ حکمت و علم والا ہے۔

www.waseemziyai.com

الْعَلِيْمُ (پ25۔الزخرف آیت 84)

قرآن کریم کی مذکورہ آیات اور دوسری بہت سی آیتوں سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی چیز خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز عبادت کے لائق نہیں۔ لہٰذا جو کوئی خدا کے غیر کے لیے کسی طرح کی کوئی عبادت کرے وہ مشرک ہے اور شرک اکبر الکبائر یعنی تمام بڑے بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰـهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰـهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا (پ۔5 النساء آیت 116)

بے شک اللہ (عزوجل) اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے کم جو گناہ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو اللہ (عزوجل) کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔

غیر اللہ کے لیے سجدہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے سجدہ اگر عبادت کی نیت سے کرے تو یہ کھلا ہوا شرک ہے اور اگر تعظیم کے قصد سے ہو تو یہ اگرچہ شرک تو نہیں مگر حرام و ناجائز اور بہت بڑا گناہِ کبیرہ ہے۔ بہر حال خداوند تعالیٰ کے غیر کو سجدہ کرنے والا سخت گناہگار، قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار اور عذابِ نار کا حق دار ہے معتبر تفسیروں میں ہے کہ

''ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم لوگ حضور صلی اللہ علیک وسلم کو بھی اسی طرح سلام کرتے ہیں۔ جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے ہیں تو کیا ہم حضور صلی اللہ علیک وسلم کو سجدہ نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو۔ اور سجدہ چونکہ خدا ہی کا خاص حق ہے۔ اس لیے خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ جائز نہیں۔ اس موقع پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔''

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ (عزوجل) اسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے

www.waseemziyai.com

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(پ 3 آل عمران آیت 79-80)

کہے کہ اللہ (عزوجل) کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ (عزوجل) والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم درس کرتے ہو۔ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو۔ کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لیے۔؟

(مدارک ج ا ص 166 وجمل ج ا ص 291)

حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ

(مشکوۃ ج ا ص 69 بحوالہ بخاری ومسلم)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

''علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور انہیں قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف مونہہ کرتے تو ان لوگوں نے ان قبروں کو بت بنالیا اس لیے حضور نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا'' (مرقاۃ۔شرح مشکوۃ ج ا ص 456)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

''یہود و نصاریٰ نے جو انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی

www.waseemziyai.com

ہیں ایک تو یہ کہ وہ مزاروں کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو عبادت کا مقصود سمجھتے تھے جیسے کہ بت پرست لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت مقصود و منظور تھی لیکن وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خداوند تعالیٰ کی عبادت اور نماز میں انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے سامنے ہونا خداوند تعالیٰ کی نزدیکی اور اس کی خوشی کا سبب ہے اور یہ دونوں ہی صورتیں ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں پہلی صورت تو کھلا ہوا شرک و کفر ہے اور دوسری صورت میں بھی خداوند تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اگرچہ یہ چھپا ہوا شرک ہے اور لعنت دونوں صورتوں میں ہے' اور برکت و تعظیم کے قصد سے کسی نبی یا ولی کے مزار کی طرف موہنہ کرکے نماز ادا کرنی حرام ہے اور کسی عالم یا فقیہ کا اس میں اختلاف نہیں ہے۔ (اللغات ج ا ص 330)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

اَلسَّجدَۃُ حَرامٌ بِغَیْرِہٖ سُبْحَانَہ' — اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے سجدہ حرام ہے

(شرح فقہ اکبر ص 230)

فتاویٰ عالمگیری ج 5 ص 231 مصری میں جواہر اخلاطی سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

''جس نے بطورِ سلام کے بادشاہ کو سجدہ کیا یا اس کے سامنے زمین چومی تو وہ کافر نہ ہوا۔ مگر گناہِ کبیرہ کرنے کے سبب سے گناہ گار ہوا۔ مذہبِ مختار یہی ہے۔'' اور فتاویٰ عالمگیری کے اسی صفحہ پر فتاویٰ غرائب سے منقول ہے کہ:

لَا یُجوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰہِ تعَالیٰ — غیر اللہ کے لیے سجدہ جائز نہیں

ضروری تنبیہ

آج کل بعض بزرگوں کے مزاروں پر بعض جاہل لوگ اور بعض جاہل بدعتی پیروں کے روبروان کے جاہل مریدین اپنی جہالت سے سجدہ کرکے شرک یا گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض سجادہ نشین صاحبان اور کچھ علماء کرام چشم پوشی کرتے ہوئے اس پر سکوت اختیار کرتے ہیں۔ رجز وتوبیخ تو کجا منع بھی نہیں کرتے سجادہ نشین صاحبان اور علماء کرام کا فرض ہے کہ لوگوں کو علانیہ اس گناہِ عظیم سے روکیں اور منع کریں۔ بلکہ مزاروں پر

www.waseemziyai.com

ایک پہرے دار مقرر کردیں جو سختی کے ساتھ جاہل عوام کو اس گناہ سے روک دے۔ ورنہ یاد رکھیئے کہ عذاب آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سب لوگ عذابِ خداوندی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اَنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوْ مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرْهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ

(مشکوۃ 2 ص 436 ابن ماجہ و ترمذی)

بے شک جب لوگ کسی خلافِ شریعت بات کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر اپنا عذابِ عام بھیج دے گا۔

دوسری حدیث شریف میں ہے:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَامُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

(مشکوۃ ج 2 ص 436 بحوالہ ترمذی)

اس ذات کی قسم کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے کہ تم لوگ ضرور شریعت کی باتوں کا حکم دیتے رہو اور ضرور ضرور خلافِ شریعت باتوں سے منع کرتے رہو۔ ورنہ عنقریب اللہ (عزوجل) تم لوگوں پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم لوگ خدا سے دعا مانگو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ سجادہ نشین صاحبان اور علماء کرام پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ مزارات پر سجدہ اور طواف اور دوسرے محرماتِ شرعیہ جو اس زمانے میں ہو رہے ہیں ان کو روک دینے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے اور اتباع شریعت کی توفیق بخشے (آمین)

ایک ضروری ہدایت

بعض بے علم پیروں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ مریدین جو پیروں یا مزاروں کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ تو یہ سجدہ نہیں ہے بلکہ جبین سائی'' اور سر ٹیک دینا

www.waseemziyai.com

ہے جو نیاز مندی اور اظہارِ تواضع کی ایک نشانی ہے اور یہ اس لیے ہے تا کہ مریدوں کا نفس غرور تمکنت سے پاک ہو جائے اور ان میں نیاز مندی و خاکساری پیدا ہو جائے۔

مگر واضح رہے کہ یہ سب نفس کا فریب اور شیطان کا دھوکہ ہے کیونکہ خلافِ شریعت کام کرا کر مریدوں کی اصلاح بھلا کیونکر کرائی جاسکتی ہے؟ خوب سمجھ لیجئے کہ جب پیشانی زمین پر رکھ دی تو خواہ اس کا نام ''جبیں سائی'' رکھیے۔ خواہ اس کو ''سر ٹیک دینا'' یا ''ماتھا ٹیک دینا'' کہئے۔ بہرحال اور بہرصورت یہ سجدہ ہی ہے کیونکہ ہر مسلمان اس سے واقف ہے کہ کسی چیز کا نام بدل دینے سے اس چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی ہے نہ اس کا حکم بدل سکتا ہے۔ آپ خود ہی غور فرمائیے کہ اگر کوئی شخص شراب کا نام ''شیرۂ انگور'' رکھ دے تو اس سے نہ شراب ''شیرۂ انگور'' ہو جائے گی نہ اس کا پینا حلال ہو جائے گا۔ اس لیے بہرحال عوام کو کسی قبر یا کسی پیر کے سامنے پیشانی زمین پر رکھنے سے سختی کے ساتھ منع کرنا لازم و ضروری ہے۔ کیونکہ ہر عالم اور ہر پیر کا نصب العین اور مقصد اعلیٰ یہی ہونا شرعاً لازم و ضروری ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر کے مسلمانوں کو پابند شریعت بنائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

(2) سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ بھی اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے چنانچہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اس عقیدہ کی روشن دلیلیں ہیں۔

(1) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

(پ۔ 1 البقرۃ آیت۔ 29)

اللہ (عزوجل) وہی ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے پھر اس نے آسمان کی طرف قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

(2) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ج لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ

یہ ہے تمہارا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے۔ لہٰذا اسی

www.waseemziyai.com

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ
(پ۔ 7 الانعام۔ آیت 102)

کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

(3) قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
(پ۔13۔ الرعد آیت 16)

اے پیغمبر! تم فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

مذکورہ بالا آیت مقدسہ اور دوسری بہت سی آیتیں اس اسلامی عقیدہ کو ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق حقیقی ہے کہ اس نے اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے تمام چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔

فائدہ

خدا کے سوا دوسروں کو اگر کسی چیز کا پیدا کرنے والا کہا جاتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تقریر میں اپنے معجزات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا م بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (پ۔3 آل عمران آیت 49)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی صورت پیدا کرتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ اللہ (عزوجل) کے حکم سے

اسی آیت میں ”اخلق“ فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو پرند کی صورت کا ”پیدا کرنے والا“ کہا تو اس طرح کے محاورات کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا کی دی ہوئی قدرت اور اس کے عطا کیے ہوئے علم و ہنر سے اس چیز کو بنایا ہے اور خود وہ بنانے والا اور اس کی قدرت' اور اس کا علم و ہنر سب کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے سب کچھ اور سب چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔

تو اگر خدا کے غیر کو کسی چیز کا پیدا کرنے والا کہہ دیا جائے تو اس کا یہی مطلب ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کا مطلب ہے جو آپ سمجھ چکے کہ اس نے اللہ (عزوجل) کی دی ہوئی طاقت اور اس کے عطا کیے ہوئے علم و ہنر سے اس چیز کو بنایا ہے۔ ورنہ ہر چیز کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو خالق حقیقی ماننا کھلا ہوا شرک و

www.waseemziyai.com

کفر ہے۔(نعوذ باللہ منہ)

(3) ہر چیز کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے

اسلام کا یہ بھی بنیادی عقیدہ ہے کہ حقیقی طور پر ہر چیز کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دنیا میں جو لوگ جن جن چیزوں کے مالک کہلاتے ہیں' یہ لوگ مجازی طور پر مالک کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرما دینے سے وہ مالک ہوئے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً ان چیزوں اور ان کے مالکوں کا مالکِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس مضمون کی بھی چند آیاتِ مبارکہ پڑھ لیجئے۔

(1) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَايَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ6۔المائدہ۔آیت 17)

اور اللہ(عزوجل) ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ(عزوجل) سب کچھ کرسکتا ہے۔

(2) اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔(پ11 یونس آیت 55)

سن لو بے شک اللہ(عزوجل) ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(3) وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (پ25 الزخرف آیت 85)

اور بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ عزوجل) کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

آیاتِ مذکورہ بالا اور دوسری بہت سی آیتوں کا حاصل مطلب یہی ہے کہ زمین و آسمان اور ان دونوں میں جو کچھ ہے اور عالم امر اور عالم خلق۔ غرض تمام کائنات اور ساری مخلوقات کا خالق و مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کو کسی چیز کا مالکِ حقیقی سمجھے یا کہے تو وہ مشرک ہے۔

ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کو بہت سے مالوں اور سامانوں کا مالک بنا دیا ہے اور اپنے محبوب بندوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام کو بیشمار

www.waseemziyai.com

اختیارات دے کر زمین کے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔مگر ان میں سے کوئی بھی کسی چیز کا مالکِ حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ تمام بندوں کا اور ان کی ملکیت میں جو کچھ بھی ہے سب کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ الغرض قرآن و حدیث میں جہاں جہاں بھی اللہ(عزوجل) کے سوا دوسروں کو مالک کہا گیا ہے۔ اس سے مراد ہر جگہ مالکِ مجازی ہے جس کی ملکیت اور مالکیت اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے اور غیر اللہ کی ملکیت آنی فانی ہے ہر چیز کا مالکِ حقیقی بجز اللہ تعالیٰ کے دوسرا کوئی بھی نہیں اور اللہ(عزوجل) کی ملکیت و مالکیت ذاتی اور ازلی ابدی ہے۔جس کو نہ فنا ہے نہ زوال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(4) ہر نفع ونقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

یہ بھی اسلامی عقیدہ ہے کہ ہر نفع اور نقصان پہنچانا یہ ذاتی اور حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ بغیر اس کے اذن اور حکم کے کوئی کسی کو ذرہ برابر نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

بظاہر دیکھنے میں لوگ ایک دوسرے کو نفع یا نقصان پہنچایا کرتے ہیں یا بعض چیزیں نفع یا نقصان پہنچایا کرتی ہیں تو اس قسم کا نفع یا نقصان پہنچانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت و تاثیر' اور اس کے اذن و حکم سے ہوا کرتا ہے لیکن حقیقی اور ذاتی طور پر نفع یا نقصان پہنچانا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے جو اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی اس طرح کے نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

(1) قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعاً وَّلَا ضَراًّ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ

(اے پیغمبر!) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا خود مختار نہیں۔مگر جو اللہ(عزوجل) چاہے۔

(پ9 الاعراف آیت 188)

(2) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ج وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ

اور اگر اللہ(عزوجل) تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے

www.waseemziyai.com

مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (پ 11 یونس آیت 107)	فضل کو روکنے والا کوئی نہیں اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

الحاصل جہاں جہاں قرآن وحدیث میں یہ آیا ہے کہ ہر نفع ونقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ذاتی طور پر درحقیقت ہر نفع ونقصان کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جہاں جہاں قرآن وحدیث میں یہ آیا ہے کہ خدا کے غیر دوسروں نے نفع یا نقصان پہنچایا۔ تو اس سے یہی مراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اس کے اذن وحکم سے دوسروں نے نفع یا نقصان پہنچایا جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی دوسرا بھی حقیقی طور پر نفع یا نقصان کا مالک ہے۔ وہ بلا شبہ یقیناً مشرک ہے۔ اور جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی بھی کسی طرح کا نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ بھی اعلیٰ درجے کا گمراہ وبدعقیدہ ہے کیونکہ قرآن کی بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا دوسرے لوگوں سے بھی نفع ونقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور لوگ ایک دوسرے کو نفع ونقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ:

اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعاً (پ 4 النساء آیت 11)	تمہارے باپ اور بیٹے تمہیں کچھ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تم کو نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے۔

دوسری آیت میں ہے کہ:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (پ 27۔ الحدید آیت 25)	اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے ہیں۔

پہلی آیت میں باپ بیٹوں کو نفع پہنچانے والا کہا گیا۔ اور دوسری آیت میں لوہے کو نفع دینے والا کہا گیا۔ اسی طرح ایک آیت میں فرمایا گیا کہ:

وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ (پ 3 البقرۃ آیت 282)	نہ کاتب ضرر پہنچائے نہ گواہ

www.waseemziyai.com

اس آیت میں کاتب اور گواہ کو ضار (نقصان پہنچانے والا) فرمایا گیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کی سب آیتوں پر نظر ڈالنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیقی طور پر نفع ونقصان پہنچانے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت اور اس کے اذن وحکم سے خدا کے سوا دوسرے بھی نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا اس دوسرے معنی کے اعتبار سے اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ محبوبانِ بارگاہِ الٰہی یعنی انبیاء و شہدا و اولیاء اللہ (عزوجل) کی دی ہوئی قدرت و طاقت اور اللہ (عزوجل) کے اذن وحکم سے لوگوں کو نفع ونقصان پہنچاتے ہیں تو ہرگز ہرگز اس میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ۔ بلکہ یہ عقیدہ بالکل قرآن کے مطابق ہے۔ ہاں البتہ وہ لوگ سراسر گمراہی پر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام اولیاء عظام بالکل مجبورِ محض' اور انتہائی بے بس ہیں کہ کسی کو کسی قسم کا کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے۔ حالانکہ ان مقبول بندوں کو خدا کی عطا اور اس کے اذن وحکم سے بہت سے اختیارات حاصل ہیں۔ لہٰذا خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے کہ حقیقی طور پر تو ہر نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقدرت اور اس کے حکم سے خدا کے سوا دوسرے لوگ بھی نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاصانِ خدا لوگوں کو نفع ونقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سمجھنے اور حق کو جاننے' اور حق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ و اللہ تعالیٰ اعلم

(5) مصیبت ٹالنے والا بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ مصیبت ٹالنے والا اور بندوں کی مدد فرمانے والا بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مندرجہ ذیل آیتوں کو بغور پڑھئے۔

(1) وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ

اور اگر تجھے کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تجھے

بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ 7 الانعام۔ آیت 17)
بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے

(2) وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ج فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط (پ 11 یونس آیت 12)
اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو چل دیتا ہے۔ گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا

مذکورہ دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مصیبتوں کو ٹال دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا مصیبتوں کو ٹالنے والا نہیں ہے۔

(6) کیا غیر اللہ بھی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں

مذکورہ بالا آیتوں کے سوا قرآن مجید کی دوسری آیتیں ایسی بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً خدا کے سوا دوسرے بھی مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

(1) يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ 9 الانفال۔ آیت 64)
اے غیب کی خبر بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ سلم) اللہ (عزوجل) آپ کو کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان آپ کی پیروی کرنے والے ہیں (یہ بھی کافی ہیں)

یہ آیت کریمہ اعلان کر رہی ہے کہ مصیبتوں کے ٹالنے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کافی ہے اور مومنین بھی دفع مصائب میں رسول کو کافی ہیں۔ اس آیت کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ مومنین بھی مصیبتوں کو دفع کرتے ہیں۔

(2) فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَالْمَلٰئِكَةُ بَعْدَ
بے شک اللہ (عزوجل) اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مومنین اور اس کے بعد

www.waseemziyai.com

ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (پ 28 التحریم آیت 4) فرشتے مدد پر ہیں۔

یہ آیت پکار رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشکلات کو دفع کرنے اور مصائب کو ٹال دینے میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مددگار ہے۔ اور نیک مسلمان اور حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشکلات اور شدائد و مصائب کو دفع کرنے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مددگار ہیں اس آیت کا بھی یہی حاصل ہے کہ مومنین اور فرشتے بھی مصیبتوں کو دفع اور مشکلات کو دور کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مسلمان اور ملائکہ غیر اللہ یعنی خدا کے غیر ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان سب آیتوں کو ایک ساتھ نظر میں رکھنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے مصیبتوں کو ٹال دینا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی صفت خاصہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اس کے اِذن و حکم سے مصیبتوں کو ٹال دینا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی صفتِ خاصہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اس کے اذن و حکم سے مصیبتوں کو ٹال دینا۔ یہ خدا کے خاص بندے مثلاً ملائکہ اور انبیاء و اولیاء اور شہدا وغیرہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لیے خوب سمجھ لیجئے کہ جو لوگ انبیاء و اولیاء اور شہداء کو دفع البلاء اور مصیبت ٹالنے والا مانتے اور کہتے ہیں ان لوگوں کی مراد یہی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور اس کے اذن و حکم سے مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں اس لیے ہرگز ہرگز ان لوگوں کو مشرک نہیں کہا جا سکتا مشرک وہی ہوگا جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح انبیاء و اولیاء بھی اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے مصیبتوں کو ٹال دیا کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ رکھنے والا چونکہ غیر خدا کو خدا کی صفت خاصہ میں شریک ٹھہراتا ہے۔ اس لیے یقیناً مشرک ہو جائے گا ذاتی قدرت اور عطائی قدرت دونوں کو نظر میں رکھنا اور ذاتی قدرت کو خداوند تعالیٰ کی صفتِ خاصہ ماننا۔ اور عطائی قدرت کو غیر اللہ کی صفتِ خاصہ قرار دینا۔ لازم وضروری ہے جس طرح ذاتی قدرت کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرنے والا مشرک ہے۔ اسی طرح عطائی قدرت کو خدا کی صفت ماننے والا بھی ''مشرک'' ہے۔ حقیقی موحد اور سچا مسلمان وہی ہے جو ذاتی قدرت کو اللہ تعالیٰ کی صفت مانے اور عطائی قدرت کو غیر اللہ کی صفت مانے۔ جیسا کہ

www.waseemziyai.com

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

واللہ الھادی الی الرشاد ۔

(7) بالذات شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

بیماروں کو بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت و طاقت سے شفاء عطا فرمانا یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی بالذات شفاء دیتے ہیں تو وہ مشرک ہے۔ کیونکہ بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے شفاء عطا فرما دینا یہ اللہ تعالیٰ ہی کی خاص صفت ہے۔ لہٰذا جو غیر اللہ کے لیے یہ صفت ثابت کرے گا وہ مشرک ٹھہرے گا قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ نقل کرتے ہوئے خداوند قدوس نے فرمایا کہ :

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ	وہ اللہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے
وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ	گا اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں
وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ	بیمار ہو جاؤں تو وہی شفاء دیتا ہے اور وہ مجھے
وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ	وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

(پ 19 الشعراء آیت 81)

(8) کیا کچھ لوگ اور دوائیں بھی شفا دیتی ہیں

بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت سے مریضوں کو شفاء دینا یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے جس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی قدرت و تاثیر اور اس کے اذن و حکم سے شفاء دینا تو یہ آیتِ قرآنیہ اور دواؤں وغیرہ دوسری چیزوں کے لیے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں یہ آیا ہے کہ قرآن کی آیتیں اور دوائیں بھی شفا دیتی ہیں۔ مثلاً ارشادِ خداوندی ہے کہ :

(1) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ	اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی
مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی	طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی شفاء

www.waseemziyai.com

اَلصُّدُوْرِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ 11 یونس آیت 57)
اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے

(2) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (پ 15 بنی اسرائیل آیت 82)
اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے

اوپر ذکر کی ہوئی دونوں آیتوں میں صاف صاف یہ اعلانِ خداوندی ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں مومنین کو شفاء دیتی ہیں۔ اور ظالموں یعنی کفر و شرک میں اڑے رہنے والوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔

(3) يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (پ 14 النحل آیت 69)
شہد کی مکھی کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے بیشک اس میں (خدا کی) نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔

اس آیت میں نہایت واضح بیان ہے کہ شہد لوگوں کو بیماریوں سے شفاء دیتی ہے۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بالذات شفاء دینے والا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم اور اس کی عطاء سے قرآن مجید کی آیتیں، اور دوائیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص مقدس بندے یعنی ملائکہ و انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام وغیرہ بھی شفاء دینے والے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تقریر قرآن مجید میں ستاروں کی طرح چمک رہی ہے کہ آپ نے اپنی قوم کے سامنے علی الاعلان فرمایا کہ:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج (پ 3 آل عمران آیت 49)
اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والوں کو۔ اور میں مردوں کو اللہ (عزوجل) کے حکم سے زندہ کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے "باذن اللہ" (اللہ (عزوجل) کے حکم سے) کہہ کر اس مسئلہ

www.waseemziyai.com

کی وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی ذاتِ قدرت اور اپنے ذاتی صفات اور اپنے ذاتی اختیار سے شفاء دیتا ہے اور مردوں کو جلاتا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور اس کے اذن وحکم سے شفاء دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے خاصانِ خدا بھی مریضوں کو شفاء دیتے ہیں۔

لہٰذا اس معنی کے اعتبار سے اگر حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وشہداء عظام کو اور دواؤں کو شافی (شفاء دینے والا) کہہ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا ان خاصانِ خدا کو اگر اس معنی کے لحاظ سے شافی (شفاء دینے والا) کہہ دیا جائے اور ان بزرگوں کو باذنِ اللہ شافی مان کر ان حضرات سے شفاء طلب کی جائے تو ہرگز ہرگز اس میں کوئی شرک وگناہ کی بات نہیں ہے۔ بلکہ بزرگانِ دین کا ہمیشہ سے یہ عمل رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، اور دواؤں، نیز قرآن مجید کی آیتوں سے شفاء طلب کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بالذات شافی تو فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مگر اس کی عطاء اور اس کے اذن وحکم سے دوسرے بھی شفاء عطاء کر سکتے ہیں۔ بلکہ عطاء کرتے رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(9) بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا

یہ بھی اسلام کا عقیدہ ہے کہ بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے کسی اولاد دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے غیر کو بالذات اولاد دینے والا مانے وہ مشرک ہے کیونکہ بالذات اولاد عطاء کرنا یہ خداوندِ کریم کی صفتِ خاصہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (پ25 الشوریٰ آیت 50)	اللہ (عزوجل) جسے چاہے، بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے، بیشک وہ علم وقدرت والا ہے۔

www.waseemziyai.com

(10) کیا اللہ والے بھی اولاد دیتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت و طاقت سے اس کے مقبول بندے بھی اس کے اذن و حکم سے اولاد دے سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے واقعہ میں ارشاد فرمایا کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں اچانک حضرت مریم کے سامنے آگئے۔ تو حضرت مریم نے کہا کہ میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ:

اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا
(پ 16 مریم آیت 19)

(حضرت جبرئیل) نے کہا کہ (اے مریم) میں تیرے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تا کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اس آیت میں صاف طور پر یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے یہ فرمایا کہ میں تیرے پاس خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں۔ اور اس لیے میں تیرے پاس آیا ہوں۔ تا کہ میں تجھے ایک بیٹا دوں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی اور فرمایا کہ میں تجھے بیٹا دوں گا۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر جمل نے فرمایا کہ:

وَاَسْنَدَهٗ لِنَفْسِهٖ لِاَنَّهٗ سَبَبٌ فِيْهِ
(جمل ج 3 ص 56 مصری)

(حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی ذات کی طرف اس بنا پر کی کہ وہ اس بیٹے کے ہونے کا سبب تھے۔

اسی طرح تفسیر صاوی میں ہے کہ:

اَلْاِسْنَادُ لِجِبْرِيْلَ لِكَوْنِهٖ سَبَبًا فِيْهِ
(صاوی ج 3 ص 32 مطبوعہ بمبئی)

بیٹا دینے کی نسبت حضرت جبرائیل کی طرف اسلئے کی گئی کہ وہ اس میں سبب بنے تھے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ کام کی نسبت سبب کی طرف کر دینا۔ یہ ہر زبان کا عام محاورہ ہے۔ ہم روزانہ یہ بولا کرتے ہیں کہ منیجر نے ہمیں نوکری دی۔ سیٹھ نے ہمیں تنخواہ

www.waseemziyai.com

دی ڈاکٹر نے مریض کو اچھا کر دیا۔ جج نے انصاف دیا۔

غور کیجئے کہ نوکری، تنخواہ، صحت، انصاف ہر چیز کا دینے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر چونکہ منیجر، سیٹھ، ڈاکٹر، جج ان سب چیزوں کے ملنے کا سبب ہیں۔ اس لیے ہم کہہ دیتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان چیزوں کو دیا ہے۔

تو اس طرح بولنے اور کہنے میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ نہ کوئی غلطی اسی طرح اگر ہم یہ کہہ دیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم کو بیٹا دیا تو ہرگز ہرگز اس میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ نہ کوئی غلطی۔ اسی طرح اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ والوں نے بیٹا دیا۔ کیونکہ اللہ والوں کی دعا کے سبب سے بیٹا پیدا ہوا تو ہرگز ہرگز اس میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ۔ نہ کوئی غلطی۔ کیونکہ فعل کی نسبت اس کے سبب کی طرف کر دینا شرعاً درست و جائز ہے۔ ہر مسلمان عالم ہو یا جاہل یہ کہتا ہے کہ بارش نے گھاس اگا لی۔ بدلی نے پانی دیا۔ گندگی نے بیماری پیدا کر دی۔ نالی کے گندے پانی نے مچھر پیدا کر دیئے۔ ظاہر ہے کہ درحقیقت ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر چونکہ یہ سب چیزیں ان کاموں کے ہونے کا سبب ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان چیزوں نے ان کاموں کو کر دیا ہے۔ بہر حال کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ والے اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے بغیر خدا کی مرضی اور حکم کے اولاد دے دیا کرتے ہیں۔ بلکہ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے اولاد دینا یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ نے بیٹا دیا تو اس کا ہر مسلمان کے نزدیک یہی مطلب ہوا کرتا ہے کہ ان بزرگ کی دعا یا ان کی کرامت کے سبب سے بیٹا پیدا ہوا ہے۔ یا اللہ والوں نے خدا کی دی ہوئی قدرت اور اللہ (عزوجل) کے اذن و حکم سے بیٹا دیا۔ بہرصورت خواہ مخواہ موحد مسلمان پر شرک کا الزام تھوپ دینا یہ بڑی قبیح تہمت، اور بدترین افتراء ہے، جو گناہِ عظیم ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند پر لازم ہے کہ وہ علم و حلم اور حزم و احتیاط کا دامن نہ چھوڑیں۔ اور اس مسئلہ کو ہمیشہ یاد رکھیں جس طرح کسی مشرک کو مسلمان کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کسی کو بلا وجہ مشرک کہہ دینا بھی کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

www.waseemziyai.com

ایک ضروری انتباہ

واضح رہے کہ قرآن مجید کی بعض آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہ مصیبتوں کو ٹال سکتا ہے نہ اولاد دے سکتا ہے اور بعض آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبتوں کو ٹال سکتے ہیں۔ اور شفا دے سکتے ہیں۔ اور اولاد دے سکتے ہیں بظاہر ان دونوں قسم کی آیتوں میں ایک طرح کا تعارض اور ٹکراؤ نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان آیتوں میں کوئی تعارض اور کسی طرح کا ٹکراؤ نہیں۔ یہ سب آیتیں کلامِ ربانی ہیں۔ اور ان سب آیتوں پر ایمان لانا مسلمان پر ضروری ہے اور یہ آیتیں واجب الایمان اور لازم العمل ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ جن جن آیتوں میں یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مصیبت ٹال سکتا ہے نہ شفا دے سکتا ہے نہ اولاد دے سکتا ہے۔ ان آیتوں سے مراد یہ ہے کہ بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مصیبت ٹال سکتا ہے نہ شفاء دے سکتا ہے۔ نہ اولاد دے سکتا ہے اور جن جن آیتوں میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبت ٹال سکتے ہیں۔ اور شفاء دیتے ہیں اور اولاد دے سکتے ہیں۔ ان آیتوں کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عطائی قدرت اور اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبت ٹال سکتے ہیں اور شفاء واولاد دے دیا کرتے ہیں۔ اب اس تقریر سے آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں رہا۔ اور چمکتے ہوئے سورج کی طرح یہ مسئلہ صاف اور روشن ہوگیا کہ مصیبت ٹالنا اور شفاء بخشنا اور اولاد دینا بالذات اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اور اس کی دی ہوئی قدرت اور اس کے اذن وحکم سے ان سب کاموں کو کر دیا کرتے ہیں۔

فرقہ وہابیہ کو یہیں سے گمراہی کی ٹھوکر لگی کہ ان لوگوں نے صرف ان ہی آیتوں کو دیکھا جن میں یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مصیبت ٹال سکتا ہے۔ نہ کوئی شفاء دے سکتا ہے۔ نہ کوئی اولاد دے سکتا ہے اور ان آیتوں کو یا دیکھا ہی نہیں یا قصداً ان سے چشم پوشی کرلی۔ جن آیتوں میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبت ٹال سکتے اور شفاء

www.waseemziyai.com

و اولاد دے سکتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت بحمدہٖ تعالیٰ ان سب آیتوں پر نظر رکھتے ہوئے اور سب پر ایمان لاتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سب کاموں کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے لیے بالذات ہیں۔

اور دوسروں کے لیے یہ اختیارات خدا کی عطاء سے حاصل ہیں لہٰذا اہل سنت گمراہی کی ٹھوکر سے محفوظ وسلامت رہی۔ والحمد اللہ علی ذالك

اب آپ دیر تک سوچتے رہئے کہ بالذات اور بالعطاء یعنی ذاتی وعطائی میں کتنا عظیم فرق ہے ذاتی قدیم ہے اور عطائی حادث ہے۔ ذاتی باقی ہے اور عطائی آنی وفانی ہے۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا فرق ہے ذاتی وعطائی میں واللہ الهادی الی الرشاد!

(11) خدا کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے

دعا کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت ہی ہے اور ایک حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 194)

جب ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ دعا بھی عبادت ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہیں مانگی چاہیے چنانچہ خداوندِ عالم جل جلالہ کا قرآن میں یہ فرمان ہے کہ:

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (پ 8 الاعراف آیت 29)

اللہ سے دعا مانگو اس کے مخلص بندے ہو کر۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ج وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (پ 11 یونس آیت 107)

اور اگر اللہ (عزوجل) تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنیوالا کوئی نہیں۔ اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت جائز نہیں اسی

www.waseemziyai.com

طرح خدا کے سوا دوسرے سے دعا مانگنی بھی جائز نہیں ہے۔

(12) اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دعا قبول کرتا ہے

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ 2 البقرۃ آیت 186)

میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن لاچاروں اور بے قراروں کی دعاؤں کو خصوصیت کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ :

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰـهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (پ20 النمل آیت 62)

کون ہے جو لاچار کو سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی کو اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے کیا اللہ (عزوجل) کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ بہت ہی کم تم لوگ دھیان کرتے ہو۔

اس لیے ہر لاچاری اور بیقراری کے وقتوں میں خاص کر عاجز و لاچار بندوں کو چاہئے کہ بہت زیادہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہیں کہ اس وقت کی دعا خاص طور پر مقبول ہونے کی امید ہے جیسا کہ اس رَبِ کریم نے قرآن مجید میں خود ہی ارشاد فرمایا ہے لہٰذا مسلمان ہرگز ہرگز دعا مانگنے سے غافل نہ رہیں۔ کیونکہ دعا مسلمان کے لیے بہترین ڈھال بھی ہے اور اعلیٰ ترین تلوار بھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگوں اور دوسری مصیبتوں کے وقتوں میں بکثرت دعائیں مانگا کرتے تھے۔

(13) علم غیبِ ذاتی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے

علم غیب ذاتی یعنی بذات خود غیب کو جاننا یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان اور اسی کی صفت خاصہ ہے۔ اس طرح کا علم غیب جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کے لیے مانے

www.waseemziyai.com

وہ یقیناً شرک میں گرفتار ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اس مسئلہ پر خاص طور پر ذہن نشین کرلیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ علم غیب ذاتی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی عالم الغیب بالذات نہیں کہہ سکتے کیونکہ عالم الغیب بالذات تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا کوئی بھی عالم الغیب بالذات نہیں۔

(1) یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ ماذا اجبتم قَالُوْا لَاعِلْمَ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

(پ 7 المائدہ آیت 109)

جس دن اللہ (عزوجل) رسولوں کو جمع فرمائے گا پھر فرمائے گا تمہیں اپنی قوموں کی طرف سے کیا جواب ملا ؟ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔ بیشک تو ہی سب غیبوں کو جاننے والا ہے

(2) تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

(پ 7 المائدہ آیت 116)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت میں کہیں گے) اے اللہ (عزوجل)! تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے، اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بیشک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے

(3) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّاهُوَ وَیَعْلَمُ مَافِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ

(پ 7 الانعام آیت 59)

اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

(4) عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ (پ 7 الانعام آیت 73)

وہ (اللہ عزوجل) ہر غیب و ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا، خبردار ہے۔

(5) اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ (عزوجل) ان کے دل کی چھپی بات اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ

www.waseemziyai.com

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (پ10 التوبہ آیت 78) — اللہ (عزوجل) سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔

(6) وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پ11 یونس آیت 20) — اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں جتا دے گا۔

(7) فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ج اِنِّىْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (پ11 یونس آیت 20) — (اے پیغمبر) آپ فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ (عزوجل) ہی کے لیے ہے اب تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں۔

(8) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (پ12 ھود آیت 123) — اور اللہ (عزوجل) ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے غیب اور اسی کی طرف ہے سب کاموں کی رجوع تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں

(9) اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (پ22 فاطر آیت 38) — بیشک اللہ (عزوجل) آسمانوں اور زمینوں کے ہر غیب کا جاننے والا ہے بیشک وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

(10) قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (پ20 النمل آیت 65) — (اے نبی) آپ فرما دیجئے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ اور انہیں خبر نہیں کہ کب قبروں سے اٹھائے جائیں گے

مذکورہ بالا آیتیں اور ان کے سوا کچھ دوسری آیات صاف صاف بتا رہی ہیں کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عالم الغیب بالذات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے یہ علم مانے وہ یقیناً مشرک ہے۔

www.waseemziyai.com

(14) رسول اللہ ﷺ کو علم غیب دیا گیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں بالخصوص خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیشمار علوم غیبیہ کا خزانہ عطا فرمایا لہٰذا یقیناً بلا شبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عطاء فرمانے سے علم غیب کے جاننے والے ہیں اس مسئلہ کو جاننے کے لیے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کا خاص طور پر مطالعہ کریں۔ اور ان کے معانی و مطالب کو خوب سمجھ کر یہ یقین و اعتقاد رکھیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطاء کیا گیا اور بلا شبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کے جاننے والے ہیں۔

(1) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

(پ 4 آل عمران آیت 179)

اور اللہ (عزوجل) کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ (عزوجل) چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے تو تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو۔ تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اعلان فرما دیا کہ عالم لوگوں کو اللہ تعالیٰ غیب نہیں دیتا۔ مگر اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور حضور خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو تمام رسولوں میں افضل و اعلیٰ اور سب سے بڑھ کر خدا کے مجتبیٰ اور برگزیدہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا عالم الغیوب نے انہیں علم غیب دیا ہے۔ اس لیے اے لوگو! رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب دینے والے اللہ (عزوجل) اور غیب جاننے والے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور یہ عقیدہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

(2) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

(پ 5 النساء۔ آیت 113)

اور (اے محبوب) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور اللہ (عزوجل) کا فضل آپ پر بہت ہی بڑا ہے۔

www.waseemziyai.com

اس آیت سے ثابت ہوا کہ امور دین و احکام شرع' اور تمام کائناتِ عالم کے علومِ غیبیہ کے خزانے' اور تاب وحکمت کے اسرار و معارف' غرض سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دیا اور سکھا دیا ہے۔ اور ان علوم کے علاوہ دوسرے اور کون کون سے علوم و معارف آپ کو عطاء فرمائے۔ اور کیا کیا آپ کو بتا دیا اور سکھا دیا اور اس کو اجمالی طور پر۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جملہ میں ارشاد فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(3) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (پ 14 النحل آیت 89)

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں کے لیے۔

جب قرآن کریم ہر ہر چیز کا روشن بیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا تفصیلی علم عطا فرما دیا ہے تو بلاشبہ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب و شہادت یعنی چھپی ہوئی اور ظاہر تمام چیزوں کا علم عطاء فرما دیا۔

(4) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (پ 29۔ الجن آیت 26 تا 28)

اللہ (عزوجل) تمام غیبوں کا جاننے والا ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے تاکہ دیکھ لے کر انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور جو کچھ ان کے پاس ہے سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

(5) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (پ 30 التکویر۔ آیت 24)

اور نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یہ آیتِ شریفہ نہایت واضح طور پر اعلان کر رہی ہے کہ نبی کو غیب کا علم ہے اور وہ دوسروں کو یہ علم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ہزاروں غیب کے علوم بتا دیئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ :

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلِ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَه، وَنَسِيَه، مَنْ نَسِيَه، (رواه البخاری)

(مشکوٰۃ ج 2 ص 506 بحوالہ بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو ہم لوگوں کو دنیا کے پیدا ہونے کے شروع سے تمام باتوں کو خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

غور کیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وعظ میں کھڑے ہوکر دنیا کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت اور جہنمیوں کے جہنم میں داخل ہونے تک کی تمام باتوں اور واقعات کی خبر دے دی۔ ظاہر ہے کہ دنیا پیدا ہونے کی ابتداء سے قیامت میں دخولِ جنت اور دخولِ جہنم تک کی مدت میں کتنی کثیر تعداد میں غیب کی باتیں ہوں گی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو بتا دیں۔

اللہ اکبر ! سبحان اللہ ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی۔ اور آپ کی تعلیم غیب کی کثرت و وسعت کا کیا کہنا۔

بہرحال مذکورہ بالا پانچوں آیتوں اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی آیات' اور حدیثوں سے روز روشن کی طرح واضح اور ظاہر ہوتا ہے کہ عالم الغیب جل جلالہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے شمار غیبوں کا علم عطا فرما دیا ہے۔

اللهم صلى على سيدنا محمد واله

واصحابه اجمين وبارك وسلم ۔

www.waseemziyai.com

رسالت

نبی سے کوئی گناہ نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور رسولوں کو بڑے بڑے درجات و مراتب سے سرفراز فرماتا ہے اور ان کو تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم' اور ہر قسم کے عیوب سے پاک و منزہ بنا کر مبعوث فرماتا ہے۔ شیطان کے وسوسوں کا حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جناب میں گزر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عصمتِ خاصہ اور حفاظت مقدسہ ان کی محافظ بنی رہتی ہے اس لیے ان حضرات سے گناہوں کا صادر ہونا محال ہے لہٰذا ہر نبی قبل اعلانِ نبوت ہر قسم کے گناہِ صغیرہ' گناہِ کبیرہ سے پاک ہوتا ہے فقہائے کرام کا متفق علیہ فتویٰ ہے کہ جو شخص حضرات انبیاء علیہم السلام کو گناہگار اور عیب دار بتائے وہ کافر ہے اس خصوص میں مندرجہ ذیل آیتوں پر نگاہ رکھیں جن سے ہدایت کا نور چمکتا رہتا ہے۔

(1) اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا (پ 15 بنی اسرائیل آیت 65)

(اے شیطان) بیشک جو میرے خاص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ اور تیرا رب کافی ہے حفاظت کرنے کو۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکال کر فرمایا کہ اے شیطان! تو لوگوں میں گمراہی پھیلائے گا۔ مگر سن لے کہ میرے خاص بندوں پر تیرا کچھ بھی قابو نہ چل سکے گا۔ کیونکہ میں ان کی حفاظت کے لیے کافی ہوں اس آیت میں خدا کے خاص بندوں سے مراد حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام میری عطاء کی ہوئی عصمت کی وجہ سے معصوم' اور اولیا کرام میری حفاظت کے سبب سے گناہوں سے محفوظ ہیں۔ ''معصوم'' سے تو گناہ ممکن ہی نہیں ہے اور ''محفوظ'' سے گناہ ممکن تو ہے مگر گناہ سرزد ہوتا نہیں ہے۔

(2) لَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلاً (پ 15 بنی اسرائیل آیت 74)
(اے محبوب!) اگر تم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھک جاتے

اس آیت میں خداوند قدوس جل جلالہٗ کا اعلان ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو ثابت قدم رکھا۔ یعنی ان کو معصوم بنایا اس لیے وہ کفار اور ان کے عقائد و اعمال کی طرف کبھی ذرا بھی مائل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ ہمیشہ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم رہیں گے۔

صاحب جلالین نے فرمایا کہ لَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰكَ عَلَى الْحَقِّ بِالْعَصْمَةِ یعنی اے پیغمبر ! اگر عصمت دے کر ہم آپ کو ثابت قدم نہ بنا دیتے تو آپ کفار کی طرف کچھ مائل ہو جاتے مگر چونکہ ہم نے آپ کو عصمت دے کر ثابت قدم بنا دیا ہے۔ اس لیے آپ کبھی بھی کفار کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ صاحبِ جلالین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

وَهُوَ صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْكَنْ وَلَا قَارَبَ (تفسیر جلالین ص 236)
یعنی یہ آیت اس بات کی صراحت کر رہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کبھی کفار کی طرف مائل ہوئے نہ مائل ہونے کے قریب ہوئے۔

بہرحال اس مسئلہ پر اہل حق کا اجماع ہے کہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے گناہ کا صدور ہو سکتا ہی نہیں۔ اور نبی کو گناہگار کہنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(3) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَاغَوٰى (پ 27 النجم آیت 2)
پیارے چمکتے تارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے ارادہ چلے۔

اس آیت میں "تمہارے صاحب" سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو کبھی نہ حق سے بہکے نہ کبھی گمراہی میں پڑے۔ کیونکہ وہ نبی برحق ہیں اور نبی کا ہر گمراہی اور ہر گناہ سے معصوم ہونا ضروری ہے۔

بہرحال اوپر تحریر کی ہوئی تینوں آیتوں اور ان کے سوا دوسری بہت سی قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین اعلانِ نبوت سے قبل اور اعلانِ نبوت کے بعد ہر حال

www.waseemziyai.com

میں تمام گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ لہٰذا ہرگز ہرگز کسی نبی کو گناہگار کہنا جائز نہیں بلکہ جو کسی نبی کو گناہگار بتائے وہ کافر ہے۔

خوب یاد رکھئے کہ جہاں جہاں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف گناہ کی نسبت فرمائی یا نبی نے خود اپنے کو گناہگار کہا۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ فعل انبیاء علیہم السلام کے بلند مراتب کے لحاظ سے کم درجے کا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اور انبیاء کرام نے اس کو گناہ کہہ دیا۔ ورنہ درحقیقت وہ فعل گناہ نہ تھا بلکہ چونکہ وہ فعل انبیاء کے بلند درجات کے لحاظ سے کم درجے کا تھا۔ اس لیے ان کے حق میں وہ گناہ ٹھہرا ورنہ بھلا نبی معصوم کی مقدس جناب میں گناہ کا گزر کس طرح اور کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟

پھر اگر اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف کسی گناہ کی نسبت فرمادی۔ یا کسی نبی نے اپنے آپ کو گناہگار کہہ دیا تو اس سے کب یہ لازم آتا ہے کہ ہم بھی یہ جرات کر بیٹھیں کہ اس نبی کی طرف گناہ کی نسبت کردیں۔ (معاذ اللہ)

اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء کرام پر بہت بڑا فضل و کرم ہے اور اس نے اپنے ان مقبول بندوں کو بڑے بڑے درجات و مراتب سے نوازا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے پیارے نبیوں کی مدح و ثناء بھی فرمائے۔ اور کبھی عتاب بھی فرمائے اسی طرح انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے انتہائی مقرب و برگزیدہ ہیں اور اپنے ربِ کریم کی بارگاہ میں انتہائی مقرب بھی ہیں۔ اس لیے ان کو بھی حق ہے کہ گناہگار نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو تواضع کے طریقے سے خدا کا گناہگار کہہ دیں۔ مگر ہم گناہگار امتیوں کو کب؟ اور کیسے؟ اور کیونکر یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ ہم ان معصوم انبیاء کرام کو گناہگار کہہ دیں۔ ہم کو تو بہرحال اسی عقیدہ پر جینا اور مرنا ہے کہ ہر نبی معصوم ہے۔ یعنی کسی گناہ کا صادر ہونا ناممکن اور محال ہے۔

نبی ﷺ کی ہر بات پوری ہوکر رہتی ہے

اس عنوان کے سلسلے میں بھی قرآن مجید کی چند آیتوں کا جلوہ دیکھئے۔

(1) روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے ایمان قبول

www.waseemziyai.com

کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ کوہِ طور پر جا کر چالیس 40 دن روزہ رکھیں اور ہر رات میں ساری رات عبادت میں مشغول رہیں اس کے بعد آپ کو تورات شریف عطاء کی جائے گی۔ چنانچہ حکم خداوندی کے مطابق آپ نے بنی اسرائیل کی نگرانی کا کام اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ اور خود کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اس دوران میں ایک شخص جو ''سامری'' کے لقب سے مشہور تھا جو حرامی اور پیدائشی کافر تھا۔ اور بے پناہ مقرر تھا۔ اس نے سونے چاندی سے گائے کے بچھڑے کا ایک بت بنایا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے کلام کرنے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور خدا تو خود ہماری بستی میں آ گیا ہے۔ سامری نے بچھڑے کے منہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی دھول ڈال دی تو بچھڑا بولنے لگ گیا تھا۔ سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یہی تمہارا خدا ہے۔ اور اس نے اپنی تقریر کے زور سے بنی اسرائیل کو اس قدر گمراہ کر دیا کہ ساری قوم بت پرست ہو گئی۔ اور بچھڑے کی عبادت کرنے لگی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لے کر کوہ طور سے اپنی بستی میں آئے تو قوم کا یہ برا حال دیکھ کر بیحد رنجیدہ ہو گئے۔ اپنے بھائی پر بھی خفا ہو گئے۔ اور سامری کو دیکھ کر غصہ میں بھر گئے۔ اور انتہائی غضب و جلال میں آ کر آپ نے سامری کے لیے یہ فرمادیا کہ تو میرے سامنے سے چلا جا۔ دنیا کی زندگی میں تیری یہ سزا ہے کہ تو ہر شخص سے یہ کہتا پھرے گا کہ ''کوئی مجھ سے چھو نہ جائے'' پھر آپ نے اس بچھڑے کے بت کو آگ میں جلا کر اور کوٹ پیس کر اس کی راکھ کو سمندر میں پھینک دیا۔ اور سامری کا یہ حال ہو گیا کہ جب تک وہ زندہ رہا سب سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ نہ وہ کسی کو چھوتا تھا نہ کوئی اس کو چھوتا تھا ہر شخص کے میل ملاپ سے وہ محروم ہو گیا اور کسی کاروبار اور دھندے روزگار کے قابل نہ رہ گیا۔ اگر اتفاقاً کوئی اس کو چھو لیتا تو وہ اور اس کو چھونے والا دونوں شدید بخار میں مبتلا ہو جاتے سامری بستیوں کے باہر جنگلوں اور میدانوں میں یہی شور مچاتے بھاگا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے نہ چھوئے اور انسانوں سے بالکل الگ وحشیوں اور درندوں میں نہایت ہی تلخ اور وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حال میں مر گیا۔

www.waseemziyai.com

اس واقعہ کو خداوندِ کریم نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

(پ 16 طٰہٰ آیت 95 تا 98)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سامری تو دور ہٹ جا۔ دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے گا کہ کوئی مجھ سے چھو نہ جائے اور بیشک تیرے لیے وعدہ کا ایک وقت ہے جو تجھ سے خلاف نہ ہو گا۔ اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے دن بھر تو آسن مارے رہا۔ قسم ہے ہم ضرور اسے جلائیں گے۔ پھر اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے تمہارا معبود تو وہی اللہ (عزوجل) ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم گھیرے ہوئے ہے۔

(2) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی ریتلی اور پتھریلی بنجر زمین کے لیے جو خطرات سے بھری ہوئی تھی' دو باتیں اور تمنائیں خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں عرض کیں ایک یہ کہ یہاں ایک پرامن شہر ہو جائے۔ دوسری یہ کہ یہاں کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں کی روزی ملے۔ آپ کی یہ دونوں باتیں پوری ہو کر رہیں کہ مکہ مکرمہ اتنا پرامن شہر بن گیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کو کیا قتل کرتا' شیر اور بھیڑیئے بھی حرم الٰہی میں شکار کا پیچھا نہیں کرتے بلکہ حرم میں پہنچتے ہی اپنے شکار کو چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ اور پھلوں کی روزی کا یہ حال ہے کہ دنیا بھر کے پھل اور قسم قسم کے فروٹ مکہ مکرمہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ اس طرح ابراہیم علیہ السلام کی دونوں باتیں پوری ہو کر رہیں۔ خداوند کریم نے اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب اس شہر کو امن و امان والا بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح

(پ 1 البقرہ آیت 126) طرح کے پھلوں سے روزی دے

(3) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی کافروں کے بارے میں خداوندِ قدوس سے یہ عرض کی اور کہا کہ:

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (پ 11 یونس آیت 88)

اے ہمارے پروردگار! ان (فرعونیوں) کے مالوں کو برباد کر دے۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ ایمان نہ لائیں۔ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات پوری ہوکر رہی کہ فرعونیوں کے درہم و دینار وغیرہ تمام مال پتھر ہوکر رہ گئے۔ یہاں تک کہ ان کے کھانے کی چیزیں اور پھل فروٹ بھی سب پتھر ہو گئے۔

اور فرعونی کفار پائی پائی اور دانے دانے کے محتاج ہو گئے۔ اور سب کے سب دریائے نیل میں غرق ہوکر ڈوب مرے مگر ایمان نہیں لائے۔

(4) حضرت یوسف علیہ السلام جن دنوں جیل خانے میں تشریف فرما تھے تو دونو جوان جیل خانے میں آئے اور ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ آپ نے ان دونوں خوابوں کو سن کر یہ تعبیر دی کہ ایک اپنے بادشاہ کو بدستور شراب پلائے گا۔ اور دوسرے کو پھانسی دے کر اس کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور پرندے اس کا سر کھائیں گے۔ خوابوں کی تعبیر سن کر دونوں نوجوان کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے تو کوئی خواب ہی نہیں دیکھا ہے ہم تو آپ سے ہنسی مذاق کر رہے تھے یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ:

قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ (پ 12 یوسف آیت 41)

فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جو میں نے کہہ دیا یہ ضرور واقع ہوکر رہے گا۔ تم دونوں نے خواب

www.waseemziyai.com

دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اب یہ حکم ٹل نہیں سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک شخص جیل خانے سے رہا ہو کر بدستور سابق اپنے بادشاہ کو شراب پلانے لگا۔ اور دوسرا سولی پر لٹکا دیا گیا اور گدھ وغیرہ پرندے اس کی لاش نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ کیوں نہ ہو کہ اللہ (عزوجل) کے نبی کی بات پوری ہو کر رہی اور جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمادیا وہ ہو کر رہا۔

(5) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بے سروسامانی کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی۔ اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بے کسی کے عالم میں کچھ ''حبشہ'' کچھ مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ یہ بے سروسامان غریب الوطن مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفارِ مکہ کی ناقابل تسخیر لشکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ ہمیشہ کے لیے بجھ جائے گا لیکن ہجرت سے ایک سال پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمادی کہ:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا

(پ 15 بنی اسرائیل آیت 76)

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم!) یہ مکہ والے اگر آپ کو مکہ سے اکتاہٹ میں ڈال چکے ہیں تاکہ آپ کو (مکہ سے) نکال دیں تو وہ آپ کے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہو کر رہی کہ ایک ہی سال بعد غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفارِ مکہ کے سرداروں کا خاتمہ کر ڈالا۔ اور کفارِ مکہ کی عسکری طاقت کا جنازہ نکل گیا اور ان کی شان و شوکت مٹ گئی۔

(6) ہجرت کے بعد کفارِ مکہ جوشِ انتقام میں آپے سے باہر ہو گئے اور جنگ بدر میں شکست کے بعد تو جذبۂ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خون ریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے سکون نصیب نہیں رہا۔ مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے لیکن عین

www.waseemziyai.com

اس پریشانی اور بے چینی کے عالم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ ان کو دین و دنیا کی بادشاہی بلکہ شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا۔ اور آپ نے علی الاعلان قرآن کی ایمان افروز آیتوں کو تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (پ18 النور آیت 55)

اللہ (عزوجل) نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان کے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں۔ میرا شریک کسی نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

مسلمان جس پریشان کن ماحول میں تھے۔ ان حالات میں دین و دنیا کی شہنشاہی کی بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی۔ بھلا کون یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بے کس گروہ جو مدینہ آکر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لئے ہوئے تھا۔ اور اس کو یہاں آکر بھی سکون نصیب نہ تھا۔ بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ ان اجڑے ہوئے غریب الوطن مسلمانوں کو ایسی عظیم شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین کے اوپر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈر نہیں ہوگا بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ و جلال سے لرزہ براندام رہے گی۔ مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام ترقی یافتہ حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کا پرچم عظمتِ اسلام کے پرچم شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہوگیا۔ کیوں نہ ہو کہ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی بات تھی جو پوری ہو کر رہی۔ سچ ہے۔

www.waseemziyai.com

ہزار فلسفیوں کی چناں چنیں بدلی
نبی کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

(6) جنگ بدر میں جب کہ کل تین سو تیرہ مسلمان جو بالکل نہتے اور بے سر سامان تھے۔ بھلا کسی کے خیال میں بھی آ سکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کا لشکر جرار جس کے پاس ہتھیار اور لشکری طاقت کے تمام سامان و اوزار موجود تھے شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ اور ستر کافر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے۔ مگر جنگ بدر سے برسوں پہلے مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اسلامی فتح مبین کی بشارت کا اعلان فرما دیا تھا کہ

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (پ۔27۔القمر۔آیت 45)
یہ لشکر عنقریب شکست کھا جائے گا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

اور یہ اعلان بھی آپ نے فرما دیا تھا کہ

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا (پ۔26۔الفتح۔آیت 22)
اور اگر کفار تم (مسلمانوں) سے لڑیں گے تو یقیناً پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔

تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ اعلان کس طرح حرف بحرف صحیح ثابت ہوا کہ جنگ بدر میں کافروں کو ایسی شکست ہوئی کہ ان کی عسکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔ اور جنگ بدر میں کافروں کو ایسی ناکامی ہوئی کہ ان کا سارا منصوبہ ہی خاک میں مل گیا۔ پھر فتح مکہ اور جنگ حنین میں جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام پڑھنے والے بچے بچے کو معلوم ہے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئیاں کس طرح عالم وجود میں جلوہ گر ہو گئیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کا آفتاب عالم تاب کس شان سے تمام دنیا کو منور کر گیا۔ اور یہ حقیقت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ تمام دنیا میں چمکنے لگی کہ نبیٔ صادق کی ہر بات پوری ہو کر رہتی ہے۔

تاریخ نبوت اور قرآن و حدیث میں اس قسم کے واقعات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ

www.waseemziyai.com

موجود ہے مگر ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان ہی چند واقعات کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ جو طالبانِ ہدایت کیلئے بڑی بڑی روشنیوں کا منارہ ہیں۔ خداوند کریم سب کو ہدایت کے نور سے منور فرمائے۔ (آمین)

(17) حضور ﷺ تمام کمالاتِ نبوت کے جامع ہیں

اس پر تمام اہل حق کا اتفاق و اجماع ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء و افضل الرسل ہیں۔ اور آپ تمام کمالاتِ نبوت ورسالت پر بروجہ اتم سرفراز ہیں۔ اور آپ کی ذاتِ بابرکات میں تمام کمالات وفضائل رسالت اس طرح جمع ہیں کہ آپ کو نہ صرف انبیاء سابقین کے کمالات ومعجزات کا جامع بنا کر مبعوث کیا گیا بلکہ بے شمار ایسے فضائل ومحاسن اور کمالات ومعجزات سے آپ کو سرفراز کیا گیا جو صرف آپ کی ذات خاص ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور خداوند عالم نے آپ کے سوا کسی دوسرے نبی ورسول کو ان کمالات ومعجزات پر فائز نہیں فرمایا۔ ان مخصوص کمالات ومعجزات کو ''خصائص کبریٰ'' کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام مراتب و درجات' اور فضائل وکمالات کو شمار کرنا تو انتہائی مشکل و دشوار ہے۔ کیونکہ آپ کے فضائل و کمالات بے حد و بیشمار ہیں۔ ان میں سے چند قرآن مجید میں صراحۃً مذکور ہیں۔ جن کے ضمن میں دلالۃً واشارۃً ہزاروں کمالات بیان ہوگئے ہیں۔ اس خصوص میں قرآن کریم کی یہ چند آیتیں خاص طور پر یاد رکھیں۔

(۱) كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

(پ2۔ البقرۃ۔ آیت 151)

جیسا ہم نے تم لوگوں (عربوں) میں ایک باعظمت رسول بھیجا تمہیں لوگوں میں سے جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

www.waseemziyai.com

اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے (1) رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم (2) اللہ (عزوجل) کی آیتوں کو تلاوت کرنے والا (3) مومنوں کو پاکیزہ وستھرا بنانے والا (4) کتاب وحکمت سکھانے والا (5) ایسی باتیں تعلیم دینے والا جو انسان کے علم میں نہ تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان بڑے بڑے بڑے جلیل الشان اوصاف کے ضمن میں کتنے ہی بڑے بڑے کمالات وفضائل کے اونچے اونچے پہاڑ سر اٹھائے ہوئے ہیں جن کی کثرت وعظمت کو دائرہ تحریر میں لانے کیلئے ہزاروں بڑے بڑے دفتر درکار ہیں۔

(2) هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(پ۔10۔التوبۃ۔آیت33)

(اللہ عزوجل) وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین برا مانیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (1) رسول (2) ہدایت والا (3) دین برحق والا (4) سب دینوں پر غالب ہونے والے دین کو لانے والا (5) مشرکوں کو جلن میں ڈالنے والا۔ فرمایا اور پانچ ایسے عظیم الشان خطابات سے نوازا جس کے ضمن میں سینکڑوں بڑے بڑے کمالات کی تجلیاں چمک رہی ہیں جن کی تفصیل اگر تحریر کی جائے تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جائے گا۔

(3) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول، بے پڑھے، غیب کی خبر دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا۔ اور ستھری چیزیں ان کیلئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے اتار دے گا جو ان پر تھے تو وہ جو ان

www.waseemziyai.com

وَنَصَرُوْهُ وَتَبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِي اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(پ 9۔ الاعراف۔ آیت 157)

پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان پر اُتارا گیا تو وہی لوگ بامراد ہوئے۔

اس طویل آیتِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مندرجہ ذیل دس اوصافِ جمیلہ و القاب جلیلہ سے سرفراز فرمایا ہے (1) رسول صلی اللہ علیہ وسلم (2) نبی صلی اللہ علیہ وسلم (غیب کی خبر دینے والے) (3) امی (جنہوں نے کسی انسان سے نہیں پڑھا) (4) توریت وانجیل میں لکھے ہوئے (5) اچھی باتوں کا حکم دینے والے (6) بری باتوں سے منع فرمانے والے (7) ستھری چیزوں کو حلال فرمانے والے (8) گندی چیزوں کو حرام فرمانے والے (9) انسانوں کے بوجھ اور گلے کے پھندوں کو اتارنے والے (10) ان پر نور اتارا گیا۔ یہ دس اوصاف تو صراحۃً مذکور ہوئے۔ اب ان اوصاف کے ضمن میں کتنے اوصاف ہیں جو دلالۃً اور اشارۃً سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا شمار بے حد دشوار ہے۔

(4) یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا
(پ۔22۔ الاحزاب۔ آیت 45-46)

اے غیب کی خبر بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر اور اللہ (عزوجل) کی طرف بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت شریفہ میں (1) نبی صلی اللہ علیہ وسلم (غیب کی خبر دینے والا) (2) شاہد (3) مبشر (4) نذیر (5) الی اللہ (6) چمکا دینے والا آفتاب، چھ بلند مرتبہ اوصاف والقاب کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر جمیل فرمایا۔ ان چھ القاب کے دامنوں میں کیسے کیسے فضائل اور خصائص کبریٰ کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ ان کو کما حقہٗ بجز اللہ تعالیٰ کے کون جانتا ہے؟

(5) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے

www.waseemziyai.com

لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ-17-الانبیاء آیت 107) جہاں کیلئے۔

اس آیت مبارک میں اللہ جل جلالہ' نے آپ کو ''رحمتہ للعالمین'' کے عظیم و جلیل القدر لقب سے سرفراز فرما کر تمام انبیاء و مرسلین اور جمع کائناتِ عالم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی مقدس کملی میں پناہ دے دی۔

(6) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (پ22-انساء-آیت 28)

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت کے ساتھ جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا

اس آیتِ کریمہ میں سارے جہاں کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمانے کا اعلان فرما کر خداوندِ قدوس نے یہ اعلان فرمادیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہان کے تمام انسانوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمام انسانوں کو اپنی نجات کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و اتباع ضروری و لازمی ہے۔

(7) وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (پ-5-النساء آیت 79-80)

اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو سب انسانوں کیلئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا اور اللہ(عزوجل) کافی ہے گواہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ(عزوجل) کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان کے بچانے کیلئے نہیں بھیجا ہے۔

اس آیت شریفہ میں آپ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر اعلان فرمادیا گیا کہ جس نے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانا تو اسی نے اللہ(عزوجل) کا کہنا مانا۔ اور جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مونہہ موڑ کر جہنم میں چلا گیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ اس کو جہنم سے نکال کر بچالیں۔ کیونکہ آپ ان لوگوں کے نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔

www.waseemziyai.com

الغرض حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کمالاتِ نبوت و فضائلِ رسالت سے سرفراز فرما کر اس دُنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ اور خداوندِ قدوس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بڑے اوصاف و القاب سے نوازا ہے۔ اس طرح کی آیتوں سے قرآن مجید کا دامن بھرا ہوا ہے۔ بطورِ نمونہ ہم نے سات آیتوں کو یہاں نقل کر دیا ہے۔ باقی ہم نے اپنی تصنیفات تقریروں کی پانچوں کتابوں اور سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ میں اس مضمون پر سیر حاصل بحث کی ہے خداوندِ قدوس ہماری ان تحریروں کو مقبول فرما کر ان کو قبول فی الارض عطا فرمائے (آمین)

(18) حضور ﷺ کی تعظیم رکن ایمان ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم' اور آپ کا ادب و احترام رکن ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اس مضمون پر بھی چند آیات کو یاد کر لیجئے۔ یوں تو پورا قرآنِ عظیم تعظیم نبوت و احترامِ رسالت کے نوع بہ نوع پھولوں کا ایک حسین گلدستہ ہے مگر یہ قرآنی آیات خصوصیت کے ساتھ بڑی ہی فکر انگیز و عبرت خیز ہیں کہ ان کے معانی و مطالب کے تصور سے ایک مومن کے قلب و دماغ میں نور ایمان کی تجلیوں سے اجالا' اور ایک منافق کے دل و دماغ کا سکون تہ بالا' اور ظلم و حسد و عناد سے اس کا مونہہ کالا ہو جاتا ہے۔ ان آیاتِ بینات کو بار بار پڑھیئے اور اپنے دل کو عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ بنائے رکھئے!

(1) فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(پ 5۔ النساء۔ آیت 65)

تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما دیں اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔ اور جی جان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مان لیں

www.waseemziyai.com

یعنی لوگ اپنے آپس کے ہر اختلافی معاملات میں جب تک کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو بلا کر کسی کراہت اور جھجک کے دل و جان سے نہ مان لیں۔ اس وقت تک انہیں نورِ ایمان نصیب ہی نہیں ہوسکتا۔ اور ہرگز ہرگز مسلمان ہی نہیں ہوں گے۔ اور اگر کسی کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی حکم یا کسی فیصلہ سے بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی کوئی کراہت اور ناگواری پیدا ہوگئی۔ تو چونکہ اس کے دل میں تعظیم نبوت و احترامِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم باقی نہیں رہا' اس لئے اس کے نورِ ایمان کا چراغ فوراً ہی بجھ جائے گا اور اس کا ایمان غارت' اور اس کے تمام اعمالِ صالحہ اکارت ہو جائیں گے اور وہ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

(2) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

(پ 9۔ الانفال۔ آیت 24)

اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

یعنی جب بھی اللہ (عزوجل) کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکاریں تو تم جہاں بھی رہو اور جس حال میں بھی رہو اور جس کام میں بھی رہو تم پر فرض ہو جاتا ہے کہ تم رسول کی پکار پر دوڑ پڑو۔ یہاں تک کہ اگر تم نماز پڑھتے ہو اور اس حالت میں تمہیں اللہ (عزوجل) کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پکاریں تو تم نماز چھوڑ کر ان کی پکار پر دوڑ پڑو اور وہ جو حکم فرمائیں اس کی تعمیل کر کے پھر جہاں سے نماز چھوڑ کر گئے تھے وہیں سے نماز پوری کر لو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پکار پر آنے جانے' چلنے پھرنے' اٹھنے بیٹھنے' بات کرنے سے تمہاری نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (حاشیہ بخاری ج 2 'ص 669 بحوالہ قسطلانی)

بخاری شریف میں سعید بن معلّی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا۔ مجھے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے آنے میں کیوں دیر لگائی؟ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نماز

www.waseemziyai.com

پڑھ رہا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ (عزوجل) ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر حاضر ہو جاؤ۔ (بخاری ج2 ص 669)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا' انہوں نے جلدی جلدی نماز پوری کر کے سلام عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ (عزوجل) ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ عرض کیا بیشک۔ آیندہ ایسا نہیں ہوگا!

(خزائن العرفان ص 214 سورہ انفال)

قرآن مجید کی مذکورہ بالا اور بخاری شریف کی حدیث صریح طور پر متنبہ کر رہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اوران کے ادب واحترام کا اسلام میں کتنا اہم مقام ہے؟ کیوں نہ ہو کہ تعظیم نبوت ہی تو مدارِ ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(3) فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

تو وہ جو اس رسول پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں۔ اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اترا تو وہی لوگ بامراد ہوئے

(پ 9۔ الاعراف۔ آیت 157)

اس آیت نے یہ فیصلہ کر دیا کہ وہی لوگ مسلمان بامراد ہونے والے ہیں جو حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر ان کی تعظیم کریں اور ان کے مددگار بنے رہیں اور ان پر جو نور یعنی قرآن مجید نازل ہوا ہے اس کے احکام وفرامین کی پیروی کرتے رہیں۔

معلوم ہوا کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور نصرت وحمایت نہیں کی اور قرآن کے احکام پر نہیں چلا وہ ہرگز ہرگز کبھی بھی بامراد نہیں ہو سکتا یعنی وہ مسلمان ہو سکتا ہے نہ جہنم سے نجات پاکر وہ جنت کی نعمتوں کا حقدار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تعظیم نبوت ہی ایمان واسلام کا دارومدار ہے اور جس نے تعظیم نبوت سے مونہہ پھیر لیا وہ مردود بارگاہ الٰہی ہو کر

www.waseemziyai.com

اسلام سے مرتد و فی النار ہو گیا۔

(4) لَاتَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً (پ18۔النور۔آیت 63)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے پر آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں سے ایک دوسرے کو پکارا کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانوں! جب تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو تو خبردار خبردار ہرگز ہرگز ان کو اس طرح نام لے کر نہ پکارا کرو۔ جس طرح تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو۔ بلکہ تم پر فرضِ عین ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت ہی تعظیم و توقیر کے انداز میں بڑے بڑے القاب کے ساتھ نہایت ہی نرم آواز سے اور انتہائی متواضعانہ و منکسرانہ لہجے میں یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم وغیرہ کہہ کر پکارا کرو! کیونکہ اگر تعظیم نبوت کا دامن تمہارے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تو پھر تمہارا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(5) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ26۔الحجرات آیت۔2)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام رکھو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلا چلا کر بات نہ کہا کرو۔ اور خبردار تمہاری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے ورنہ اس جرم پر تمہارے اعمال صالحہ غارت واکارت اور برباد وضائع ہو جائیں گے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اس لئے تمہارا ایمان اس بے ادبی سے تہس نہس اور تمہاری ساری نیکیاں برباد و غارت ہو جائیں گی۔ (نعوذ باللہ منہ)

www.waseemziyai.com

(6) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانْتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَـقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَـكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنۡ تَـنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا

(پ22۔ الاحزاب آیت 53)

اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کیلئے بلائے جاؤ۔ نہ یہ کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ۔ اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بیشک اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ عزوجل حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ اور جب تم ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دو۔ اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو بیشک یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

اس آیت میں نہ صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ادب و احترام کا حکم دیا گیا اور آپ کی ایذا رسانی سے انتہائی تاکید کے ساتھ منع کیا گیا بلکہ آپ کی ازواجِ مطہرات کے ادب و احترام' اور ان کی عزت و حرمت کا بھی بہت سخت تاکیدی فرمان امت کیلئے خداوند قدوس نے قرآن میں نازل فرما دیا۔ خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام اور ان کے اعزاز و اکرام کو رکن ایمان قرار دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ذرّہ برابر بھی ان کی عالی جناب میں گستاخی و

www.waseemziyai.com

بے ادبی ایک مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ لہٰذا ہردم ہر قدم پر ہر مسلمان کیلئے یہ لازم الایمان اور واجب العمل ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات بلکہ ہر اس چیز کا ادب و احترام کرے اور اس کے اعزاز و اکرام کا لحاظ رکھے جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق و نسبت ہو۔ خواہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا ازواجِ مطہرات ہوں۔ یا ان کے سوا دوسرے اہل بیت ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر چیز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی تمام چیزوں سے محبت و عقیدت رکھتے ہوئے سب کو واجب الاکرام و لازم الاحترام سمجھے اور یاد رکھے کہ ذرا سی بے ادبی بلکہ ادب کی کمی مسلمان کے خرمن ایمان کیلئے آگ سے کہیں زیادہ تباہ کن ہے اسی بے ادبی کی نحوست سے سینکڑوں دیندار مسلمان مرتد و بے ایمان ہو گئے۔ اور سینکڑوں صالحین جو جنت میں قدم رکھنے والے ہی تھے' مگر توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں گرفتار ہو کر انہیں ایسی ٹھوکر لگی کہ جنت کے دروازے سے دھتکار و پھٹکار کر ایک دم جہنم کے ایسے عمیق گڑھے میں فی النار ہو گئے کہ جہاں سے ان کا نکلنا ہی محال ہو گیا۔ ان کی مثال زمانہ حال کے وہ گستاخانِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو عبادت و ریاضت میں انتہائی جدوجہد' اور محنت و مشقت کے باوجود مرتد و بے ایمان ہو کر قہر جبار کے سزاوار ہو کر عذابِ جہنم کے حقدار ہو گئے' جیسا کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ عاملة ناصبة تصلیٰ نارا حامية کہ بہت سے ایسے ہیں کہ عمل بھی کرتے ہیں۔ مشقت بھی اٹھاتے ہیں مگر ان کا انجام یہ ہوگا کہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ کاش اللہ تعالیٰ ان بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادبوں اور گستاخوں کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمادے یا اپنے قہر و جلال سے ان پر ایسا عذاب نازل فرمادے کہ یہ بدترین مخلوق روئے زمین سے فنا ہو جائے۔ اور ساری دنیا ان کی نحوستوں سے پاک و صاف ہو جائے۔ اور سارے عالم میں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فدا کاروں اور جان نثاروں کا بول بالا ہو جائے (آمین) وما ذالك على الله بعزيز وهو حسبي ونعم الوكيل

www.waseemziyai.com

(19) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کفر ہے

اس سے پہلے کے عنوان میں آپ پڑھ چکے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب و احترام رکن ایمان بلکہ مدارِ ایمان' بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اب یہ پڑھیۓ کہ اس مقدس بارگاہ کی بے ادبی اور ان سے گستاخی بلاشبہہ یقیناً کفر ہے اس کے بارے میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل چند آیاتِ کریمہ کو بطور نمونہ تحریر کر دی گئی ہیں۔

(1) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(پ 1 البقرۃ آیت 104)

اے ایمان والو ''راعنا'' مت کہو۔ اور یوں عرض کرو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر نظر رکھیں۔ اور خوب غور سے سنو۔ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

معتبر تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو وعظ و تقریر میں کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تھے۔ تو صحابہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے کہ: '' راعنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم'' اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح ہمیں سمجھ لینے کا موقع دیجیۓ مگر یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ گالی کے معنی رکھتا تھا۔ ان ظالموں نے اسی بری نیت اس لفظ کو کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' یہودیوں کی بولی سے واقف تھے۔ آپ یہودیوں کی زبان سے اس لفظ کو سن کر طیش میں آگئے اور فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو۔ خبردار! اب اگر کسی کی زبان سے میں نے یہ لفظ سنا تو اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ ہم پر آپ برہم ہوتے ہیں لیکن مسلمان بھی تو یہی لفظ بولتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوۓ ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ''راعنا'' کا لفظ بولنے کی ممانعت فرما دی گئی اور اس مقصد کے لیے ''انظرنا'' کا لفظ بولنے کا حکم ہوا اور یہ بھی حکم نازل ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر کو مسلمان پہلے ہی سے نہایت غور کے ساتھ کان لگا کر سنیں تاکہ درمیانِ وعظ میں انہیں کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

www.waseemziyai.com

اس آیتِ مبارکہ سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر' اور ان کے سامنے ادب واحترام کے الفاظ عرض کرنا فرض عین ہے۔ اور جس لفظ میں بے ادبی کا ادنیٰ سا بھی شائبہ ہو اس لفظ کو زبان پر لانا مسلمان کے لیے حرام و ممنوع ہے اور آیت کے آخری جملہ ''وللکفرین عذاب الیم'' میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذرا بھی بے ادبی کفر ہے۔ اور کسی بھی نبی کی بے ادبی کرنے والا کافر مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ (خزائن العرفان ص 18 وجلالین وغیرہ)

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ پر تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا۔ یا ان کی ذات یا ان کے خاندان' یا ان کے دین یا ان کی کسی خصلت میں نقص بنانے والا۔ یا اس کی طرف اشارہ کنایہ کرنے والا۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا۔ یا آپ کو عیب لگانے والا یا آپ کی شان کو چھوٹی بنانے والا۔ یا آپ کی شان کو جھوٹی بتانے والا۔ یا آپ کی تحقیر کرنے والا۔ بادشاہ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لعنت کرنے والا یا آپ کے لیے بددعا کرنے والا یا آپ کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنے والا جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو۔ یا آپ کے لیے کسی مضرت کی تمنا کرنے والا۔ یا آپ کی مقدس جناب میں کوئی ایسا کلام بولنے والا جس سے آپ کی شان میں استخفاف ہوتا ہو یا کسی آزمائش یا امتحان کی باتوں سے آپ کو عار دلانے والا بھی سلطانِ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا۔ اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

اور اس مسئلہ میں علماء امصار وسلف صالحین کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کرو

یا جائے گا۔ محمد بن سحنون علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان

www.waseemziyai.com

میں بد زبانی کرنے والا۔ اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور توہین رسالت کرنے والے کی دنیا میں یہ سزا ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے گا ! (شفاء شریف جلد 2 ص 189 وص 190)

شفاء شریف کی عربی عبارت کا ہم نے لفظ بہ لفظ ترجمہ کر دیا ہے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کو بغور پڑھ کر بارگاہ نبوت کے گستاخوں وہابیوں نجدیوں، قادیانیوں کو کافر و مرتد سمجھے اور ان مردودوں کے کفر و عذاب میں ہرگز ہرگز شک نہ کرے کیونکہ ان ظالموں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بڑی بڑی بے ادبی کی ہے اور کر رہے ہیں جو ان کی کتابوں اور ان کے عمل سے ظاہر ہے۔ افسوس کہ آج اسلامی سلطنت نہیں رہی ورنہ یہ سب تہ تیغ کر کے دنیا سے فنا کر دیئے جاتے۔ (فیا اسفاہ ویا حسرتا)

(2) وَلَـئِنْ سَالْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پ 10 التوبۃ آیت 66)	اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل کر رہے تھے تو آپ فرما دیجئے کہ کیا اللہ (عزوجل) اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہنسی کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ 9ھ میں جنگ تبوک کا سفر کرنے کے دوران تین منافق ساتھ میں چل رہے تھے ان میں سے دو تمسخر اور مذاق کے طور پر یہ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال ہے کہ وہ رومی سلطنت پر قابض ہو جائیں گے بھلا یہ کتنا عقل سے بعید خیال ہے؟ تیسرا آدمی کچھ بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی خداوندِ قدوس نے مطلع فرما دیا تو آپ نے تینوں کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگ ایسا ایسا کہہ رہے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لیے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اسی موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اور ان منافقوں کا عذر و حیلہ قبول نہیں کیا گیا۔ اور ان کے لیے فرمانِ خداوندی نازل ہو گیا کہ :

www.waseemziyai.com

''بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر''

تیسرا آدمی جو صرف ہنستا تھا۔ اور اپنی زبان سے کوئی گستاخی کا لفظ نہیں بولا تھا۔ جب یہ آیت اتری تو اس نے صدقِ دل اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرلی۔ اور اس نے یہ دعا مانگی کہ الٰہی! تو مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے مجھے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا۔ میں نے دفن کیا۔ چنانچہ اس کی دعا مقبول ہوگئی اور ایسا ہی ہوا کہ جنگ یمامہ کے دن یہ لڑتے ہوئے شہید ہوگیا۔ اور پھر اس کی لاش کا کوئی پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کہاں چلی گئی؟ اور کس نے اس کو دفن کیا اس شخص کا نام یحیٰی بن حمیرا شجعی تھا۔ چونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے زبان روکی تھی اس لیے اس کو سچی توبہ کی توفیق عطا ہوگئی اور دو شخصوں نے اپنی زبان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہوئے بدگوئی کی تھی۔ لہٰذا ان کو توبہ نصیب نہیں ہوئی اور وہ دونوں کفر ہی پر مر کر قہار و جبار کے عذاب نار میں ہمیشہ کے لیے گرفتار ہوگئے۔

(تفسیر خزائن العرفان ص 235 وتفسیر جمل علی الجلالین ج 2 ص 296)

(3) قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ

(پ 23 ص آیت 75-78)

اللہ (عزوجل) نے فرمایا کہ اے ابلیس! کس چیز نے روکا کہ تو اس کیلئے سجدہ نہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا مغروروں میں سے؟ ابلیس بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا تو اللہ (عزوجل) نے فرمایا کہ تو جنت سے نکل جا کہ تو راندہ گیا۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابلیس جو ملعون کر کے جنت سے نکالا گیا تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ اس نے خدا کی توحید کا انکار کیا تھا یا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اصل سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل و بہتر بنا کر ایک

www.waseemziyai.com

نبی (حضرت آدم) کی بے ادبی و گستاخی کی تھی۔ اس لیے وہ کافر ہوکر خداوند قدوس کی دائمی لعنت میں گرفتار ہو گیا۔ بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن کا حاصل مطلب یہی ہے کہ کسی نبی کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی و بے ادبی کرنے والا یقیناً کافر و مرتد اور جہنمی ہے کیونکہ اس سے پہلے اوراق میں چند آیتوں سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نبی کی تعظیم وتکریم' اوران کا ادب واحترام رکن ایمان بلکہ عین ایمان' بلکہ ایمان کی جان ہےتو ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی کرنے والا اسلام سے خارج کر دینے والی چیز ہے لہٰذا کسی نبی کے ساتھ گستاخی و بے ادبی کرنے والا اسلام سے خارج کافر و مرتد اور ملعون و جہنمی ہے۔

اس لیے خبر دار! خبر دار! ہمیشہ تقریر وتحریر اور بات چیت میں اس کا دھیان رکھیئے کہ کبھی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے جس سے کسی نبی کی مقدس جناب میں کوئی ادنی سا بھی بے ادبی کا شائبہ ہو۔ بلکہ کوئی ایسا لفظ بولنے سے بھی پرہیز کرنا لازم ہے جس میں کچھ ادب کی کمی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسولوں کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ ان کی عظمت مآب محبوبانِ خدا کی شان وصفت میں کوئی ایسا لفظ بولنا بھی حرام وممنوع ہے جس کے ایک معنی اچھے اور ایک معنی برے ہوں۔ کہ اس میں توہین کا احتمال ہے اور ہر وہ لفظ جس میں ذرا بھی بے ادبی کا احتمال' یا ادب کی کمی کا شائبہ ہو حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی شان میں بولنا سخت حرام وممنوع ہے۔

ادب گاہ است زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(20) محفل میلا د شریف

چند آدمیوں کا ایک مجلس میں جمع ہوکر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش آپ کے نسب و خاندان' آپ کے فضائل وکمالات اور آپ کے معجزات کا بیان کرنا اور آخر میں آپ پر صلاۃ وسلام پڑھنا۔ پھر دعا پر اس مجلس کو ختم کرنا۔ اسی قسم کی مجالس اور

www.waseemziyai.com

جلسوں کا نام ''محفل میلاد شریف'' ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے مضامین بہت سی آیتوں میں بیان کیے گئے ہیں جن کو میلاد شریف میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً

(1) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (پ 11 التوبہ آیت 128)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مسلمانوں پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے۔

اس آیت میں لفظ ''جآء'' (آئے) فرما کر آپ کی پیدائش اور دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ ہے اور مِنْ أَنفُسِكُمْ کے لفظ سے آپ کے نسب و خاندان کا ذکر فرمایا گیا کہ آپ عربی قریشی ہیں۔ پھر آپ کے اخلاق و عادات کا بیان کیا گیا کہ امت کا کسی مشقت و مصیبت میں پڑ جانا آپ پر بہت گراں ہے۔ پھر آپ کے فضائل کا بیان ہے کہ آپ مومنین پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔ غرض جو مضامین محفل میلاد شریف میں عموماً بیان کیے جاتے ہیں وہ سب ایک آیت میں جمع ہیں۔

تفسیر ''خزائن العرفان'' میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے کہ:

اس آیت میں آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے کہ ترمذی کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ (خزائن العرفان ص 247 سورہ توبہ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں محمد بن عبدالمطلب ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سب سے بہترین میں رکھا۔ پھر مخلوق کو دو جماعتوں (عرب و عجم) میں تقسیم فرما دیا تو مجھے ان دونوں میں سے بہترین (عرب) میں رکھا۔ پھر عربوں ہے چند قبائل بنا دیئے تو مجھے ان قبائل میں سے سب سے بہترین (قریش) میں رکھا۔ پھر ان قریش کے چند گھر بنا دیئے تو مجھے ان

www.waseemziyai.com

گھروں میں سے سب سے بہترین گھر (بنو ہاشم) میں پیدا فرمایا۔ تو میں اپنی ذات اور گھر کے اعتبار سے تمام مخلوق میں سب سے بہترین ہوں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 513 بحوالہ ترمذی)

اس طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو اپنے معاملہ کا ابتدائی حال بتاتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ میری ماں کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا کہ اس کی روشنی میں شام کے محلات میری ماں کے سامنے ظاہر ہو گئے۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 513 بحوالہ شرح السنۃ)

غور کیجئے کہ اس حدیث میں وہی سب مضامین ہیں جو محفل میلاد شریف میں بیان کیے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں حدیثوں کو مجمع عام میں بیان فرمایا۔ تو ذکر میلاد شریف کو مجمع عام میں بیان کرنا بھی ثابت ہو گیا۔ لہٰذا محفل میلاد شریف کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کے لیے مجمع جمع کرنا تو خداوند قدوس کی سنت اور اس کا مقدس طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو ایک مجمع میں جمع فرما کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا سب نبیوں سے عہد لیا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے آپ بھی پڑھ لیجئے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ	اور یاد کرو جب اللہ (عزوجل) نے پیغمبروں سے انکا یہ عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی کہ ہم

www.waseemziyai.com

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَیَوۡمَ اَمُوۡتُ وَیَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا (پ 16 مریم آیت 33)

اور مجھ پر سلام جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن وفات پاؤں۔ اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

مسلمانانِ اہل سنت جب میلا دشریف کے بعد سلام پڑھتے ہیں جو کچھ بے ادب اور گستاخ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں ہوش میں آجانا چاہئے کہ وہ کس چیز کا مذاق اڑا رہے ہیں؟ کیا آیات خداوندی' سنت الٰہیہ' اور سنت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑا رہے ہیں؟ اگر معاذ اللہ ایسا خیال ہے تو انہیں اپنے ایمان واسلام کی خبر گیری کرنی چاہئے کہ ایسی بے ادبی اور گستاخی کے بعد ان کا ایمان واسلام باقی رہا۔ یا تباہ و برباد ہو گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایمان و اسلام تھا بھی یا پہلے ہی سے یہ ایمان و اسلام سے خالی تھے۔ مثل مشہور ہے کہ عزت اس شخص کی کی جاتی ہے جو عزت دار ہو۔ اور جس کی عزت تھی ہی نہیں تو اس پر کتنے ہی جوتے برسیں اس کی عزت کیسے کی جائے۔

(3) فرشتوں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بہت بڑی بڑی طاقتیں عطا فرما کر نظامِ عالم میں ان کے کچھ فرائض مقرر فرما دیئے ہیں۔ چنانچہ حکم الٰہی کے مطابق فرشتے نظامِ کائنات میں طرح طرح کے کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ کوئی فرشتہ پانی برساتا ہے کوئی ہوا چلاتا ہے۔ کوئی درختوں اور کھیتوں کو اگاتا ہے۔ کوئی عورتوں کا بچہ دانیوں میں بچوں کی ساخت و پرداخت کرتا ہے کچھ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کچھ روح قبض کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بے شمار فرشتے بے شمار کاموں میں خدا کے حکم سے لگے ہوئے ہیں۔ اسی کو خدا وند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا (پ 30 النزعت آیت 5)

ان فرشتوں کی قسم جو نظامِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

فرشتوں کی ان کارگزاریوں میں سے ہم باتوں کا تذکرہ قرآن مجید کی آیتوں سے یہاں پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ فرشتوں اور ان کی کارگزاریوں پر ایمان لانا اتنا ہی

www.waseemziyai.com

ضروری ہے جتنا کہ توحید و رسالت اور قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ جو شخص فرشتوں کے وجود اور ان کے کارناموں کا انکار کرے وہ کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ تین دن تک اگر توبہ نہ کرے گا تو سلطانِ اسلام اس کو قتل کرا دے گا۔ اور وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی حکم مرتد کا ہے۔ جو ضروریاتِ دین کا انکار کیا ہو ان سب قسم کے مرتدوں کا یہی حکم ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(22) فرشتے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ نے جس فرشتہ کو جس کام کیلئے لگا دیا ہے وہ فرشتہ اسی کام میں لگا ہوا اپنے فرائض کو ادا کرتا رہتا ہے۔ نہ سستی کرتا ہے نہ تھکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (پ 7 الانعام آیت 61)	اور وہی (اللہ عزوجل) غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ کبھی کوئی قصور نہیں کرتے۔

اس آیت میں رسلنا سے مراد فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے روح قبض کرنے کے کام پر مقرر فرمایا ہے۔ یہ فرشتے اور دوسرے تمام فرشتے کبھی بھی اپنے فرائض میں کوئی قصور نہیں کرتے۔

(23) فرشتے جنگ میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں

فرشتوں کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ بھی ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ میں فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آجاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں پہلے تین ہزار فرشتے۔ پھر پانچ ہزار فرشتے آسمان سے اتر پڑے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

www.waseemziyai.com

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ
(پ 4 آل عمران آیت 124-125)

جب اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ مسلمانوں سے فرماتے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے۔ تین ہزار فرشتے اتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرو۔ اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیج دے گا۔

اس آیت کریمہ سے کفر و اسلام کی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کے لیے خدا کے حکم سے فرشتوں کا آسمان سے اترنا اور مسلمانوں کی مدد کرنا ثابت ہے۔

(24) کچھ فرشتے عذاب لاتے ہیں!

بعض فرشتوں کی ڈیوٹی یہی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم سے کچھ قوموں پر عذاب لاتے ہیں چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر خوبصورت لڑکوں کی شکل میں فرشتے عذاب لے کر آسمان سے اترے۔ اور پوری بستی کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اور بستی والوں پر کنکر پتھر برسا کر ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ (پ 12 ھود آیت 82)

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا۔ اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے۔

(25) فرشتے انسانی شکل میں آتے ہیں

فرشتے انسانی شکل میں آیا کرتے ہیں چنانچہ آپ نے پڑھ لیا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جو فرشتے عذاب لیکر اترتے تھے وہ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تھے۔ یہی فرشتے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

www.waseemziyai.com

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ فَلَمَّا رَاٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (پ 12 هود آیت 70-69)	اور بیشک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لیکر آئے بولے سلام آپ نے بھی کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے تو ان کو اجنبی سمجھ کر جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگے تو فرشتے بولے کہ ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں

بہر حال قرآن مجید سے ثابت ہے کہ فرشتے انسانی شکل میں انسانوں کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مسجدوں میں اور حج کے موقعوں پر فرشتے بکثرت آیا کرتے ہیں جو نمازیوں اور حاجیوں کے امتحان کے لیے آتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ مسجدوں میں یا مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ہوشیار رہیں کہ ہمارے سامنے آنے والا اجنبی شخص کہیں کوئی فرشتہ نہ ہو۔ اکثر حجاجِ کرام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حمالوں، دکانداروں اور سائلوں وغیرہ سے الجھتے اور ان سے گالی گلوچ کرتے۔ بلکہ ہاتھا پائی کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ آدمی شاید کوئی فرشتہ ہو۔ جو انسانی شکل میں حاجیوں کے امتحان کے لیے آیا ہو؟ لہٰذا بہت سنبھل کر رہنا چاہیئے اور ہرگز ہرگز کسی سے الجھنا اور جھگڑنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ صبر کرنا چاہیے کہ اسی میں اپنے ایمان و عمل کی سلامتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(26) حاملین عرش اور ان کی دعا

کچھ فرشتے عرشِ الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں یہ فضل و شرف اور قربِ خداوندی میں دوسرے فرشتوں سے بڑھ کر ہیں۔ یہ فرشتے خدا کی تسبیح اور دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی خاص دعا یہ ہے کہ یہ توبہ کرنے والے مومنین کی مغفرت کے لیے دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ چنانچہ خداوند قدوس نے فرمایا کہ:

www.waseemziyai.com

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ

(پ 24 المومن آیت 7)

وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی مغفرت کے لیے دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی۔ اور تیری راہ پر چلے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔

سبحان اللہ ہماری جان قربان ہو رحمۃ للعالمین کے نعلین پاک پر کہ ان کی مقدس جوتیوں کے صدقے میں ہم توبہ کرنے والے گناہگار مسلمانوں کی مغفرت کی دعائیں وہ فرشتے مانگا کرتے ہیں جو عرشِ الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اللہ اکبر کیا ہی بڑا مرتبہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا۔

اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین وبارك وسلم

(4) قرآن مجید

(27) قرآن بیان و ہدایت اور نصیحت ہے

قرآن شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مقدس کتاب ہے کہ ہر چیز کا روشن بیان، اور مسلمانوں کے لیے رحمت اور پرہیزگاروں کے نصیحت ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ

(پ 4 آل عمران آیت 138)

یہ قرآن لوگوں کے لیے بیان، اور ہدایت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔

دوسری آیتِ مبارکہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ
(پ 14 النحل آیت 89)

اور اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی جو ہر چیز کا روشن بیان اور ہدایت و رحمت اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری سنانے والی ہے۔

قرآن مجید بہت سے بڑے اوصاف کا جامع ہے۔ان اوصاف میں سے چند یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ ابھی ان کے علاوہ سینکڑوں دوسرے اوصاف والقاب ہیں جن کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں بار بار ذکر فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں بھی بیان فرمایا ہے۔

(28) قرآن مجید شفاء ہے

قرآن مجید روحانی اور جسمانی دونوں بیماریوں کے لیے شفاء ہے مطالعہ کیجئے فرمان الٰہی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
(پ 11 یونس آیت 57)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی۔ اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا
(پ 15 بنی اسرائیل آیت 82)

اور ہم قرآن میں سے اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔ اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

قرآن کریم دلوں کی بیماریوں یعنی گمراہیوں اور برے عقائد و خیالات جو روح پر اثر انداز ہوتے ہیں ان کے علاوہ جسمانی طرح طرح کی بیماریوں کے لیے بھی بہترین نسخہ شفاء ہے بلکہ چودہ سو برس کا تجربہ ہے کہ بعض وہ بیماریاں جن کا علاج دنیا بھر کے ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس نہیں ہے جیسے جادو، ٹونا اور شیطانی اثرات کہ دنیا کا کوئی ڈاکٹر اور حکیم ان

www.waseemziyai.com

بیماریوں کا علاج نہیں کرسکتا مگر قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں سے ان مرضوں کا علاج اس قدر جلد اور بہترین طریقے پر ہو جاتا ہے کہ پھر کبھی یہ امراض سر نہیں اٹھا سکتے۔

(29) قرآن کا مثل ممکن نہیں

قرآن کریم خداوند قدوس کی وہ بے مثل و بے مثال کتاب ہے کہ اس کا مثل ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (پ 15 بنی اسرائیل آیت 88)

اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کے مانند لائیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

غور کیجئے کہ چودہ سو برسوں سے قرآن کا یہ چیلنج سارے عالم کے سامنے ہے اور دنیا میں لاکھوں فصیح و بلیغ گزر چکے ایک سے ایک سخن ورو دانشور اس دنیا میں ہو چکے اور کافروں نے اسلام کے خلاف سینکڑوں لڑائیاں لڑیں اور کشت وخون کا بازار گرم ہوا مگر کوئی بھی اس قرآن کے چیلنج کو قبول نہیں کرسکا۔ حالانکہ کافروں کے لیے جنگ اور خون ریزی سے بہت زیادہ یہ آسان تھا کہ وہ قرآن کا مثل لاکر اسلام کی حقانیت وصداقت کے پرچم کو ہمیشہ کے لیے سرنگوں کر دیتے مگر پورے قرآن کا مثل تو کیا لاتے۔ قرآن کی کسی ایک سورہ کا بھی مثل نہ لاسکے۔ اور نہ قیامت تک لاسکیں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے کافروں کو للکار کر چیلنج دیا کہ:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (پ 1 البقرۃ آیت 23)

اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورہ تو لے آؤ اور اللہ (عزوجل) کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو۔ اگر تم سچے ہو۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ اس وقت سے چودہ سو برس سے زائد کا عرصہ گزر گیا مگر آج تک کوئی کافر قرآن مجید کی کسی سورۃ کا مثل بھی نہیں لا سکا۔ اور نہ تمام کفار قیامت تک لاسکیں گے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی پیشین گوئی فرمادی ہے کہ:

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوۡا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ

(پ 1 البقرۃ آیت 24)

پھر اگر تم نہ لاسکو۔ اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے۔ تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار رکھی گئی ہے۔

بہر حال یہ آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا مثل لانا نہ اب تک کوئی کر سکا ہے نہ آئندہ کبھی کر سکتا ہے۔ اس لیے یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن کا مثل ممکن ہی نہیں ہے لہٰذا قرآن ہرگز ہرگز کسی انسان کا کلام نہیں۔ بلکہ بلا شبہ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا کلام' اور اسی کی کتاب ہے جو سارے جہان کی ہدایت کے لیے خدا کے آخری پیغمبر حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔

(30) قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے

قرآن مجید اگلی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اس مضمون پر حسب ذیل آیات کا خصوصی طور پر مطالعہ کیجیے۔

(1) نَزَّلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ

(2 پ 3 آل عمران آیت 3)

اللہ (عزوجل) نے اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر یہ سچی کتاب اتاری اور اسی نے توریت وانجیل کو بھی نازل فرمایا

(2) وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَیۡمِنًا عَلَیۡهِ

(پ 6 المائدۃ آیت 48)

اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سچی کتاب اتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے اور ان پر محافظ و گواہ ہے۔

www.waseemziyai.com

اس قسم کی دوسری آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید اگلے سب انبیاء اور رسولوں اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور قرآن اعلان کرتا ہے کہ تمام انبیاء سابقین اور ان کی کتابیں سب برحق ہیں۔ اسی لیے قرآن کے ہر ماننے والے پر فرض ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین پر ایمان لائے۔ اور ہرگز ہرگز کسی نبی کی نبوت اور کسی آسمانی کتاب کا انکار اور ان کی تکذیب نہ کرے۔ اگر کوئی کسی ایک نبی کا انکار کر دے یا کسی اگلی آسمانی کتاب کو جھٹلا دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لیے مسلمان ہونے کے لیے لازم وضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں اور اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لائے۔ اور سب کو برحق مانے۔

(31) قرآن کو صرف پاک لوگ چھوئیں

قرآن مجید اتنی مقدس اور پاکیزہ کتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ قرآن مجید کو صرف وہی لوگ چھوئیں جو پاک ہوں۔ اسی لیے جن پر غسل فرض ہو۔ یعنی جنب اور حیض و نفاس والی عورت' اور بلا وضو والے پر قرآن مجید ہاتھ لگانا اور چھونا حرام ہے۔ ہاں بلا وضو والا آدمی قرآن مجید کو زبانی پڑھ سکتا ہے۔ چھو نہیں سکتا اور جنب وحیض ونفاس والی عورت وزبانی بھی قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتے اور نہ چھو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

اِنَّـهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ محفوظ نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں مگر پاک لوگ۔

(پ 27 الواقعہ آیت 79)

ضروری ہدایات

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ آج کل مدارسِ عربیہ اور مسلمان تاجروں کے اشتہاروں اور کیلنڈروں میں قرآن مجید کی آیتوں کو چھپنے کا جو رواج پڑھ گیا ہے۔ یہ بہت ہی غلط طریقہ ہے جو خلافِ شریعت ہے کیونکہ یہ اشتہارات عام طور سے دیواروں پر چسپاں کیے

www.waseemziyai.com

جاتے ہیں اور بہت جلد پھٹ پھٹا کر ادھر ادھر پاک و ناپاک جگہوں میں گر کر اڑتے پھرتے ہیں۔ اس سے قرآن عظیم کی بڑی بے ادبی ہوا کرتی ہے۔ پھر لوگ عام طور پر بلاوضو ان اشتہاروں اور کیلنڈروں کو چھوتے رہتے ہیں جو جائز نہیں ہے۔ اس لیے مدارسِ عربیہ کے علماء و اراکین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اس کا خیال رکھیں۔ اور دوسروں کو بھی اس غلط رواج سے منع کرتے رہیں کہ بلا وضو قرآن مجید کی کسی بھی آیت کو چھونا حرام ہے۔

(32) قرآن میں کوئی اختلاف نہیں

قرآن مجید ایسی کتاب ہے کہ نہ اس میں کوئی اختلاف ہے نہ اس کی آیتوں میں کوئی تعارض یا تضاد ہے کہیں بھی اس کا مضمون اس کے کسی مضمون سے ٹکراتا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے کتابِ الٰہی ہونے کی بہت سی دلیلوں میں سے یہ بھی ایک بہت بڑی اور بہت ہی ٹھوس دلیل ہے کہ قرآن مجید کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ خداوند قدوس کی نازل کی ہوئی مقدس کتاب ہے جیسا کہ خود رب العزت جل جلالہ نے قرآن مجید میں لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا اور لوگوں کو اس طرح غور و فکر کرنے کی دعوت دی کہ:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا	تو کیا لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر خدا کے پاس ہوتا تو ضرور لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

(پ 5 النساء آیت 82)

مگر چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی یہ نہیں دکھا سکا کہ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے ٹکراتی ہے اور قرآن کی باتوں اور اس کے مضامین میں اختلاف ہے کہ کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام، اور اسی کی کتاب ہے۔ کیونکہ انسانوں کے کلام اور ان کی کتابوں میں کہیں نہ کہیں تعارض و اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

www.waseemziyai.com

(5) تعلیم و تعلم کا بیان

(34) اہل علم کے درجات کو بلند کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے علم والوں کے مراتب و درجات کو بہت بلند فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ

(1) قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ23 الزمر آیت 9)

اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! آپ فرما دیجئے کہ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان؟

مطلب یہ ہے کہ علم والے اور غیر علم والے دونوں ہرگز ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ علم والوں کے درجات و مراتب بہت بلند و بالا ہیں اور جو بلا علم ہیں وہ ان بلند مراتب و درجات سے محروم ہیں تو بھلا یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

(2) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ28 مجادلہ آیت 11)

اللہ (عزوجل) تمہارے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا درجات بلند فرمائے گا۔

سبحان اللہ ! اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے درجات بلند فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ان کے مراتب و درجات کی بلندی کا کیا کہنا؟ واقعہ یہ ہے کہ علمائے کرام کے درجات و مراتب بہت ہی جلیل القدر ہیں۔ کاش عام مسلمان ان آیتوں کی روشنی میں اہل علم کے مراتب و درجات کو پہچان کر اپنے عالموں کی قدر کریں۔ اور ان کے اعزاز و احترام کا ہر جگہ اور ہر موقع پر لحاظ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بخشے (آمین)

(34) علم دین حاصل کرنے کیلئے سفر

علم دین حاصل کرنے کے لیے ہر قوم میں سے کچھ لوگوں کو سفر کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب

www.waseemziyai.com

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ 11 التوبہ آیت 123)

کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس ہو کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ میں سے جماعتیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں۔ اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دین کے مسائل سیکھتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرض و واجب، اور حلال وحرام وغیرہ کا علم سکھاتے اور انہیں اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کا حکم دیتے پھر ان علم حاصل کرنے والوں کو ان کی قوموں پر مامور فرماتے کہ وہ انہیں نماز وزکوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کی تعلیم دیں۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کرا دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے۔ اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے۔ اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ بے پڑھے لکھے بالکل ہی بے علم آدمیوں کو بہت تھوڑی مدت میں دین کے احکام کا عامل، اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے اور پھر ان کی تعلیم وتربیت سے علماء دین کی ایک فوج تیار ہو جاتی تھی۔ جو تعلیم دین کی اشاعت کے لیے دور دور کا سفر کر کے عام مسلمانوں کی دینی تعلیم اور ان کی اسلامی تربیت کرتے۔ اور انہیں صراط مستقیم کی شاہراہ پر چلا دیتے۔

اس آیتِ شریفہ سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

(1) علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں۔ اور جو اس کے لیے حرام و ممنوع ہیں۔ اور جو ضروریاتِ دین ہیں ان کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ یعنی ہر ایک مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ مسلمان اس کو سیکھ لیں گے تو سب مسلمانوں کی طرف سے یہ فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے بھی اس فرض کو ادا نہ کیا تو تمام مسلمانوں پر اس فرض کو چھوڑ دینے کا گناہ لازم ہو گا۔

www.waseemziyai.com

(2) علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کا حکم بھی اس آیت سے معلوم ہوا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جو شخص علم طلب کرنے کے لیے کسی راستے میں چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دے گا۔

(3) علوم میں افضل ترین علم فقہ ہے۔ حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں ''فقیہ'' بناتا ہے۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔
(مشکوٰۃ ج ص 32 بحوالہ بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔
(مشکوٰۃ ج 1 ص 34 بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

فقہ کیا ہے؟

احکام دین کے علم کو ''فقہ'' کہتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں جن مسائل کو ''فقہ'' کہتے ہیں یعنی ''کتاب الطہارۃ'' سے دو کتاب المیراث'' تک کے مسائل درحقیقت ''یہ احکامِ دین کے علم'' کا صحیح مصداق ہیں۔ واللہ اعلم

(35) واعظوں کی جماعت ضروری ہے

ہر زمانے میں ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعے دین کی باتیں بتاتے رہیں۔ مگر واضح رہے کہ جاہلوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ وعظ بیان کریں۔ اس لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر واعظ دین کا علم رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ 4 آل عمران آیت 104)

اور تم مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں۔ اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واعظوں کے ذمے تین چیزوں کی ذمہ داری سپرد فرمائی

www.waseemziyai.com

ہے۔ دعوت الی الخیر امر بالمعروف نہی عن المنکر ظاہر ہے کہ ان تینوں فرائض کو وہی واعظ ادا کر سکتا ہے جو دین کا علم رکھتا ہو۔ لہٰذا عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز وہ جاہل واعظوں کو اسٹیج پر کھڑا نہ ہونے دیں اور نہ ان کا وعظ سنیں نہ جاہل واعظوں کو خوش آوازی اور ان کی تفریحی لطیفوں اور ہنسنے ہنسانے کی باتوں پر ریجھ کر ان کو مسند ارشاد پر بٹھا دیا کریں۔ بلکہ ہمیشہ مستند علماء کرام کا وعظ سنیں اس لیے کہ جاہل واعظوں' اور جاہل پیروں کی وجہ سے ملک بھر میں فتنوں کا ایسا سیلاب بلکہ طوفان آ گیا ہے کہ اس کی طغیانی اور طوفانی کیفیت کو دیکھ کر علماء حق حیران رہ گئے ہیں۔

لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کی اسی میں خیریت ہے کہ نہ جاہلوں کا وعظ سنیں نہ جاہلوں سے مرید ہوں۔ اسی طرح کسی بد مذہب اور بد عمل واعظ کا بھی ہرگز ہرگز کبھی وعظ نہ سنیں کہ اس میں شدید گمراہی کا اندیشہ ہے اسی لیے علماء کرام و مفتیان عظام کا یہی فتویٰ ہے کہ بد مذہبوں اور بد دینوں کا وعظ سننا۔ اور ان لوگوں کو وعظ کے اسٹیج پر بٹھانا حرام ہے حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

دشمن دیں را ذلیل و خوار دار　　　بہروار منبر منہ بردار دار

یعنی دین کے دشمن بد دین اور بے دین کو ذلیل و خوار کر کے رکھو۔ ان کے لیے منبر مت رکھو۔ بلکہ ان کو سولی دے دو۔

او نہ ہرگز واعظ اسلام بود　　　در حقیقت او صفیر دام بود

یہ شخص ہرگز ہرگز اسلام کا واعظ نہیں۔ بلکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ پرندوں کو جال میں پھنسانے والا جال کے پاس چڑیوں کی بولی بول کر چڑیوں کو جال کے پاس جمع کر کے ان کو جال میں پھانس لیتا ہے! بالکل یہی حال ان بد دین مولویوں کا ہے کہ یہ عوام کے سامنے اپنی شیریں کلامی سے تقریریں کر کے عوام کو اپنی بد مذہبی کے جال میں پھانس لیتے ہیں۔ چنانچہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ تبلیغی پارٹی کے لوگ عوام کے سامنے نماز کا وعظ بیان کر کے لوگوں کو اپنا معتقد بنا لیتے ہیں۔ پھر چند دنوں چلہ میں ان کو ساتھ رکھ کر ان کا دو بندی،

www.waseemziyai.com

بنا ڈالتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں سنی صحیح العقیدہ مسلمان گمراہ ہوکر بد مذہب ہو گئے۔ یہ سب نتیجہ ہے ان تبلیغیوں کے وعظ سننے کا۔ اور جو سنی مسلمان ان لوگوں کا وعظ سننے سے پرہیز کرتے رہے۔ الحمد اللہ کہ ان کا دین و مذہب ہر قسم کی گمراہیوں سے محفوظ رہا۔ لہٰذا اس مسئلہ کو اچھی طرح دھیان میں رکھیئے کہ خبردار۔ خبردار ہرگز ہرگز کسی گمراہ مولوی کا وعظ نہ سنیں۔ اگر چہ وہ کتنا اچھا وعظ بیان کرے۔ ورنہ گمراہی کے خطرے سے بچنا دشوار ہو جائے گا۔ خداوند کریم ہم سب کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(36) کھڑے ہوکر وعظ بیان کرنا

اگر چہ بیٹھ کر وعظ بیان کرنا بھی جائز ہے کیونکہ شریعت میں اس کی ممانعت نہیں آئی ہے مگر کھڑے ہوکر وعظ بیان کرنا افضل اور مسنون طریقہ ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وعظ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْلَهْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے اور (اے پیغمبر) آپ کو خطبہ میں کھڑا چھوڑ دیا

(پ 28 الجمعۃ آیت 11)

اس آیت میں ’’تر کوک قائما‘‘ میں صاف صاف اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیا کرتے اور وعظ فرمایا کرتے تھے اسی لیے جب بنو امیہ کے ظالم امراء بغیر کسی عذر کے محض تکبر اور گھمنڈ سے بیٹھ کر خطبہ پڑھا کرتے تو صحابہ کرام اس پر ناراض ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا تو حضرت کعب بن عجرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے عبدالرحمٰن کو بیٹھ کر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے لوگو! اس خبیث کو دیکھو کہ یہ بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب لوگوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھ لیا تو اس کی طرف چلے گئے اور آپ کو خطبہ میں کھڑا چھوڑ دیا۔ (مشکوۃ ج 1 ص 124 بحوالہ مسلم)

www.waseemziyai.com

عبدالرحمٰن بن ام الحکم بنو امیہ کے امراء میں سے تھا۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے۔ آپ کو اس ترکِ سنت پر اتنا جلال آ گیا کہ آپ نے اس کو خبیث کہہ دیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(37) واعظ پر صرف تبلیغ احکام ہے عمل کرانا نہیں

واعظ کے ذمہ صرف احکام خداوندی کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ واعظ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے عمل بھی کرائے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت واضح الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

(پ 7 المائدۃ آیت 92)

اور حکم مانو اللہ (عزوجل) کا حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور ہوشیار رہو۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچانا ہے

اس آیت میں خداوند عالم نے نہایت واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ رسول اور نائبانِ رسول کی فقط اتنی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا اور رسول کے احکام کو لوگوں تک نہایت وضاحت کے ساتھ پہنچا دیں۔ باقی احکام پر عمل کرانا نہ یہ رسول کی ذمہ داری ہے۔ نہ علماء و واعظین کی۔ عمل کرنے کی تمام تر ذمہ داری لوگوں کی ہے۔ ہاں البتہ سلطانِ اسلام اور اس کے امراء پر لازم ہے کہ عوام سے قوانین اسلام پر عمل کرائیں۔ کیونکہ ان کے ہاتھ میں اسلامی سلطنت کی باگ ڈور ہے اور ان کے پاس طاقت بھی ہے چنانچہ جب اسلامی سلطنت قائم ہوگئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کو مجبور کر کے احکامِ اسلام پر عمل کرایا۔ اور آپ کے بعد حضراتِ خلفائے راشدین نے بھی اس پر عمل کیا۔ اور قیامت تک آنے والے سلاطین اسلام اور ان کے مقرر کردہ حاکموں پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو طاقت استعمال کر کے مجبور کریں کہ وہ احکام اسلامی پر عمل کریں اور شرعی جرائم پر حدود و تعزیرات (شرعی سزائیں) جاری کریں کہ اس کے بغیر اسلامی معاشرے کی اصلاح

www.waseemziyai.com

ناممکن ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل دور دور تک کہیں اسلامی سلطنتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ ہاں مسلمانوں کی چند حکومتیں ہیں مگر ان حکومتوں پر تقریباً ہر جگہ ایسے ملحدین کا قبضہ ہے جن کے فقط نام تو اسلامی ہیں مگر عمل و کردار کے اعتبار سے ان میں اور غیر مسلموں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے کوئی امریکہ جیسے دشمن اسلام کا دامن تھامے ہوئے ہے کوئی روس جیسے بے ایمان اور ملحد کی دم سے بندھا ہوا ہے۔ اب کون ہے جو طاقت کے ذریعے احکامِ اسلام پر عمل کرائے ؟ مگر مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اسلامی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے اور وہی اس کا حامی و ناصر اور محافظ ہے اگر بالفرض تمام دنیا سے مسلمانوں کی حکومتیں مٹ جائیں پھر بھی اسلام نہیں مٹ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر زمانے میں اپنے ایسے بندوں کو پیدا کرتا رہے گا۔ جو بغیر کسی حکومت کی مدد کے اپنی ایمانی طاقت سے احکامِ اسلام پر عمل کرتے اور کراتے رہیں گے۔ اس کی زندہ مثال ہندوستان ہے کہ یہاں کے مسلمان بغیر کسی اسلامی حکومت کے بھی اپنے اسلام پر قائم ہیں اور اپنی طاقت بھر اسلام اور احکامِ اسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلامی حکومتوں میں کوئی ایسا سلطانِ اسلام فرما دے جو اسلام کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو اپنی ایمانی طاقت سے سہارا دے کر ساحل مراد پر پہنچا دے۔ تاریخ اسلام میں ایسا اتار چڑھاؤ بارہا آچکا ہے ڈاکٹر اقبال نے تاریخ اسلام کے اس ورق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے کہ:

تو نہ مٹ جائے گا اسلام کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورش تا تار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اور علامہ شفیق جونپوری نے بھی اس موضوع پر ایک غزل لکھی ہے جس کا یہ ایک شعر مجھے بے حد پسند ہے:

بجھی ہے شمع مسلم رہا پھر جگمگائی ہے
کہ تارا ٹوٹ جاتا ہے درخشانی نہیں جاتی

www.waseemziyai.com

ہر حال اسلام کی موجودہ بے کسی و بے بسی کو دیکھ کر مسلمانوں کو ہر گز ہر گز کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور اپنے طور پر ایک مسلمان کو اپنی طاقت بھر احکامِ اسلام پر عمل کرنا اور کراتے رہنا چاہئے۔ اور بہتری کے لیے خداوند مسبب الاسباب سے امیدوار رہنا چاہئے اور خداوند قدوس سے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے اور یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے اور اللہ تعالیٰ اس دین کا حامی و ناصر ہے۔ لہٰذا یہ دین کبھی مٹ نہیں سکتا۔

(38) دنیا کے لیے حق گوئی سے گریز بے عقلی ہے

چند روپیوں اور چند تحفوں کے عوض حق گوئی سے زبان کو بند کر لینا۔ اور کلمہ الحق کہنے سے گریز و فرار کرنا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرزِ عمل کو بے عقلی قرار دیا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَأْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُلَنَا وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَافِيْهِ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

(پ 9 الاعراف آیت 169)

پھر ان صالحین کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے۔ کہ کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری بخشش ہو گی۔ اور اگر ان کے پاس اور مال آئے تو لے لیں۔ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہ کریں۔ مگر حق بات ہی کی؟ اور یقیناً پچھلا گھر (جنت) پرہیز گاروں کیلئے بہترین ہے۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟

اس زمانے میں یہ بہت بڑا خون رُلانے والا سانحہ عظمیٰ ہے کہ ہمارے واعظین اور پیر صاحبان جن میں سے کچھ علماء ربانیین و صالحین کی اولاد ہیں۔ اور علم والے بھی ہیں مگر محض اپنے نذرانوں کے لیے مالداروں کے سامنے حق بات کہنے سے گونگے بن جاتے

www.waseemziyai.com

ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں انہیں لوگوں کے کرتوت کا حال بیان کرتے ہوئے۔ اور ان لوگوں کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''افلا تعقلون۔'' یعنی کیا ایسا طریقہ کار رکھنے والوں کے پاس عقل نہیں ہے؟ کیونکہ اگر یہ لوگ صاحبِ عقل ہوتے تو ہرگز ہرگز کبھی ایسا نہ کرتے کہ دارِ آخرت کے مقابلے میں چند روپیوں پر ریجھ کر حق گوئی سے اپنی زبانوں کو بند کرلیتے۔ جو یہودیوں کے علماء کا طریقہ ہے۔ جن کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے۔ یہود کے علماء کا یہی طریقہ تھا کہ وہ رشوتیں لیکر اور نذرانوں کے لالچ میں توارۃ کے احکام کو بدل دیا کرتے تھے۔ اور کلمۃ الحق کہنے سے اپنی زبانوں کو بند کرلیتے تھے۔ افسوس کہ آج کل کے بعض مولوی اور پیر صاحبان اسی راہ پر چل پڑے ہیں جن پر چل کر یہودیوں کے اخبار و رہبان نے دین موسوی کو تباہ و برباد کردیا۔ جس کی وجہ سے وہ دونوں جہان میں ملعون ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب سنی عالموں اور پیروں کو کلمۃ الحق کہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

(39) علماء ہی اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں ان عالموں کی مذمت فرمائی ہے جو بدعمل، اور حق گوئی سے گریز کرتے ہیں۔ وہیں ان عالموں کی مدح کا خطبہ بھی ارشاد فرمایا ہے جو صحیح معنوں میں ''علماء'' ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ (پ 22 فاطر آیت 28)

اللہ (عزوجل) سے اس کے بندوں میں صرف وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ بے شک اللہ (عزوجل) عزت والا بخشنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اللہ (عزوجل) سے ڈرنے کو علماء کا خاصہ بتایا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو آدمی اللہ (عزوجل) کی ذات وصفات، اور اس کے وعدہ وعید، اور اس کی قہاری و جباری کا زیادہ سے زیادہ علم رکھتا ہوگا۔ وہی آدمی اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ سے زیادہ رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ

www.waseemziyai.com

عزوجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں!

اس آیتِ کریمہ سے صاف صاف واضح طور پر معلوم ہوا کہ ''علماء'' کے لیے خوفِ الٰہی اسی طرح لازم ہے جس طرح آگ کے لیے جلانا' اور پانی کے لیے پیاس بجھانا لازم ہے۔ تو جس طرح ہم یقین کے ساتھ یہ جان لیتے ہیں کہ جو چیز جلاتی نہیں وہ آگ نہیں کہلا سکتی۔ اور جو چیز پیاس نہیں بجھا سکتی وہ پانی نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح جو شخص علم پڑھ کر خوفِ خدا کی دولت اپنے سینے میں نہیں رکھتا وہ ہرگز ہرگز صحیح معنی میں ''عالم'' کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا: (واللہ تعالیٰ اعلم)

(6) خلافت کا بیان

(40) خلافتِ راشدہ اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے اس وقت جب کہ مسلمان انتہائی بے کسی اور خوف و ہراس کے عالم میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں ایک مہاجر کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور ابھی اسلام عرب کے ایک بہت ہی محدود حصے میں پھیلنے پایا تھا۔ مومنین صالحین کو یہ خوشخبری دی اور وعدہ فرمایا کہ انہیں ایک بہت ہی مستحکم اور نہایت ہی وسیع حکومتِ الٰہیہ اور خلافت راشدہ عطا کی جائے گی جس کے سائے میں اسلام کو ایسا غلبہ و استحکام نصیب ہوگا کہ کفر و شرک بالکل نیست ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کو خدا کی زمین میں ایسا تسلط اور غلبہ حاصل ہوگا کہ ان کا تمام خوف و ہراس دور ہو کر ان کو امن و امان کی زندگی نصیب ہوگی اور ساری دنیا پر ان کا رعب و دبدبہ چھا جائے گا۔ اور دین اسلام کی جڑیں اس قدر مضبوط ہو جائیں گی کہ تمام دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں ارشاد فرمایا کہ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ	اللہ (عزوجل) نے وعدہ دیا ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے۔ اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی

www.waseemziyai.com

مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَايُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(پ 18 النور آیت 55)

ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے ان کے اس دین کو جما دے گا جس کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ لوگ میری عبادت کریں گے میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنین صالحین سے جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ پورا ہو کر رہا۔ کہ اس احکم الحاکمین نے مسلمانوں کو ایسی خلافت اور اسلامی حکومت عطا فرمادی۔کہ زمین عرب سے کفار و مشرکین مٹا دیئے گئے اور ہر طرف مسلمانوں کا غلبہ وتسلط ہو گیا۔ اور مشرق ومغرب کے ممالک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے فتح فرمادیئے۔ اور کافر بادشاہوں کے خزانوں اور ان کی حکومتوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو امن وامان کی زندگی نصیب ہو گئی۔ اور درختِ اسلام کی جڑیں اتنی مضبوط ہو گئیں کہ اس کی شاخیں تمام روئے زمین پر سایہ فگن ہو گئیں۔ اور تمام دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔

اس آیتِ کریمہ میں خداوند قدوس نے خلافتِ راشدہ کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد کی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت رہے گی۔ اس کے بعد لوگوں کی بادشاہت ہو جائے گی۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی وحضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلافت راشدہ کی باگ ڈور سنبھالی۔ یہی چاروں حضرات خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔ اور انہی بزرگوں کی حکومتوں کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جس خلافت کو عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ وہ بدرجہء کمال ان حضرات کی حکومتوں میں جلوہ گر ہے کہ خلافت خلفائے راشدین کے دورِ حکومت میں کفر وشرک پورے جزیرۃ العرب سے نیست و نابود ہو

www.waseemziyai.com

گیا۔ اور مسلمانوں کو ایسا غلبہ و تسلط نصیب ہو گیا۔ کہ آسمان کے نیچے خدا کے سوا کسی دوسرے کا خوف مسلمانوں کو نہیں رہا۔ اور دین اسلام کو وہ عروج و استحکام ملا کہ اسلام تمام دینوں پر غالب ہو گیا اور خدا کی زمین پر عدل و انصاف کا پرچم اس طرح سر بلند ہو کر لہرانے لگا۔ کہ ظلم و عدوان اور نا انصافی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس طرح اللہ عزوجل کا وعدہ پورا ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو زمین کی خلافت عطاء فرمائے گا۔

(41) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور قرآن

خلفائے راشدین میں سے سب سے پہلے خلیفہ اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانشین اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کے بلند درجات و مراتب اور آپ کے فضائل و مناقب کا کیا کہنا؟ تمام اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ افضل البشر ہیں۔ اور تمام خلفاء راشدین میں اعلیٰ و افضل ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرَ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین ابوبکر و عمر ہیں۔ حضرت امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ مقولہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور حدیثِ متواتر منقول ہے۔ لہٰذا رافضیوں پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو کہ وہ کتنے بڑے جاہل ہیں۔

آپ کی عظمت شان اور فضائل میں قرآن مجید کی بہت سی آیتیں نازل ہوئیں ہیں ان میں سے چند آیتیں بطورِ نمونہ یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔ ان کو یاد کر لیجئے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و عقیدت سے اپنے سینہ کو انوار کا گنجینہ بنائے رکھیئے۔

(1) اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا	اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ (عزوجل) نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں (مکہ) سے باہر جانا پڑا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں

www.waseemziyai.com

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَه‘ عَلَيْهِ وَاَيَّدَه‘ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پ10 التوبۃ آیت 40)

تھے۔ جب (رسول) اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔تو اللہ (عزوجل) نے اس (یار) پر اپنا سکینہ اتارا اوران فوجوں سے اس کی مدد کی جوتم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈال دی اور اللہ (عزوجل) ہی کا بول بالا ہے اور اللہ (عزوجل) غالب حکمت والا ہے۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں ''صاحبِ غار'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کیونکہ بلا شبہ' ہجرت کی رات میں وہی ''غارِ ثور'' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''غارِ ثور'' میں سکینہ یعنی اطمینان وسکونِ قلب جن پر اترا وہ یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پہلے ہی سے مطمئن تھے۔گھبراہٹ اور بے چینی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے دل پر تھی۔ (تاریخ الخلفاء ص 37)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی صحابی کی صحابیت کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔اس لیے آپ کا صحابی ہونا اتنا قطعی اور یقینی ہے کہ جو بدنصیب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے۔

(2) لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اوران سب (صحابہ) سے اللہ (عزوجل)

www.waseemziyai.com

اَلْحُسْنٰی وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (پ 27 الحدید آیت 10)

جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ (عزوجل) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

کلبی نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں جہاد کیا۔ (خزائن العرفان ص 641)

(3) وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْا الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ 18 النور آیت 22)

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں' اور مسکینوں' اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی۔ اور چاہے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ اللہ (عزوجل) تم کو بخش دے۔ اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں منافقوں کے ساتھ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک ہو گئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اور جو نہایت مفلس مہاجر تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ہمیشہ مالی مدد کرتے رہتے تھے مگر جب منافقوں کے ساتھ مل کر حضرت مسطح بھی تہمت کے گناہِ عظیم میں مبتلا ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا عظیم صدمہ اور رنج وقلق ہوا کہ آپ نے جوش غضب میں یہ قسم کھالی کہ اب میں کبھی مسطح کو کوئی مالی امداد نہیں دوں گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسطح کا قصور معاف کر دینے اور ان کی مالی امداد جاری رکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے قسم توڑ کر فوراً ہی اس حکم پر عمل کیا۔

www.waseemziyai.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''اولو الفضل'' (فضیلت والے) فرما کر ایسی فضیلتِ عظمٰی سے سرفراز فرمادیا ہے۔ کہ آپ کے علوشان کی مثال نہیں مل سکتی۔

(3) وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى

(پ 30 واللیل آیت 17-18-19-20)

اور (جہنم) سے بہت دور رکھا جائے گا وہ جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند تر ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔

ان آیتوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل فضائل ہیں۔ (1) وہ جہنم سے بہت دور رکھے جائیں گے (2) وہ سب سے بڑھ کر پرہیز گار ہیں (3) وہ صرف اپنے نفس کی ستھرائی، اور خدا کی رضا جوئی کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں (4) کسی کا ان پر کوئی احسان نہیں ہے (5) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور ان کو خوش کر دے گا۔

ان آیتوں کی شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت گراں قیمت دیکر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ تو کفار کو بڑی حیرت ہوئی۔ اور انہوں نے کہا کہ شاید بلال کا کوئی احسان رہا ہو گا۔ جو اتنی گراں قدر قیمت دے کر انہوں نے خریدا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ (عزوجل) کی رضا کے لیے ہے۔ کسی کے احسان کا بدلہ نہیں۔ اور نہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی کا کوئی احسان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح دوسرے بہت سے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کے سبب سے کفار بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتے تھے۔

الغرض امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں قرآن مجید

www.waseemziyai.com

کی بہت سی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کی یہ چند آیاتِ مبارکہ ہیں۔ اور حدیثیں تو آپ کے فضائل میں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار دشوار ہے۔

حضور اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاتِ اقدس کے بعد انصار و مہاجرین اور جمہور مسلمین نے آپ کی بیعت کر کے آپ کو خلیفہء اوّل و جانشین پیغمبر مقرر کیا۔ اور دو برس تین ماہ گیارہ دن آپ مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر 22 جمادی الاخریٰ 13 ھ منگل کی رات میں ترسٹھ برس کی عمر پا کر آپ نے بخار کی مرض میں وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہء منورہ میں آپ کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔

رضی اللہ تعالی عنہ و ارضاہ عنا!

(42) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قرآن

خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ آپ کی شان میں قرآن مجید کی کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ بلکہ تقریباً بیس آیتیں تو ایسی ہیں۔ جو آپ کی رائے اور آپ کی تمنا کے موافق اتری ہیں۔ ان میں سے چند آیتیں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' میں درج فرمائی ہیں۔ اور ان آیتوں کو ''موفقاتِ عمر'' کہا جاتا ہے۔ ان میں سے چند آیات یہ ہیں:

(1) وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (پ 1 البقرۃ آیت 125) — اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بنالو

بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ میں ''مقامِ ابراہیم'' کو دیکھ کر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ کاش ہم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنا لیتے۔ تو اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ

www.waseemziyai.com

آپ کو جو خیال آیا۔ اور آپ کے دل میں جو تمنا پیدا ہوئی۔ ٹھیک اس کے موافق و مطابق قرآن کی آیت نازل ہوگئی۔ اور زمانہء رسالت سے آج تک تمام مسلمانوں کا یہ عمل خیر جاری ہے۔ کہ طوافِ کعبہ کے بعد تحیۃ الطّواف کی دو رکعتیں سب لوگ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھتے ہیں۔

(2) وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ
(پ 12 الاحزاب آیت 53)

اور جب تم (امہات المومنین) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد خواہش و تمنا تھی کہ عورتوں کے لیے پردہ کا حکم قرآن مجید میں نازل ہو جائے۔ کیونکہ آپ کو بے حد غیرت آتی تھی کہ ہر نیک و بد آدمی ازواجِ مطہرات کو دیکھتا اور ان سے بات چیت کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ کی خواہش و تمنا کے مطابق یہ پردہ کی آیت نازل ہوگئی۔

(3) عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا
(پ 28 التحریم آیت 5)

ان کا رب قریب ہے کہ اگر وہ (حضور) تم سبھوں کو طلاق دے دیں تو انہیں تم سب سے بہتر بیویاں بدل دے۔ اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں توبہ والیاں، بندگی والیاں، روزہ رکھنے والیاں، بیاہیاں، اور کواریاں۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بیویاں اپنے اخراجات کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ رقمیں طلب کرنے لگیں۔ اور سب مل کر ایسا طریقہ اختیار کرنے لگیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آگیا۔ اور آپ کی زبان سے نکل گیا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم سبھوں کو طلاق دے دی تو تم سبھوں سے بہت اچھی اور بہتر بیویاں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطاء فرما دے گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عین قول کے مطابق قرآن کی یہ آیت اتری۔ اس آیت میں ازواجِ مطہرات کی تخویف اور ان کو ڈرانا

www.waseemziyai.com

ہے۔ کہ اگر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آزردہ کیا۔ اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تو اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے لطف وکرم سے دوسری بہتر بیویاں عطا فرمائے گا۔ اس تخویف سے ازواجِ مطہرات متاثر ہوئیں۔ اور انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا۔ اور آپ کی دلجوئی ورضا طلبی کو ہر کام سے زیادہ مقدم جانا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو طلاق دی۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مدینہ منور کے انصار و مہاجرین اور اربابِ حل وعقد سے مشورہ کر لینے کے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرما دیا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ نے تخت خلافت پر رونق افروز رہ کر جانشینیٔ رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجو دِانجام دیا۔ اور انپ ہی کے مقدس عہد میں قیصر وکسری شاہِ روم وشاہِ ایران کی سلطنتیں فتح ہوکر پرچم اسلام کے نیچے آگئیں۔ اور آپ ہی کے حکم سے مدارسِ تعلیم اسلام اور مساجد کا نظام سلطنت بھر میں بہترین ہوگیا۔ آپ نے مسجد نبوی کی مرمت اور توسیع بھی کرائی۔ اور ملک بھر میں امن وامان اور عدل وانصاف کا پرچم لہرانے لگا۔

26 ذوالحجہ 23 ھ میں چہار شنبہ کے دن عین اس وقت جبکہ آپ نے مصلی پر نماز فجر کی امامت کے لیے تکبیر تحریمہ پڑھی۔ ابولؤلؤ فیروز مجوسی کافر نے آپ کے شکم میں خنجر مار دیا۔ اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ بوقتِ وفات آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء وازالہ الخلفاء وغیرہ)

(43) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قرآن

خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آپ کے دور خلافت میں اسلامی سلطنت

www.waseemziyai.com

بہت زیادہ وسیع ہوگئی۔ اور آپ نے مسجد نبوی کو منقش پتھروں سے بنوایا اور ساگوان کی لکڑی سے مسجد کی چھت تعمیر کرائی اور کثرت فتوحات سے لوگ بہت مالدار ہوگئے۔ بارہ برس تک آپ تختِ خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور 12 ذوالحجہ یا 18 ذوالحجہ 35 ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدبخت نے آپ کو رات میں شہید کر دیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور آپ جنۃ البقیع مدینہ منورہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخلفاء)

آپ کے فضائل میں قرآن مجید کی چند آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں۔ جن میں سے یہ آیت ہے:

(1) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ3 البقرۃ آیت 262)

وہ لوگ جو اپنا مال اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں۔ تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے۔ اور انہیں کچھ اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔

معتبر تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ مع سازوسامان، اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف نے چار ہزار درہم بارگاہ رسالت میں پیش کیے۔ (خزائن العرفان ص 51 وغیرہ)

(2) مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (پ21 الاحزاب آیت 23)

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ (عزوجل) سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔

www.waseemziyai.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسعید بن زید اور حضرت حمزہ ومصعب وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نذر مانی تھی کہ وہ جب جہاں کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے۔ یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ان ہی لوگوں کی نسبب اس آیت میں ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ کہ حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو جنگ اُحد کے دن شہید ہو گئے۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت طلحہ وغیرہ اپنی شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔ (خزائن العرفان ص 499)

(44) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قرآن

خلیفہء چہارم امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے اعلیٰ و افضل خلیفہ برحق ہیں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد انصار ومہاجرین اور تمام اربابِ حل وعقد و عامہء مسلمین نے آپ کی بیعت کی۔ اور چار برس آٹھ ماہ نو دن آپ مسند خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ 17 رمضان سن 40 ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی مردود نے نمازِ فجر کے لیے جاتے ہوئے کوفہ میں آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی تلوار ماری جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہو گئے۔ اور دن زندہ رہ کر جامِ شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ 19 رمضان جمعہ کی رات آپ زخمی ہوئے اور 21 رمضان شب یکشنبہ آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے بڑے فرزند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو مدفون کیا۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخلفاء)

آپ کے فضائل و مناقب میں چند آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں۔ بطورِ نمونہ دو آیتیں تحریر ہیں۔

(1) يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ	وہ لوگ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی

www.waseemziyai.com

مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا

(پ 29 الدھر آیت 7 تا 11)

پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ ان سے کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہیں خاص اللہ (عزوجل) کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں مانگتے بے شک ہمیں اپنے رب سے ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ہی ترش اور نہایت ہی سخت ہے۔ تو انہیں اللہ (عزوجل) نے اس دن کے شر سے بچالیا۔ اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔

آیاتِ مذکورہ بالا حضرت علی و حضرت فاطمہ اور ان کی لونڈی بی بی فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچپن میں ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو ان تینوں نے ان دونوں بچوں کی بیماری پر تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو شفا دے دی۔ منت پوری کرنے کے لیے تینوں حضرات نے روزے رکھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے تین صاع جو لائے۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تینوں دن ایک صاع کی روٹیاں پکائیں۔ جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں۔ تو ایک دن مسکین۔ ایک دن یتیم۔ ایک دن اسیر (قیدی) آیا۔ اور تینوں دن روٹیاں ان تینوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔

حضرات اہل بیت کے گھر کا یہ اندرون خانہ معاملہ آسمانوں میں اس کی دھوم مچ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو دربارِ نبوت میں بھیج کر اس واقعہ کے بارے میں ان آیتوں کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص 289)

(2) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

اے ایمان والو! جب تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو

www.waseemziyai.com

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(پ28 المجادلۃ آیت 12)

اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔ پھر اگر تمہیں مقدور ورنہ ہو تو اللہ عزوجل بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مالداروں نے بہت دیر دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ دراز کر دیا۔ اور فقراء کو اپنی عرضی پیش کرنے کا موقع بہت کم ملنے لگا۔ تو عرضی پیش کرنے والوں کو اپنی عرضی پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم نازل ہوا۔ اور اس حکم پر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کرتے ہوئے ایک دینار صدقہ دے کر دس مسائل دریافت کیے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو چکے تو صدقہ کا یہ حکم منسوخ کر دیا۔ رخصت نازل ہوگئی کہ اب اپنی عرضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں پیش کرنے کے لیے کسی صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ قرآن مجید کے اس حکم پر سوائے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو عمل کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ یہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں ایک بہت ہی تابناک' اور بہت ہی عظمت والی فضیلت ہے کہ آپ کے سوا کسی کو حکم قرآنی پر عمل کرنا نصیب نہیں ہوا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص 247 بحوالہ مدارک وخازن)

(45) اہل بیت نبوت اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوت کا قرآن مجید میں ذکر جمیل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ

(اے نبی کی بیبیو!) تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی تھی۔ اور نماز قائم رکھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْراً وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفاً خَبِيْراً

(پ 22 الاحزاب آیت 33-34)

وسلم کا حکم مانو۔ اور اللہ (عزوجل) تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرما دے۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ کی آیتیں اور حکمت' بے شک اللہ (عزوجل) باریکی کو جانتا خبردار ہے۔

توضیع

ان آیات مقدسہ سے مندرجہ ذیل باتوں پر خاص طور سے روشنی پڑتی ہے۔

(1) ان آیتوں سے اہل بیتِ نبوت کے فضل و شرف اور ان کے درجات و مراتب کا اعلان اظہار مقصود ہے۔

(2) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بیبیاں' اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی و حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اہل بیت میں داخل ہیں۔ کیونکہ آگے پیچھے کی آیتوں اور حدیثوں پر نظر ڈالنے سے آفتاب کی طرح روشن ہو کر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ازواجِ مطہرات بھی یقیناً اہل بیت ہیں۔ اور عقائد کے امام حضرت ابو منصور ماتریدی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے اور تمام اہل سنت و جماعت کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ بیوی کو اہل بیت کہنا قرآن مجید سے ثابت اور یہ قرآن کا محاورہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقدس بیوی حضرت سارہ سے فرشتوں نے کہا کہ:

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُه' عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ اِنَّه' حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(12 ھود آیت 73)

اللہ (عزوجل) کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو! بے شک اللہ سب خوبیوں والا عزت والا ہے۔

اس آیت میں صراحتہً مذکور ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آ کر حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ''اھل البیت'' کہا اور اس وقت حضرت ابراہیم

www.waseemziyai.com

علیہ السلام کے گھر میں بجز آپ کے اور آپ کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔

(3) ان آیتوں میں اللہ عزوجل نے نبی کی مقدس بیویوں کو اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیا۔ اور بے پردہ باہر نکل کر گھومنے پھرنے سے منع فرمایا۔ اور عورتوں کے باہر گھومنے پھرنے کو زمانۂ جاہلیت کا بدترین دستور بتایا۔ اس میں تمام مسلمان عورتوں کے لیے نصیحت وعبرت کا بہت بڑا سامان ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو پابندی کے ساتھ نماز وزکوٰۃ ادا کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تاکید فرمائی۔ اور ان کو اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا خاص طور پر حکم فرمایا۔

(5) ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں کو ''اہل بیت'' فرمایا اور ان سے ہر قسم کی ظاہری و باطنی پلیدیوں کو دور رکھنے۔ اور ان کی پاکیزگی اور ستھرائی کی زینتوں سے آراستہ فرمانے کا اعلان فرمایا۔

(6) اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں گھروں کے اندر رہ کر قرآن و حدیث اور دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے کا ازواجِ مطہرات کو حکم دیا۔ اس میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بے پردہ پھرنے والی مسلمان عورتوں کے لیے بہت بڑی عبرتوں اور نصیحتوں کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ کاش مسلمان لڑکیاں اور ان کے ماں باپ ان قرآنی آیتوں سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔ اور عورتوں کو بے پردگی کی بے حیائی سے بچا کر دونوں جہان کی عزتوں سے سرفراز ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

(7) اولیائے امت کا بیان

(46) کراماتِ اولیاء

حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے نیک بندوں یا بندیوں سے خلافِ عادت ایسی چیزیں اور اس قسم کی باتیں صادر و ظاہر ہوا کرتی ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ

www.waseemziyai.com

جاتی ہے۔ان چیزوں کو ''کرامات'' کہا جاتا ہے جو اولیاء کاملین اور شہداء وصالحین سے اکثر نمودار ظاہر ہوا کرتی ہیں۔''علم عقائد'' کا مشہور مسئلہ ہے کہ اولیاء کی کرامات حق ہیں چنانچہ قرآن مجید سے بھی اولیاء کی کراموں کا ثبوت ہے۔اسکی چند مثالیں تحریر کی جاتی ہیں۔

(1) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی والدہ آبادی سے دور ایک میدان میں تھیں۔وہیں تنہائی میں ولادت ہوئی۔اور جب ان کو بھوک پیاس لگی تو اچانک ان کے پاس ایک شیریں پانی کی نہر جاری ہوگئی اور انہوں نے کھجور کے ایک درخت کو ہلایا تو ناگہاں پکی ہوئی تازہ کھجوریں اس سے گر پڑیں جس کو انہوں نے کھایا پیا۔یہ دونوں چیزیں حضرت مریم کی کرامتیں ہیں۔جن کو خداوند کریم نے قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کہ:

فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَنْ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۔ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔ (مریم۔آیت (25,24)

تو (جبرائیل) نے اس (مریم) سے اس کے تلے سے پکار کر کہا کہ تو غم نہ کھا۔بے شک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بہا دی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تو تجھ پر پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔

اچانک نہر کا جاری ہونا اور بغیر پھلی ہوئی کھجور کے درخت سے ناگہاں پھلوں کا گرنا۔ یہ دونوں چیزیں حضرت مریم علیہا السلام کی کرامتیں ہیں جو قرآن کی مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہیں جو اس کرامت کا انکار کرے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے۔

(2) ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو بلقیس کے یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی اس کے تخت کو ملک سبا سے یہاں بیت المقدس میں میرے دربار کے اندر لا دے۔آپ کا ارشاد سن کر سب چپ رہے۔لیکن ایک بڑا سرکش جن بول پڑا کہ میں اس تخت کو یہاں اتنی دیر میں لاسکتا ہوں کہ آپ کا دربار برخاست بھی نہ ہوا ہوگا اور میں وہ تخت یہاں لا دوں گا۔یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا

www.waseemziyai.com

نے کہا کہ میں تو اس تخت کو آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے ہی لادوں گا۔ چنانچہ آپ کی کرامت سے تختِ بلقیس ملکِ سبا سے زمین کے نیچے نیچے چل کر آپ کی کرسی کے قریب نمودار ہو گیا۔ اور آپ اس تخت کو ایک سیکنڈ میں اپنے پاس دیکھ کر خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے لگے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ:

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ○ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ

(پ19 النمل آیت 39-40)

ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس سے اٹھیں۔ اور وہ نہایت طاقتور اور امانت دار ہوں جن کے پاس کتاب کا علم تھا (آصف) نے کہا کہ میں اسے آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے لادوں گا۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں۔ یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا ہے۔

حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تختِ بلقیس کو ملکِ سبا سے ایک سیکنڈ میں لاکر دربار سلیمانی میں حاضر کر دینا۔ یقیناً یہ آپ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے کیونکہ یہ کرامت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اس قرآنی کرامت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کی امتوں میں آصف بن برخیا اور حضرت مریم جیسی کرامتوں والے ہو

www.waseemziyai.com

چکے ہیں تو پھر حضور سید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں اگر اس سے بڑی بڑی کرامتوں والے اولیا ہوں تو اس میں ہرگز ہرگز کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یاد رکھیئے کہ ہر ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے تو جس شان کا نبی ہوگا اسی شان کے اس کی امت کے اولیا ہوں گے تو جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے بڑھ کر ہے تو اس کا صاف نتیجہ یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء دوسرے انبیاء کی امتوں کے اولیا سے بڑھ کر ہوں گے۔ اور امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اولیا کے مراتب و درجات اور ان کی کرامات انبیائے سابقین کی امت کے اولیا سے کہیں زیادہ بڑھ کر بلند مرتبہ ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(47) بزرگوں کے تبرکات نافع ہیں

بزرگانِ دین، حضرات انبیاء و مرسلین، شہداء و صالحین کے تبرکات، ان کے کپڑے، ان کے جوتے، ان کا مصلّی۔ ان کا عصا، ان کی تسبیح، ان کے برتن، غرض ان کا ہر استعمالی سامان باعثِ خیر و برکت، سامان رحمت و منفعت ہے۔ ان کے توسل سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ ان سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ اس سے بلائیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ غرض طرح طرح سے نافع و منفعت بخش ہیں۔ اور ان فوائد کا حاصل ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے اس سلسلے میں ہم قرآن مجید کی چند آیات پیش کرتے ہیں جو طالب حق کے لیے ہدایتوں کا نور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(1) قوم نبی اسرائیل کے پاس ایک صندوق تھا جس کو وہ لوگ وسیلہ بنا کر خدا سے فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو ان کی دعائیں مقبول ہو کر ان کو فتح ونصرت نصیب ہوا کرتی تھی۔ اور میدانِ جنگ میں وہ لوگ اس صندوق کو اپنے آگے رکھ دیا کرتے تھے تو اس میں سے سکونِ روح و اطمینانِ قلب کی ایسی برکتیں نمودار ہوا کرتی تھیں کہ مجاہدین کے سینوں میں خوف و ہراس سے دھڑکتے ہوئے دل پتھر کی چٹان کی مانند مضبوط ہو جایا کرتے تھے۔ (جلالین 38)

www.waseemziyai.com

یہ صندوق حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ اور آپ سے وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں اپنا مخصوص سامان اور توریت شریف بھی رکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے کپڑے، آپ کی نعلین شریفین، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا، تھوڑا سا من وسلوٰی جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ یہ سب سامان اس صندوق میں رکھے ہوئے تھے جب بنی اسرائیل کی بدعملی بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کا یہ قہر وغضب نازل ہوا کہ عمالقہ'' کی ظالم قوم بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گئی۔ اور اس نے بنی اسرائیل میں قتل و غارت گری کا ایسا طوفان برپا کیا کہ بنی اسرائیل کی بستیاں تہس نہس ہوکر ویران ہو گئیں۔ قوم عمالقہ نے سارے سامانوں کولوٹ لیا۔ اور وہ یہ مبارک صندوق بھی چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندی جگہوں میں ڈال دیا۔ اور اس کی بے حرمتی کی۔ اور ان کی گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ عمالقہ کے پانچ شہر اس طرح ویران ہو گئے کہ ان میں کوئی چراغ بتی کرنے والا بھی نہ رہا۔ اس کے بعد عمالقہ کا احساس یقین ہو گیا۔ کہ صندوق کی بے حرمتی و اہانت ہی ان کی ہلاکت و بربادی کا باعث بنی ہے۔ تو انہوں نے صندوق کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا۔ اور فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر بنی اسرائیل کے سامنے ''طالوت'' بادشاہ کے پاس لائے۔ اور اس صندوق کا آنا ہی بنی اسرائیل کی بادشاہی کا نشان مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ صندوق کو دیکھتے ہی بنی اسرائیل نے طالوت کو اپنا بادشاہ مان لیا۔ اور فوراً وہ جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔ کیونکہ صندوق پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔ طالوت نے بادشاہ بن کر بنی اسرائیل کے ستر ہزار جوانوں کی فوج تیار کی۔ انہی جوانوں میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے جن کے ہاتھ سے ''جالوت'' کافروں کا بادشاہ قتل ہوا۔ یہ واقعہ حضرت ''شمویل'' علیہ السلام کے زمانے میں ہوا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔

(جلالین و جمل و خازن و مدارک وغیرہ)

اس خیر و برکت والے صندوق کا ذکر فرماتے ہوئے خداوندِ قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

www.waseemziyai.com

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

(پ 2 البقرۃ آیت 248)

اور (بنی اسرائیل) سے ان کے نبی (حضرت شمویل) نے فرمایا کہ اس (طالوت) کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس صندوق جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کے ترکہ کی۔ اٹھا کر لائیں گے اس کو فرشتے یقیناً اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم لوگ ایمان رکھتے ہو۔

قرآن مجید کے الفاظ **فیہ سکینة من ربکم** پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ جس صندوق میں حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہم السلام کے تبرکات تھے اس میں خداوند قدوس کی طرف سے سکینہ یعنی دلوں کا اطمینان اور روح کی تسکین کا سامان تھا۔ جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرضِ عین ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ بلاشبہ قرآن کا منکر اور یقیناً کافر ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ بنی اسرائیل اس صندوق کی برکت سے فتح یاب ہو کر کفار پر غلبہ پاتے تھے اور کفار کو شکست ہو جاتی تھی۔ اور ایمان والوں کے دلوں کا خوف اور بزدلی دور ہو کر شجاعت و بہادری پیدا ہو جاتی تھی۔ تو ان قرآنی تصریحات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ بزرگوں کے تبرکات نافع الخلائق و دافع البلاء و باعث شفا ہوتے ہیں۔

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ ''عمالقہ'' نے جب اس صندوق کی بے حرمتی کی تو وہ طرح طرح کے امراض اور بلاؤں میں گرفتار ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی بستیاں ویران ہو گئیں۔ اور بالآخر انہوں نے اس صندوق کو واپس لوٹا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کی بے ادبی اور بے حرمتی ہلاکت و بربادی کا سبب ہے اور یہ گمراہوں کا طریقہ ہے اور قرآن کے الفاظ ''**تحملہ الملئکة**'' کہ فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر لائے۔ یہ دلیل ہے کہ بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم اور ان کا اعزاز و احترام لازم الاعتقاد اور واجب

www.waseemziyai.com

العمل ہے اور یہ مومنین کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان کی برکت سے دعائیں مقبول، اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور مرادیں ملتی ہیں۔

الحاصل بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم و تکریم میں دین و دنیا کا فائدہ ہو۔ اور ان کی اہانت و بے ادبی میں دین و دنیا کا نقصان ہے۔ لہٰذا خبردار ہرگز ہرگز کسی بزرگ کے کسی تبرک کو کبھی بے ادبی و بے حرمتی نہ کریں۔ بلکہ ہمیشہ محبت و عقیدت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات کو ایک نعمتِ خداوندی سمجھ کر اس کا اعزاز و احترام کرتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ برکات دارین سے سرفراز ہوتے رہیں گے اور دین و ایمان کی سلامتی رہے گی۔

(2) حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے بادشاہ ہو گئے اور قحط پڑا تو آپ کے بھائی صاحبان برسوں کے بعد غلہ لینے کے لیے ''کنعان'' سے مصر گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا تو بھائیوں نے بتایا کہ وہ نابینا ہو گئے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو اس خبر سے بڑا گہرا صدمہ پہنچا۔ اور آپ نے بھائیوں سے فرمایا کہ:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (پ 13 یوسف آیت 93)

تم لوگ میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو گے تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کا کرتا لے کر کنعان گئے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر اس کو ڈال دیا تو فوراً ان کی آنکھوں میں بصارت آ گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کے لباسوں اور ان کے تبرکات میں شفا بھی ہے اور یہ شفاء قرآن مجید سے ثابت ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اس کا انکار قرآن کا انکار ہے جو یقیناً کفر ہے۔

بہر حال بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام رکھنا یہ قرآن کا فرمان ہے۔ اور صالحین کا طریقہ بھی۔ اس لیے بزرگوں کے تبرکات کو ہمیشہ احترام کی نظر سے دیکھتے رہنا

www.waseemziyai.com

اور ان کا ادب و اعزاز و اکرام کرنا لازم ہے۔ خداوند کریم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

(48) بزرگوں کے قرب سے دعا قبول ہوتی ہے

بزرگوں کے قرب و جوار میں چونکہ رحمت خداوندی کا سایہ رہتا ہے۔ اس لیے وہ جگہ نزولِ رحمت کا مقام ہوتا ہے لہٰذا اس جگہ بندوں کی دعاؤں کو ارحم الراحمین جلد قبول فرمالیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام بیت المقدس کے کونے کونے میں اولاد کی دعا مانگ چکے تھے۔ مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن جب حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ بی بی مریم کی محراب میں گرمی کے پھل جاڑوں میں اور جاڑے کے پھل گرمیوں میں آتے رہتے ہیں۔ تو ان کو خیال ہوا کہ بی بی مریم کی محراب میں بے موسم کے پھل ملتے ہیں تو میں بھی اب بوڑھا ہوں۔ اور میرے اولاد ہونے کا موسم نہیں رہا ہے مگر شاید محرابِ مریم میں مجھے بغیر موسم کے اولاد کا پھل مل جائے چنانچہ آپ نے خاص محرابِ مریم میں جہاں وہ عبادت میں مشغول تھیں اولاد کی دعا مانگی تو آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند عطا فرمایا جن کا نام یحیٰی علیہ السلام ہے۔ یہ واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

(1) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ

یہاں (محراب مریم میں) پکارا زکریا نے اپنے رب کو۔ بولا اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد دے۔ بے شک تو ہی دعا کو سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے انہیں آواز دی۔ اور وہ نماز کی جگہ نماز پڑھ رہے تھے کھڑے ہوکر بیشک اللہ (عزوجل) آپ کو خوشخبری دیتا ہے یحیٰی کی جو اللہ (عزوجل) کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا۔ اور سردار ہوگا اور عورتوں

www.waseemziyai.com

(پ 3 آل عمران آیت 39) سے ہمیشہ کے لیے بچنے والا اور نبی ہوگا اور ہمارے خاصوں میں ہوگا۔

اس قرآنی واقعہ سے ہمیں یہ روشنی ملتی ہے کہ بزرگوں کی عبادت گاہوں، ان کے مزاروں، ان کے خانقاہوں میں دعا مانگنی چاہیے۔ کیونکہ ان مقامات پر دعائیں مقبول ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ اس کی بہت ہی روشن دلیل ہے۔

(2) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

(پ 5 النساء آیت 64)

اور وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں (گناہ کریں) تو اے محبوب! وہ آپ کے حضور حاضر ہوں۔ پھر اللہ (عزوجل) سے معافی چاہیں اور رسول اس کی شفاعت فرما دیں تو یقیناً وہ اللہ (عزوجل) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ معاف کرانے کی دعا روضہ اقدس پر ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد کا ایک واقعہ ہے کہ ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ اور قبر شریف کی خاک اپنے سر اور چہرے پر ملنے لگا۔ اور یوں عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جو آپ نے فرمایا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم قرآن پر بھی ایمان لائے۔ اس قرآن میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ تو میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کرلیا۔ اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرنے کے لیے آیا ہوں۔ تو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ وہ اعرابی یہی دعا مانگتا رہا ہے کہ قبر شریف سے یہ آواز آئی کہ تیری بخشش ہوگئی۔

اس واقعہ سے چند مسائل واضح ہوکر سامنے آگئے۔

(1) اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو اس کے دربار میں اپنی حاجت روائی کے لیے وسیلہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے جو شرعاً جائز ہے۔

www.waseemziyai.com

(2) بزرگوں کی قبروں پر اپنی حاجت برآری کے لیے جانا بھی جاءِ وک میں داخل اور خیر القرون کے مسلمانوں کا عمل رہ چکا ہے۔

(3) بزرگانِ دین کو وفات کے بعد بھی لفظ ''یا'' سے پکارنا جائز' اور خیر القرون کے مسلمانوں کا معمول ہے۔

(4) مقبولانِ بارگاہِ الٰہی اپنی وفات کے بعد بھی لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے لوگوں کی حاجت روائی ہوا کرتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان 105 وغیرہ)

(49) خاصانِ خدا دور سے سنتے' دیکھتے اور مدد کرتے ہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضراتِ اولیاء وشہدائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے سننے' دیکھنے کو ہرگز ہرگز اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ ہم لوگ تو قریب ہی کی چیزوں کو دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ بہت دور کی چیزوں کو نہ ہم لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ بہت دور کی پکار سن سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص محبوبوں کو ایسی روحانی طاقت عطا فرما دیتا ہے کہ وہ بہت دور کی چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں اور بہت دور کی آوازوں کو اپنی روحانی طاقت سے سن لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد رکھیئے جو ایک عالم اور ولی تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ کون ایسا ہے۔ جو ملکِ سبا سے بلقیس کے تخت کو بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے میرے دربار میں لا دے۔ تو حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ:

(1) اَنَـا اٰتِیْكَ بِـهٖ قَبْلَ اَنْ یَّـرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (پ19 النمل آیت 40)	میں اسے آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے ہی لا دوں گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنی کرامت سے ایک سیکنڈ میں تخت کو لاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں لاکر حاضر کر دیا۔ جس کا واقعہ کراماتِ اولیاء کے زیرِ عنوان مفصل گزر چکا۔

www.waseemziyai.com

غور کیجئے کہ بیت المقدس میں دربار کے اندر بیٹھے ہوئے سینکڑوں میل دور بلقیس کے تخت کو دیکھا نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ تو اسے اس کی جگہ سے لائے کیونکر! معلوم ہوا کہ انہوں نے پہلے اتنی دور سے تخت کو دیکھ لیا کہ وہ کہاں ہے پھر ہاتھ بڑھا کر زمین کے اندر ہی اندر اس کو کھینچ لائے۔ اس قرآنی واقعہ کا کون انکار کرسکتا ہے؟ یا کون ہے جو اس میں شک کرسکتا ہے؟ اگر کوئی انکار یا شک کرے گا تو قرآن کا منکر اور کافر ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک پتھر پر کھڑا کر کے آسمان و زمین اور جنت و دوزخ اور ساری کائنات کا مشاہدہ کرا دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

(2) وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔

(پ 7 الانعام آیت 75)

غور فرمائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی کو دیکھ لیا۔ سب کی آوازوں کو سن لیا۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ کے احوال کو بھی دیکھ لیا اور مخلوق کے اعمال میں سے کچھ بھی ان سے نہ چھپا آپ کا یہ خداداد معجزہ تھا کیونکہ آپ نبی تھے۔ اسی طرح اولیاء اللہ دور کی چیزوں کو دیکھتے اور دور کی آوازوں کو سن لیتے ہیں۔ یہ اولیا کی خداداد کرامت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(50) غیر اللہ سے مدد مانگنی جائز ہے

غیر اللہ یعنی حضرات انبیاء و اولیاء شہداء وغیرہ سے مدد مانگنی۔ اگر ان حضرات کو خدا کی طرح متصرف بالذات' اور قدرت و اختیار والا سمجھ کر کوئی ان حضرات سے مدد مانگے جب تو یقیناً یہ شرک ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھنے والا یقیناً مشرک ہے لیکن ان حضرات کو خدا کا بندہ مان کر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ان خاص بندوں سے مدد طلب کرنی کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور اللہ (عزوجل) کے اذن و حکم سے مدد کرتے ہیں ہرگز ہرگز اس میں شرک کا کوئی شائبہ ہی نہیں بلکہ بلاشبہ یقیناً جائز ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اس

www.waseemziyai.com

مسئلہ کی روشن دلیلیں ہیں۔

(1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوٰرِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوٰرِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (پ 28 الصف آیت 14)

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا۔ کہ کون ہیں جو اللہ (عزوجل) کی طرف ہوکر میری مدد کریں۔ تو حواری بولے کہ ہم ہیں جو دین خدا کے مددگار ہیں۔

اس آیت میں صاف صاف تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب کی۔ اور حواریوں نے ان سے مدد کرنے کا اعلان بھی کر دیا۔ یہ غیر اللہ سے مدد مانگنی ہے۔

(2) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ 6 المائدہ آیت 2)

اور نیکی و پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر باہم مدد نہ دو۔

اس آیت میں نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے سے مدد طلب کرنے کا نہایت ہی واضح طور پر فرمانِ خداوندی ہے۔

(3) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ (عزوجل) آپ کو کافی ہے۔ اور یہ جتنے مسلمان آپ کے پیرو ہوئے۔ یہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کا مددگار ہے۔ اور مسلمان بھی آپ کے مددگار ہیں۔

(4) فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا (پ 16 الکھف آیت 95)

تم لوگ طاقت سے میری مدد کرو۔ میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں۔

یہ حضرت ذوالقرنین کا مقولہ ہے۔ جب وہ مطلع الشمس کے سفر میں تشریف لے

www.waseemziyai.com

گئے۔ اور وہاں کے باشندوں نے یاجوج ماجوج اور ان کی یلغار کی شکایت کی تو آپ نے اُن سے یہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی طاقت کے ذریعہ میری مدد کر دو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دوں کہ وہ نہ آسکیں۔ اس آیت میں ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے آدمیوں سے مدد مانگی۔

واضح رہے کہ حضرت ذوالقرنین حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ یہ ساری دنیا کے بادشاہ ہوئے۔ ان کا نام سکندر تھا۔ سکندریہ شہر کو انہوں نے ہی آباد فرمایا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور علم بردار تھے۔ حضرت ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے اور نہ فرشتہ بلکہ وہ اللہ (عزوجل) سے محبت رکھنے والے ایک بندے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنالیا۔

(خزائن العرفان3621)

(5) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو بیشک اللہ (عزوجل) صابروں کے ساتھ ہے

اس آیت میں صبر اور نماز سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صبر و نماز غیر اللہ ہیں۔

اس مضمون کی بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ہیں۔ اور ان سب کا حاصل یہی ہے کہ غیر اللہ سے اس کو اللہ (عزوجل) کا بندہ سمجھ کر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور اسی کے اذن و حکم سے ہماری مدد کر سکتا ہے۔ مدد طلب کرنے اور مدد مانگنے میں ہرگز ہرگز کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان لوگوں سے مدد مانگا کرو۔

یقین کیجئے کہ کوئی مسلمان بھی حضرات انبیاء اولیاء سے ان لوگوں کو خداوند تعالیٰ کی طرح متصرف بالذات سمجھ کر مدد نہیں طلب کرتا۔ بلکہ ہر مسلمان ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہی سمجھ کر ان حضرات سے مدد مانگا کرتا ہے۔ للہذا خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک کہہ دینا۔ یہ بہت بڑا ظلم عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

www.waseemziyai.com

(8) ارکان اسلام

(51) نماز

کلمہ اسلام کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن اعظم نماز ہے۔ یہ مسلمانوں پر فرض عین ہے کہ دو صورتوں کے سوا کسی حال میں بھی ساقط اور معاف نہیں ہو سکتا۔

اول : جنون یا بے ہوشی مسلسل اتنی لمبی ہو جائے کہ چھ نمازوں کا وقت گزر جائے مگر ہوش نہ آئے تو ان نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے۔ بلکہ یہ نمازیں معاف ہو جائیں گی۔

دوم : عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو ایسی حالت میں نماز معاف ہو جاتی ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ کبھی بھی اور کسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہو سکتی ۔ بیماری اگر چہ کتنی ہی شدید ہو مگر نماز معاف نہیں ہو سکتی۔ اگر ٹھہرے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر رکوع وسجدہ نہ کر سکتا ہو تو سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرے۔ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اگر لیٹ کر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس وقت بھی نماز معاف نہیں ہو گی۔ لیکن وہ نماز پڑھنی موقوف کر دے گا۔ اور جب بھی تندرست ہو گا تو ان نمازوں کی قضا پڑھے گا۔ عین جنگ کی حالت میں بھی مجاہد نماز پڑھے گا۔ اگر گھوڑے پر سوار ہوا اور اترنے کی مہلت نہ ہو تو گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے نماز پڑھے گا۔ اسی طرح گھمسان کی لڑائی میں بھی اشارہ سے رکوع وسجدہ کر کے نماز ادا کرے گا۔

قرآن مجید میں جس قدر نماز کے تاکیدی احکام، اور نماز چھوڑنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اتنی تاکید اور وعید کسی دوسری عبادت کے لیے نہیں آئی ہے۔ قرآن مجید کی بکثرت آیات نماز کی ترغیب وتاکید میں نازل ہوئی ہیں۔ جن میں طرح طرح سے نمازوں کی تاکید، اور نماز چھوڑ دینے پر قسم قسم کے عذابوں کی تہدید ووعید وارد ہوتی ہیں۔

نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا بلکہ اس کی فرضیت میں شک کرنے والا کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اور ایک وقت کی بھی نماز چھوڑنے والا فاسق سخت گناہگار، قہر جبار و قہار وغضبِ جبار میں گرفتار، اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔ سلطان اسلام پر لازم ہے کہ

www.waseemziyai.com

اس کو قید کر کے جیل خانہ میں بند کر دے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔ بلکہ حضرت امام مالک و حضرات امام شافعی و حضرات امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کرا دینے کا حکم ہے (کتب فقہ)

خداوند عالم کا فرمان ہے کہ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (پ5 النساء آیت 103)

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقرر کیا ہوا فرض ہے۔

ایک دوسری جگہ قرآن مجید میں اس طرح فرمانِ ربانی ہے کہ:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (پ2 البقرۃ آیت 238)

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی۔ اور کھڑے رہو اللہ (عزوجل) کے حضور ادب سے۔

اسی طرح ایک جگہ قرآن مجید میں اس طرح فرمان ربانی ہے کہ:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ (پ30 الماعون آیت 5)

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھولے بیٹھے ہیں۔

بہر حال مسلمان اگر اس بارے میں مسائل پر دھیان رکھیں تو انہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شریعت میں بعض نادر صورتوں کے سوا کسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہوتی۔ آج کل بعض مسلمان جو نمازی کہلاتے ہیں ان کا یہ حال ہے کہ ذرا انہیں بخار یا دردسر ہوا تو نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ جب تک اشارے سے بھی نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ پڑھے تو وہ تارک الصلوٰۃ کی وعیدوں کی تہدید میں گرفتار اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نماز پڑھنے کی ہدایت اور توفیق عطاء فرمائے (آمین)

(52) جماعت کی فضیلت

جماعت واجب ہے۔ بلا عذرِ شرعی ایک وقت کی بھی جماعت چھوڑنے والا سخت گناہگار اور فاسق ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ

www.waseemziyai.com

فضیلت رکھتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (پ1 البقرة آیت 43) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس آیت میں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت اور جماعت کی ترغیب کا بیان ہے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔

(53) امام قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(پ9 الاعراف آیت 204)

آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی جس حال میں بھی قرآن مجید پڑھا جائے تو حاضرین پر فرض ہے کہ اس کو غور سے سنیں۔ اور بالکل خاموش رہیں اس سے چند مسائل ثابت ہو گئے۔ جن کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

(1) نمازوں میں جب امام قرأت کرے تو مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاموش رہیں اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ وغیرہ کچھ بھی نہ پڑھیں۔

(2) جمعہ وعیدین اور نکاح کے خطبوں' اور واعظ کی مجلسوں میں تلاوتِ قرآن مجید کو خاموش ہو کر سننا فرض ہے۔ ان وقتوں میں حاضرین کا کچھ پڑھنا یا باتیں کرنا حرام ہے۔

(3) قرآن خوانی کی مجلسوں میں سب لوگوں کا بلند آواز سے ایک ساتھ قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جب ایک آدمی بلند آواز سے قرآن پڑھے تو حاضرین پر واجب ہوتا ہے کہ خاموش رہ کر اس کو بغور سنیں۔ اس لیے تیجہ' چہلم وغیرہ قرآن خوانی کی مجلسوں میں ضروری ہے کہ سب لوگ آہستہ قرآن مجید پڑھیں تاکہ ایک کی قرآت دوسرے کے کان میں نہ پڑے۔ اور سب لوگ قرآن پڑھتے رہیں۔

www.waseemziyai.com

(54) کافر اور منافق کی نمازِ جنازہ حرام ہے

کافر و منافق اور مرتدوں کی نماز جنازہ پڑھنی اور ان لوگوں کے دفن میں شریک ہونا حرام و ناجائز اور بہت بڑا گناہِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ (پ 10 التوبہ آیت 84)

اور ان کافروں منافقوں میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا۔ اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک یہ لوگ اللہ (عزوجل) اور رسول کے منکر ہوئے۔ اور فسق ہی میں مر گئے۔

قادیانی، تبرائی رافضی، توہینِ رسالت کرنے والے وہابی وغیرہ سب کافر و مرتد ہیں۔ اور ان میں سے کسی کی بھی نمازِ جنازہ اور ان لوگوں کے دفن میں شریک ہونا حرام سخت حرام ہے۔

(55) زکوٰۃ

نماز کے بعد سب سے اہم رکن عظیم زکوٰۃ ہے نماز کی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی بکثرت احکام اور اس کے تارک کے بارے میں وعید کی آیتیں قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں۔ زکوٰۃ کا منکر کافر، اور زکوٰۃ نہ دینے والا فاسق مردود الشہادۃ اور سخت گناہگار اور عذاب نار کا حق دار ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَاَقِيْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ

اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (زکوٰۃ نہیں دیتے) انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن (قیامت کے دن) وہ آگ میں تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر

www.waseemziyai.com

وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

(پ 10 التوبة آیت 34-35)

اس سے داغی جائیں گی ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ (فرشتے کہیں گے) یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو مزہ اس خزانے کا

ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا سکوں، اینٹوں، برتنوں، زیوروں غرض کسی شکل وصورت میں ہوں۔ ہر سال ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ادا کرنا فرض ہے۔

اسی طرح کھیتی اور پھلوں کی پیداوار میں بھی زکوٰۃ فرض ہے مگر کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ فرض نہیں بلکہ اگر کھیتی اور پھلوں کی پیداوار بارش یا چشمہ یا سیلاب کے پانی سے ہوئی ہو تو دسواں حصہ اور اگر ڈول یا پمپنگ یا نہروں اور نالوں سے ہینچ کر کھیتی اور پھل پیدا ہوئے ہوں تو بیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرنا فرض ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ

(پ 8 الانعام آیت 14)

اور اس کا حق (زکوٰۃ) دو جس دن کھیت کٹے یا پھل توڑے جائیں۔

اسی طرح سال کے اکثر حصہ میں گھاس چر کر بسر کرنے والے جانوروں میں بھی زکوٰۃ ہے اور جن جانوروں کو سال کے اکثر حصہ میں گھر سے چارہ کھلایا جاتا ہے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اونٹ کا نصاب یہ ہے کہ پانچ اونٹ سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اور پورے پچیس اونٹ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک سال کا اونٹ کا بچہ دینا پڑے گا۔ اس کے آگے دوسرا حساب ہے۔ مگر اس زمانے میں اونٹ بکثرت پالنے کا رواج ہی نہیں۔ اس لیے اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

گائے، بھینس، اگر تیس سے کم ہوں تو اس کی کوئی زکوٰۃ ہی نہیں۔ اور جب تیس پوری ہوں تو سال بھر کا ایک بچھڑا یا بچھڑی زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ اس سے زیادہ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک سال سے بڑا جانور دیا جائے گا۔ جس کی تفصیل کی ان دنوں کوئی ضرورت

www.waseemziyai.com

نہیں۔

بکریوں اور بھیڑوں میں اگر چالیس سے کم ہوں تو زکوٰۃ نہیں اور اگر پوری چالیس ہوں تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے۔ یعنی ان میں ایک وہی بکری ہے۔ اور اگر ایک سو اکیس ہوں تو دو بکریاں۔ دو سو تک یہی دو بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی اور دو سو ایک بکری ہوں تو تین بکریاں اور چار سو ہوں تو چار بکریاں زکوٰۃ میں دینی واجب ہے۔ بکریوں اور بھیڑوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نر زکوٰۃ میں دے یا مادہ مگر سال بھر سے کم کا نہ ہو۔

(56) روزہ

روزہ بھی ارکان اسلام میں سے ہے قرآن مجید میں اس کے لیے تاکیدی فرمان اور اس کے اجر وثواب میں چند آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ روزے کی فرضیت کا منکر کافر' اور بلا عذر شرعی کے روزے کو چھوڑ دینے والا فاسق۔ سخت گناہگار اور عذاب جہنم کا حق دار ہے۔

جو بدنصیب رمضان شریف میں بلا عذر شرعی علانیہ کھاتا پیتا ہو۔ اور اس طرح رمضان شریف کے احترام کو مجروح کرتا ہو۔ وہ اتنا بڑا مجرم ہے کہ سلطانِ اسلام اس کو قتل کراسکتا ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں میں روزہ کی فرضیت کا بیان ہے۔ مثلاً یہ آیت خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ	اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔ جیسے تم سے اگلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم لوگ پرہیز گار بن جاؤ

(پ 2 البقرۃ آیت 183)

روزے کی قسمیں:

شریعت میں روزے آٹھ قسموں کے ہیں۔ (1) فرضِ معین جیسے رمضان شریف کا روزہ (2) فرض غیر معین جیسے رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارہ کا روزہ کہ اس کا کوئی

وقت مقرر نہیں ہے جب چاہے ان دونوں روزوں کو رکھ لے (3) واجب معین جیسے نذرِ معین کا روزہ مثلاً اس طرح منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں یکم رجب کو روزہ رکھوں گا تو اس پر لازم ہے کہ یکم رجب ہی کو روزہ رکھے (4) واجب غیر معین ۔ جیسے نذر مطلق مثلاً یوں منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں کسی دن بھی ایک روزہ رکھوں گا۔تو اس روزہ کے لیے کوئی دن مقرر نہیں۔ جب چاہے ایک روزہ رکھ لے۔ (5) نفل مسنون جیسے نویں دسویں محرم کو عاشورا کا روزہ (6) نفل مستحب جیسے ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں' پندرہویں تاریخوں کا روزہ' اور عیدالفطر کے بعد چھ دنوں کا روزہ (7) مکروہ تنزیہی جیسے سنیچر کا روزہ رکھنا کہ اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے۔اس لیے یہ روزہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (8) مکروہ تحریمی جیسے عیدالفطر اور بقرعید کے دن اور بقرعید کی گیارہویں' تیرہویں ان پانچوں دنوں میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

تمام روزوں میں سے سب سے زیادہ اہم اور رکن اسلام رمضان شریف کا روزہ ہے۔ جو ہر سال ماہِ رمضان میں فرض ہے۔عورت کو حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے وہ رمضان میں روزہ نہیں رکھے گی۔مگر وہ رمضان شریف کے بعد ان روزوں کی قضا رکھے گی اور مریض و مسافر کے لیے رخصت ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں۔ لیکن رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا فرض ہے۔ مریض و مسافر اگر رمضان میں روزہ رکھیں تو افضل ہے۔

(57) حج

حج بھی اسلام کا رکن ہے جو سن 9 ھ میں فرض ہوا۔اس کی فرضیت یقینی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے ۔اسکی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔اور جو مسلمان حج فرض ہو جانے کے بعد حج نہ کرے یا بلاوجہ شرعی اس میں دیر لگائے تو وہ فاسق اور سخت گناہگار ہے۔
حج عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ	اور اللہ (عزوجل) کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کرنا ہے۔ جو بیت اللہ تک چل سکے

www.waseemziyai.com

اَللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (پ 3 آل عمران ایت 97) اور جو منکر ہو تو اللہ (عزوجل) سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔

دوسری آیت میں ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (پ 2 البقرہ آیت 196) اور حج و عمرہ اللہ (عزوجل) کے لیے پورا کرو۔

حج فرض ہونے کی شرطیں

حج فرض ہونیکی آٹھ شرطیں ہیں۔ جب تک یہ سب نہ پائی جائیں گی حج فرض نہیں ہو گا۔ (1) مسلمان ہونا کافروں پر حج فرض نہیں۔ (2) دارالاسلام میں ہونا اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں ہو اور اس کو علم ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج بھی فرض فرمایا ہے تو اس مسلمان پر بھی حج فرض نہیں (3) بالغ ہونا۔ نابالغ پر حج فرض نہیں (4) صاحب عقل ہونا مجنوں پاگل پر حج فرض نہیں (5) آزاد ہونا۔ غلام اور باندی پر حج فرض نہیں (6) تندرست ہونا کہ حج کو جاسکے۔ اندھے اپاہج' فالج والے اور پاؤں کے کٹے ہوئے اور اتنے بوڑھے پر کہ سواری پر نہ بیٹھ سکے حج فرض نہیں (7) سفر خرچ کا مالک ہونا اور سواری پر قادر ہونا۔ بھیک مانگ کر اور پیدل حج کرنا فرض نہیں (8) حج کا وقت ہونا یعنی حج کے مہینوں' شوال' ذیقعدہ' ذوالحجہ میں تمام شرائط پائے جائیں یہ آٹھ شرطیں تو وہ ہیں کہ جب تک یہ سب نہ پائی جائیں' حج فرض ہی نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ وجوبِ ادا کی تین شرطیں ہیں کہ وہ سب پائی جائیں تو خود حج کو جانا فرض ہے۔ اور اگر وہ سب نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا فرض نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے سے اپنا حج بدل کرا سکتا ہے۔ یا وصیت کر سکتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے میرا حج بدل کرا دیا جائے۔

وجوبِ ادا کی تین شرطیں یہ ہیں۔ (1) راستہ میں امن و امان ہونا۔ اگر جان و مال کی سلامتی کا غالب گمان ہو تو حج کو جانا فرض اور ضروری ہے اور اگر ہلاکت کا گمان غالب ہو تو حج کو جانا ضروری نہیں ہے۔ (2) عورت کو مکہ مکرمہ تک جانے میں تین دن یا اس سے زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ اس کے شوہر یا اس کے کسی محرم کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ

www.waseemziyai.com

عورت بڑھیا ہو یا جوان اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر یا محرم کے بھی حج کو جا سکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ جیسے باپ یا بیٹا حقیقی یا رضاعی بھائی' خسر' شوہر کا بیٹا' بشرطیکہ یہ لوگ عاقل بالغ ہوں اور فاسق نہ ہوں۔ (3) قید میں نہ ہو' اور عورت حج کو جانے کے زمانے میں عدت کے اندر نہ ہو۔

(57) کعبہ معظّمہ کا طواف

کعبہ معظّمہ کے طواف کی بہت بڑی فضیلت' اور اس کا اجر و ثواب بہت بڑا ہے اور یہی وہ عبادت ہے جو مکہ مکرمہ کے سوا دوسری کسی پر ادا نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نفلی طواف بکثرت کرنا چاہئے۔ خداوندِ قدوس نے قرآن مجید میں طواف کعبہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ
(پ 17 الحج آیت 29)

اور لوگوں کو لازم ہے کہ اس آزاد گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔

حاجی کو خصوصیت کے ساتھ تین طواف کرنے ہوں گے

طوافِ قدوم

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد حج کی نیت سے جو سب سے پہلا طواف کیا جاتا ہے اس کا نام طواف قدوم ہے اور یہ طواف سنت ہے۔

طوافِ وداع

مکہ مکرمہ سے وطن روانہ ہونے کے وقت یہ طواف ہر پردیسی کے لیے واجب ہے۔

عمرہ

یہ ہے کہ حدود حرم کے باہر مثلاً ''مسجد عائشہ'' یا ''جعرانہ'' وغیرہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور سات چکر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور سات پھیرے صفا و مروہ کی سعی کرے۔ پھر حجامت بنوا کر احرام اتار دے' یہ ایک عمرہ ہو گیا۔

www.waseemziyai.com

مکہ مکرمہ کے قیام کے درمیان جس قدر ہو سکے نفلی طواف اور عمرہ بکثرت کرتا رہے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ سے باہر یہ دونوں عبادتیں میسر نہیں ہوسکتیں۔ اور ان دونوں کا اجر وثواب بہت عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

اَلْعُمَرَةُ اِلَى الْعُمَرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

(بخاری ج 1 ص 238)

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو ان دونوں عمروں کے درمیان ہوئے۔ اور حج مقبول کا تو جنت کے سوا کوئی اجر ہی نہیں ہے۔

(59) روضہء منورہ کی حاضری

مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربارِ اعظم کی حاضری اور روضہ' مقدسہ کی زیارت قریب بواجب ہے۔ لہٰذا خالص زیارت اقدس کی نیت سے حاضری دے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

(پ 15 النساء آیت 64)

اور اگر جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں۔ (گناہ کرلیں) تو اے محبوب! وہ تمہارے حضور حاضر ہوں۔ پھر اللہ عزوجل سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں۔ تو ضرور اللہ عزوجل کو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان پائیں گے

اگر حج فرض ادا کرنے کے لیے گیا ہے۔ تو چاہے کہ پہلے حج کر کے مدینہ طیبہ حاضری دے اور حج نفل کے لیے گیا ہے تو اختیار ہے کہ حج سے پاک صاف ہوکر محبوب کے دربار میں حاضری دے۔ یا پہلے سرکارِ اعظم میں حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نوازنیت کے لیے اس کو وسیلہ بنائے۔ اور اگر مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہو تو حج فرض اور حج نفل دونوں صورتوں میں بغیر روضہ منورہ پر حاضری دیئے ہوئے حج کو چلے جانا سخت محرومی و بدنصیبی ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ پہلے سرکارِ اعظم میں حاضری دے کر حج

www.waseemziyai.com

کے لیے آگے بڑھے اور اس حاضری کو حج کی مقبولیت کے لیے وسیلہ بنائے۔

(60) سفر حج کے دوران تجارت

حج و زیارت کے سفر میں اگر کچھ خرید و فروخت کر لیں۔ اور تجارت کر کے کچھ نفع کما لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور حج و زیارت کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوئی بشرطیکہ حج و زیارت کے آداب و مستجاب میں کوئی خلل نہ پڑے۔ اس زمانے میں بعض لوگ اس تجارت کو بہت برا سمجھ کر حاجیوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے بارے میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ (پ2 البقرۃ آیت 198)

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ تجارت سے نفع اٹھاؤ) تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ (عزوجل) کو یاد کرو مشعر حرام کے پاس۔ اور اس کا ذکر کرو۔ جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی۔ اور یقیناً اس سے پہلے تم لوگ بہکے ہوئے تھے۔

اور قرآن مجید کی دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (پ17 الحج آیت 28)

اور لوگوں میں حج کا اعلان عام کر دو۔ وہ تمہارے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ وہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ تا کہ لوگ اپنا فائدہ اٹھائیں۔ اور اللہ عزوجل کا نام لیں معین دنوں میں اس پر کہ انہیں روزی دے بے زبان چوپائے۔

اس آیت پر منافع سے مراد دینی و دنیوی دونوں فائدے ہیں۔ جو اس عبارت کے ساتھ خاص ہیں۔ دوسری عبارت میں نہیں پائے جاتے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص 399)

www.waseemziyai.com

اس لیے حاجی اگر سفر حج کے دوران خرید و فروخت کر کے کچھ نفع اٹھا لے۔ تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہاں البتہ یہ دھیان رکھے کہ تجارت کو اس مبارک سفر کا مقصودِ اصلی نہ بنائے۔ بلکہ حج و زیارت ہی کی نیت سے یہ مقدس سفر کرے۔ اور تجارت میں مشغول رہ کر حج و زیارت کا کوئی رکن و واجب فوت نہ ہونے دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(9) جہاد کا بیان

کافروں سے جہاد کرنا' اور اس راہ میں مال و سامان سے مدد کرنا بہترین اور بہت ہی بلند مرتبہ عبادت ہے۔ لیکن جہاد کے کچھ شرائط ہیں جو اس وقت نہیں پائی جاتیں اس لیے اس وقت جہاد کا سلسلہ بند ہے۔ مگر اب بھی اگر کفار مسلمانوں کی بستیوں پر حملہ کر دیں تو مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ ان سے جنگ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (پ 28 الصف آیت 4)

یقیناً اللہ (عزوجل) ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ رانگا پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

(61) جہاں سے فرار حرام ہے

خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ:

(1) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

(پ 9 الانفال آیت 16)

اے ایمان والو! جب کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو۔ اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے۔ مگر لڑائی کا ہنر کرنے۔ یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ (عزوجل) کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

www.waseemziyai.com

(2) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(پ10 الانفال آیت 45)

اے ایمان والو ! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہوتو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ(عزوجل) کی یاد بہت کروتا کہ تم مراد کو پہنچو۔

دونوں آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب کفار کی فوجوں سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوتو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ثابت قدم رہ کر جنگ کریں۔ اور سوائے دوصورتوں کے پیٹھ پھیرنا مسلمانوں کے لیے حرام ہے ۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ پینترا بدلنے کے لیے منہ پھیریں دوسری صورت یہ ہے کہ اسلامی لشکر پیچھے رہ گیا ہے اور خود آگے بڑھ گئے ہیں تو پیٹھ پھیر کر ان سے جا ملنے کی اجازت ہے۔ باقی جنگ سے بھاگنے کے لیے پیٹھ پھیرنا تو قطعاً حرام ہی ہے۔ ہاں اگر کفار کا لشکر تعداد میں مجاہدین کے دوگنا سے بھی زیادہ ہو جائے تو اس وقت مسلمان مجاہدین کو پیچھے ہٹ جانے کی رخصت ہے مگر جب تک کفار مجاہدین سے دوگنا ہیں اس وقت تک مسلمانوں کو لڑتے رہنا فرض ہے اور بھاگنا حرام ہے۔

(62) دورانِ جنگ فوجی خدمت فرض ہے

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَالَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئًا وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پ10 التوبہ آیت 38-39)

اے ایمان والوں ! تمہیں کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو۔ تو تم بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کرلی ؟ اور جتنی دنیا کا سامان تو آخرت کے سامنے بہت ہی تھوڑا ہے اگر تم کوچ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سخت سزا دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو لائے گا۔ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ(عزوجل) سب کچھ کرسکتا ہے

www.waseemziyai.com

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جب امیر المومنین تم مسلمانوں کو جہاد میں چلنے کا حکم دیں تو مسلمانوں کو لازم وفرض ہے کہ جہاد کے لیے چل پڑو۔ اور جو مسلمان بشرطیکہ جہاد کا اہل ہو اگر جہاد کے لیے نہ جائے گا تو وہ جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

(63) جنگ دفع فتنہ کے لیے ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

(پ 2 البقرۃ آیت 193)

اور ان (کافروں) سے لڑو۔ یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ اور ایک اللہ (عزوجل) کی عبادت ہو۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

مطلب یہ ہے کہ اسلامی جہاد اور جنگ صرف اسی لیے ہے کہ خدا کی زمین سے فتنہ و فساد ختم ہو جائے۔ اگر کفار اپنے فتنہ و فساد سے باز آجائیں اور صرف ایک خدا کی ہر جگہ عبادت ہونے لگے تو جہاد کی ضرورت ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(64) جہاد کی تیاری

اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ

(پ 10 الانفال آیت 60)

اور ان (کفار) کے لیے تیار رکھو جو قوت بھی تمہیں بن پڑے۔ اور جتنے گھوڑے تم باندھ کر ان کے دلوں میں ڈھاک بٹھاؤ جو اللہ (عزوجل) کے اور تمہارے دشمن ہے۔

مطلب یہ کہ مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لیے غافل و کاہل نہیں بنے رہنا چاہئے۔ بلکہ نشانہ بازی اور تیر اندازی اور گھوڑوں کی سواری وغیرہ سامانِ جنگ کی تیاری کرتے رہنا چاہئے۔ تاکہ دشمنوں کے دلوں میں دھاک بیٹھی رہے اور وہ تم پر حملہ آور ہونے کی

www.waseemziyai.com

ہمت ہی نہ کرسکیں۔ پہلے کے مسلمانوں کا قرآن کی اس آیت پر عمل تھا کہ وہ اس کو اپنی تمام ضروریات زندگی پر مقدم رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ کفار کے حملوں سے محفوظ رہتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج کل کے مسلمان عیش وعشرت اور عیاشی وفحاشی اور طرح طرح کے لہو ولعب میں پانی کی طرح اپنی دولت اور صحت و طاقت کو برباد کر رہے ہیں اور اپنی حفاظت اور اپنے دماغ سے بالکل ہی غافل و کاہل بن بیٹھے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہلاکت و بربادی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور ان کو اچھے اچھے کاموں کی توفیق بخشے (آمین)

(65) نابینا وغیرہ پر جہاد فرض نہیں

اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں اپنا یہ فرمان نازل فرمایا کہ:

لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ (پ26 الفتح آیت 17)	اندھے میں (جہاد کے معاملہ میں) کوئی تنگی نہیں ہے۔ نہ لنگڑے پر کوئی مضائقہ ہے نہ بیمار پر کوئی مواخذہ ہے۔

یعنی معذوروں پر جہاد میں نہ جانے کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں اور ان لوگوں کے لیے جہاد میں حاضر نہ ہونا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی معذوریاں مانع ہیں۔ نہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ نہ ان حملوں سے بچنے اور بھاگنے پر قدرت رکھتے ہیں' اسی طرح ہر مسلمان جو معذور ہیں۔ مثلاً بہت ضعیف' بوڑھا' کھانسی اور دمہ کا مریض' ٹی بی کا مریض' اپاہج یا وہ شخص جو کسی وجہ سے چل پھر نہ سکتا ہو۔ یا اس کے لیے چلنا پھرنا دشوار ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ عذر جہاد سے روکنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی اعذار ہیں۔ جیسے انتہائی غریبی و مفلسی جس سے سفر کے ضروری حوائج پر قدرت نہ رکھنا یا ایسے ضروری اشغال جو سفر سے مانع ہوں۔ جیسے کسی ایسے مریض کی خدمت جس کی خدمت اس پر لازم ہو۔ اور اس کے سوا دوسرا کوئی اس کو انجام دینے والا نہیں۔ تو ان سب معذوروں پر جہاد فرض نہیں اگر یہ لوگ جہاد میں نہ جائیں تو ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

www.waseemziyai.com

(10) احکام مساجد

(66) صرف مسلمان ہی مسجد تعمیر کریں

مسجدوں کو تعمیر کرنا صرف مسلمانوں کا کام ہے۔ کافر کی بنائی ہوئی مسجد ہرگز ہرگز مسجد نہیں ہے۔ بعض سیاست زدہ مسلمان ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے مسجد کی تعمیر میں کفار کا چندہ لیکر مسجد میں لگا دیا کرتے ہیں۔ یہ بالکل حرام و ناجائز ہے۔ قرآن مسجد میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف فرمان ہے کہ:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ

(پ 10 التوبہ آیت 17-18)

مشرکوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ(عزوجل) کی مسجدوں کو آباد کریں۔ خود اپنے کفر کی گواہی دیتے ہوئے۔ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ(عزوجل) کی مسجدیں تو صرف وہ لوگ آباد کریں گے جو اللہ(عزوجل) اور قیامت پر ایمان لاتے۔ اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ(عزوجل) کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں۔

اسی طرح مشرکین کے علاوہ تمام غیر مسلموں' یہودیوں' نصرانیوں اور تمام مرتدین قادیانیوں تبرائی شیعوں' اور توہین نبوت کرنے والے وہابیوں وغیرہ کی بنوائی ہوئی مسجدیں بھی درحقیقت مساجد نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں کی رقمیں بھی مساجد کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں ہے۔ یہ دینی و ایمانی مسائل ہیں۔ لہٰذا مسلمانانِ اہل سنت کو خاص طور سے اس کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس دور میں مدینہ منورہ کے منافقوں نے

www.waseemziyai.com

مدینہ منورہ میں ایک مسجد بنائی تھی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کی آیت اتری کہ اے محبوب! آپ اس مسجد میں ہرگز نہ کھڑے ہوں۔ اور قرآن نے اس مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بھیج کر اس مسجد کو منہدم کرا کر جلا ڈالا۔ کیونکہ کافروں اور منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد درحقیقت مسجد ہی نہیں ہے۔ اس لیے اس کا کوئی احترام نہیں کیا گیا۔

اس دور میں ہم کو یہ طاقت وقدرت تو نہیں ہے کہ بدمذہبوں کی بنائی ہوئی مسجدوں کو ڈھا سکیں یا جلا سکیں۔ مگر یہ تو ہم کر ہی سکتے ہیں کہ مرتدین کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں لہٰذا یہ ضرور اپنے لیے لازم سمجھیں اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرتے رہیں۔

(67) مسجدوں کو صاف وستھری رکھیں

مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کی صفائی' ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْد

(پ 1 البقرہ آیت 125)

اور ہم نے ابراہیم واسماعیل کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر (کعبہ) کو خوب ستھرا کرو۔ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجودوں کے لیے

مسجد میں کوئی نجاست یا کوڑا کچرا ڈالنا یا کوئی بدبو کرنے والی چیز لیکر مسجد میں جانا حرام ہے مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور خراب چیزوں سے بچانا ضروری ہے۔ مسجدوں میں سے کبوتروں' چڑیوں اور ابابیلوں کے گھونسلوں کو نکال کر پھینک دینا لازم ہے تاکہ مسجدیں ان کی بیٹوں سے گندی نہ ہونے پائیں۔ اور مسجد کے احترام کی وجہ سے مسجدوں میں جھاڑو دے کر اس کے کوڑے کو کسی گندی جگہ میں نہ پھینکیں بلکہ کہیں صاف جگہ پر ڈالیں۔ یا دفن کردیں۔

مسجدوں میں جھاڑو لگانا۔ اور صفائی ستھرائی کرنے کی فضیلت اور اس کا ثواب بہت

www.waseemziyai.com

بڑا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ :

ایک حبشی مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اس کو یاد فرمایا۔ اور لوگوں سے پوچھا کہ وہ آدمی کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی تو لوگوں نے کہا کہ اس کا رات میں انتقال ہوا۔ اور لوگوں نے اس کو اہمیت نہیں دی۔ اور رات ہی میں اس کو دفن کر دیا۔ اس لیے آپ کو مطلع نہیں کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس کی قبر تک میری رہنمائی کرو۔ پھر آپ اس کی قبر پر تشریف لائے۔ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (بخاری ج 1 ص 178)

سبحان اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں کتنی عزت و وقعت تھی کہ آپ نے اس کے دفن کی اطلاع نہ دینے والوں پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی قبر پر تشریف لے جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ظاہر ہے کہ یہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کی کتنی بڑی سعادت اور کتنی عظیم فضیلت ہے۔

بعض مسلمان مسجد میں جھاڑو دینے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور بعض مسلمان مسجد میں جھاڑو دینے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی اور محرومی ہے کہ ثواب کے کام کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ثواب کا کام کرنے والوں کو حقیر مانتے ہیں۔ کاش وہ لوگ اوپر کی حدیث و آیت سے ہدایت کا نور حاصل کرتے خداوند کریم سب کو ہدایت کا نور عطا فرمائے۔ (آمین)

(68) مقاماتِ مقدسہ کا ادب

جن مقامات کو اللہ تعالیٰ یا اس کے محبوب بندوں سے کوئی نسبت و تعلق ہو وہ جگہیں بلاشبہ برکت و عظمت والی ہیں۔ مثلاً مسجدیں بزرگوں کے مزارات ان کی عبادت گاہیں ان کی پیدائش کی جگہیں، ان کے تبرکات، ان کے مکانات یہ سب مقامات قابل ادب و احترام ہیں۔ اور ان کے اعزاز و اکرام اور عزت و احترام کا ثبوت قرآن مجید سے ہے۔ چنانچہ اللہ

www.waseemziyai.com

تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقامِ طویٰ پر پہنچنے کے وقت یہ حکم فرمایا:

(1) فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پ 16 طٰہٰ آیت 12) (اے موسیٰ) آپ اپنے جوتے اتار دیجئے کیونکہ آپ ایک پاک جنگل طویٰ میں ہیں۔

''طویٰ'' وہ مقدس جگہ ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی اور ان پر پہلی وحی اتری۔ آپ اپنی بیوی صاحبہ کے ہمراہ اپنی والدہ سے ملاقات کرنے کے لیے ''شہر مدین'' سے مصر تشریف لے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے وہ ''کوہ طور'' کے مغربی جانب پہنچے اس وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زِہ شروع ہوا۔ یہ رات اندھیری تھی۔ برف پڑ رہی تھی۔ سردی شدید تھی۔ آپ کو دور سے ایک آگ نظر آئی۔ آپ آگ لینے گئے۔ تو وہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پکار کر نبوت کا اعزاز عطاء فرما دیا۔ (خزائن العرفان ص 373)

بہر حال جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وادئ طویٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس جگہ کے ادب و احترام کے لیے جوتے اتارنے کا حکم فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقاماتِ مقدسہ کے ادب و احترام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔

(2) اسی طرح جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ''مقامِ تیہ'' سے بیت المقدس جانے کا حکم دیا تو بحکم خداوندی آپ نے بنی اسرائیل کو یہ ہدایت دی کہ:

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (پ 1 البقرہ آیت 57) اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو کہ ہمارے گناہ معاف ہوں۔ تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ اور قریب ہے کہ ہم نیکوکاروں کو اور زیادہ دیں۔

بیت المقدس کے پھاٹک پر سجدہ کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں داخل ہونے کا حکم بیت المقدس کی تعظیم اور اس کے ادب و احترام کے لیے تھا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقاماتِ متبرکہ جو رحمتِ الٰہی کے نزول کی خاص جگہیں ہیں۔ وہاں توبہ کرنا اور عبادتیں کرنا بہت جلد مقبولیت کا سبب ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ ہدایت دی کہ بیت المقدس کے دروازہ پر سجدہ کرتے ہوئے وہ اپنے

www.waseemziyai.com

گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں تا کہ ان کی دعائیں مقبول ہو جائیں۔

(3) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتون، کوہ طور و مکہ مکرمہ کو ان میں اپنی قدرت اور رحمت کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کی عزت و عظمت کا اعلان کرنے کے لیے ان چاروں قسم کی یاد فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (پ30 التین آیت 2-3) انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی قسم۔

الحاصل اس قسم کی بہت سی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مقامات مقدسہ کا ادب و احترام کرنا عظمتِ اسلام کا نشان و مومن کی پہچان اور اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور مقاماتِ مقدسہ کی بے ادبی اور توہین، گمراہی اور شیطان کی سرکشی وطغیان اور برکتوں سے محرومی، اور دونوں جہاں میں حرمان وخسران کا سامان ہے۔ اسی ادب و بے ادبی کو دیکھ کر مسلمانوں کو مان لینا چاہئے کہ کون خوش نصیب اور صاحب ایمان ہے اور کون بدنصیب پیرو شیطان ہے کیونکہ صاحبانِ ایمان اور اخوان الشیطان کا بہت ہی کھلا ہوا نشان ہے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا کہ:

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

یعنی ہم تو خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ ہر بے ادب خدا کے فضل سے محروم ہی رہتا ہے سبحان اللہ! کتنی سچی ہے بزرگوں کی بات کہ:

با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب

(11) نکاح کا بیان

(69) نکاح سنت انبیاء ہے

اگر نکاح کے حقوق ادا کرنے کی قدرت ہو تو نکاح کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور اس میں اجر وثواب ہے۔ جو لوگ حقوقِ نکاح ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے

www.waseemziyai.com

نکاح نہیں کرتے اور لنگوٹ بند لمنگوں اور سادھوؤں کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی سنت کے تارک اور اس کے اجر وثواب سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّذُرِّيَّةً
(پ23 الرعد آیت 38)

اور بیشک (اے محبوب) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے بنائے

یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ بیبیوں اور بچوں والا ہونا اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی مقدس سنت ہے۔

(70) ازدواجی زندگی کی اصل روح

نکاح کرنے اور بیوی رکھنے کی اصل روح یہ ہے کہ زندگی کا سکون میسر ہو۔ اور میاں بیوی کی باہمی مشفقانہ محبت و پیار سے انسانوں کی دنیاوی زندگی سکون قلب و اطمینانِ روح کی جنت بن جائے۔ نکاح کا اصل مقصد شہوت پوری کرنا نہیں ہے اور نہ عورتوں سے لونڈیوں کی طرح خدمت لینا مقصود ہے۔ کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرے۔ نہ ازدواجی زندگی کا یہ مقصد ہے کہ شوہر محنت و مشقت کر کے کمائے۔ اور بیوی شوہر کی کمائی اور دولت کو بے دردی کے ساتھ فضول خرچیوں میں برباد کرتی رہے۔ اور جب شوہر تھکا ماندہ ہو کر باہر سے گھر میں آئے تو بیوی اپنے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کا دل زخمی کرتی رہے۔ اور خود دن رات پلنگ پر بیٹھی گال بجاتی اور پان چباتی رہے۔ اور شوہر کی کوئی خدمت اور دل داری ہی نہ کرے۔ نہ گھریلو کاموں میں کوئی حصہ لے۔ بلکہ نکاح کا مقصدِ اعلیٰ اور ازدواجی زندگی کی روح کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا کہ:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً

اور (خدا کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا فرما دے کہ تم ان سے سکون پاؤ اور تمہارے

www.waseemziyai.com

وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (پ 21 الروم آیت 21)

درمیان آپس میں محبت و رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔ دھیان کرنے والوں کے لیے۔

بہرحال اسلام میں ازدواجی زندگی کا جو اعلیٰ تصور ہے وہ بلاشبہ اقوامِ عالم کیلئے سرچشمہ ہدایت اور خیر و برکت کے ساتھ سکون وراحت کی جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسلام کے قوانین رحمت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(71) چار عورتوں سے نکاح کب؟

جو شخص چار عورتوں کے حقوقِ نکاح یعنی کھانا' کپڑا رہنے کیلئے مکان' جماع کی قدرت و طاقت رکھتا ہو اور سب عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں عدل اور برابریٔ قائم پر بھی قادر ہو تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ چاروں عورتوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھ سکتا ہے اور کوئی شخص ان شرائط پر پورا نہ اترتا ہو تو اس کیلئے چار عورتوں کو ایک ساتھ رکھنا حرام و ناجائز اور گناہ ہے۔ اگر کوئی ایک ہی عورت کے حقوق ادا کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہو تو وہ صرف ایک ہی عورت کو نکاح میں رکھ سکتا ہے' جو ملحدین اور مغرب زدہ مرد اور عورتیں اسلام میں چار عورتوں کے رکھنے پر طعن و تشنیع اور اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ انہیں قرآن کریم کی اس آیت کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ان کی نگاہوں سے جہالت کے پردے اٹھ جائیں اور اسلام کے قوانین رحمت کا سورج انہیں نظر آنے لگے۔ قرآن مجید میں صاف صاف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا کنیزیں رکھو جن کے تم

www.waseemziyai.com

اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا
(پ۔4۔النساء آیت 3)

مالک ہو۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

غور کیجئے کہ ایک عورت سے زیادہ رکھنے کیلئے خداوند عالم نے کتنی شرطیں رکھیں ہیں کہ عورتوں کے تمام حقوق ادا ہوں اور سب بیبیوں کو برابری کے ساتھ ان کے حقوق دیتا رہے۔ اور اگر یہ سب شرطیں پوری نہ کرسکتا ہو تو اس کیلئے صرف ایک ہی عورت سے نکاح کی اجازت ہے اگر کوئی شخص ایک بیوی کے حقوق بھی ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کیلئے نکاح کرنا ہی حرام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۔18۔النور آیت 33)

اور چاہیئے کہ بچے رہیں۔ وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مقدور والا کردے۔

کتنا واضح اور صاف صاف ارشاد ہے کہ جس شخص کو حقوقِ نکاح ادا کرنے کا مقدور ہی نہ ہو وہ اس وقت تک نکاح نہ کرے جب تک مقدور والا نہ ہو جائے۔ بہر حال اعتراض کرنے والے بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اسلام میں ہر شخص کو چار نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ حاشا حاشا یہ بالکل ہی غلط ہے۔ آپ قرآن کا فرمان سن چکے کہ ایک ساتھ چار بیویاں رکھنے کیلئے خداوند عالم نے بہت سے شرطیں رکھی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک بیوی رکھنے کیلئے بھی کچھ شرائط ہیں کہ اگر وہ نہ پوری ہوسکیں تو ایک عورت سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ وہ صبر کرے یا کنیز پر اکتفا کرے۔

تعدادِ ازواج کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے خاص خاص صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ ایک شخص کو چند بیویاں رکھنے کی جو رخصت و اجازت دی ہے یہ بہت ہی حکیمانہ فیصلہ ہے جو عورتوں کے حق میں رحمتوں کی جنت ہے کیونکہ بعض اوقات جنگوں یا دوسرے اسباب کی بنا پر مردوں کی تعداد کم، اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو اگر مردوں کو ایک عورت سے زیادہ رکھنے کی

www.waseemziyai.com

اجازت نہ ہوتی تو بہت سی عورتیں بلا شوہر کے رہ جاتیں جس سے بے شمار معاشی اور سماجی مسائل کا سامنا ہو جاتا۔ جن کو دنیا کے بڑے بڑے عقلا اور دانشور حل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے اسلام نے یہ قانونِ رحمت عطا فرمائے کہ بعض صورتوں اور بعض حالات میں چند شرائط کے ساتھ ایک مرد چند عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے تا کہ کوئی عورت بلا شوہر کے نہ رہ جائے مگر افسوس کہ کچھ لوگوں نے اس رحمتوں کی جنت کو اپنی کم عقلی یا غلط فہمی سے رحمتوں کا جہنم سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور ہدایت کی سیدھی شاہراہ پر چلائے۔ (آمین)

(72) کسی عورت پر جبر جائز نہیں

کسی عورت سے زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں۔ زمانہء جاہلیت میں لوگ کسی عورت کو مالدار دیکھ کر زبردستی اس کو بیوی بنا لیتے تھے تاکہ اس عورت کا مال ان کے ہاتھ لگ جائے۔ اسلام نے اس ظالمانہ دستور کو حرام قرار دے کر عورتوں پر احسان فرمایا کہ عورت کی رضامندی کے بغیر ہرگز ہرگز جبراً کوئی مرد کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا چنانچہ قرآن میں خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ كَرْهاً

اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۔

(پ۔4۔النساء آیت 19)

(73) عورت کو بعض ناپسندیدہ خصلتوں سے درگزر کرو

تقریباً ہر عورت میں کچھ اچھی خصلتیں اور کچھ بری عادتیں ہوا کرتی ہیں۔ کبھی کوئی عورت شوہر کو پسند ہوتی ہے اور کبھی عورت کی کوئی ادا شوہر کو پسند نہیں ہوتی ہے۔ تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اگر عورت کی کوئی خصلت اور کوئی ادا تمہیں ناپسند ہو تو اس سے درگزر کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس عورت میں تمہارے لئے بہت زیادہ خیر اور بھلائی رکھی ہو جس کو تم نہیں جان رہے ہو چنانچہ ارشاد

www.waseemziyai.com

خداوندی ہے کہ:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (پ-4-النساء19)	اور عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں۔ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ(عزوجل) اس میں بہت زیادہ بھلائی رکھے ہوئے ہو۔

چنانچہ اس فقیر کا تجربہ شاہد ہے کہ ایک صاحب کی بیوی بڑی خدمت گزار اور نیک مزاج تھی مگر وہ ذرا سانولی تھی۔ اس لئے شوہر کو وہ بیوی پسند نہیں تھی مگر خدا کی رضا کہ اس عورت کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو دو فرزند عطا فرمائے اور اس عورت کی خوش نصیبی سے شوہر کی صحت و دولت میں بھی بہت خیر و برکت رہی۔ پھر اس بیوی کا انتقال ہوگیا۔ تو شوہر صاحب نے دوسری عورت سے نکاح کیا۔ یہ عورت چونکہ بہت گوری اور نہایت حسین تھی اس لئے شوہر صاحب اس پر لٹو ہوگئے اور دن رات احباب سے اس کی خوبیوں کی کہانیاں سناتے رہے۔ مگر خدا کی شان کہ یہ بانجھ نکلی عمر بھر اس کے شکم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور یہ عورت اس قدر فضول خرچ اور بدنصیب ثابت ہوئی کہ شوہر کی سرکاری نوکری بھی چھوٹ گئی اور مالی کوفت اور دن رات کی گھٹن سے شوہر کی صحت بھی برباد ہوگئی۔ اس وقت انہیں بار بار قرآن کریم کا ارشاد یاد آتا تھا کہ:

اگر تمہاری بیوی تمہیں پسند نہ آئے تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند نہ ہو۔
مگر اس میں اللہ بہت زیادہ بھلائی رکھے ہوئے ہو۔

اس لئے ہر شوہر کو لازم ہے اگر بیوی کی کوئی ادا اس کو پسند نہ ہو تو ہرگز ہرگز اس کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرے۔ بلکہ صبر کرے اور سمجھ لے کر شاید اللہ تعالیٰ نے اس بیوی میں میرے لئے کوئی خیر کثیر اور بہت بڑی بھلائی رکھی ہو۔ جو دوسری عورت میں مجھے نہ ملے گی۔ اگر قرآن مجید کے اس سنہرے مشورہ پر عمل کرے گا تو نہ طلاق جیسے ناپسندیدہ کام کی نوبت آئے گی نہ کوئی ذہنی کوفت' اور قلبی گھٹن رہے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بہت جلد خیر کثیر کا جلوہ بھی دیکھ لے گا۔

www.waseemziyai.com

(74) اگر عورت نافرمان ہو تو شوہر کیا کرے

اگر خدانخواستہ کسی کی بیوی نافرمان اور شریر ہو تو شوہر کو چاہیے کہ پہلے اس کو نصیحت کرے۔ پھر بھی اگر اس کی نافرمانی ختم نہ ہو تو شوہر کو چاہیے کہ اس کے ساتھ سونا چھوڑ دے۔ اگر یہ ترکیب بھی کارگر نہ ہو تو شوہر کو اجازت ہے کہ ہلکی مار سے عورت کو سزا دے سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلاً

(پ 5۔ النساء آیت 34)

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو اور ان سے الگ سوؤ، اور انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔

مطلب یہ ہے کہ عورت کی نافرمانی دیکھ کر فوراً ہی اس کو طلاق دے کر الگ نہ کر دے بلکہ شوہر پر لازم ہے کہ مذکورہ بالا طریقوں سے عورت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔ جب کسی طرح عورت راہِ راست پر نہ آئے۔ تو ایک پنچ شوہر کی طرف سے اور ایک پنچ عورت کی طرف سے مقرر کیا جائے۔ اور یہ دونوں میاں بیوی میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر ان دونوں پنچوں میں صلح کرانے کا جذبہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں میل جول کرا دے گا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا

(پ۔5۔النساء آیت 35)

اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے دونوں پنچ اگر صلح کرانا چاہیں گے۔ تو اللہ (عزوجل) ان میں میل جول کرا دے گا۔ بے شک اللہ (عزوجل) جاننے والا خبردار ہے۔

www.waseemziyai.com

جب کسی طرح سے میاں بیوی میں صلح و صفائی نہ ہو سکے تو۔ اور نباہ کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہ جائے تو اس وقت شوہر کو اجازت ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے کر اس کا راستہ خالی کر دے' مگر خوب سمجھ لو کہ اگر چہ بعض صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کو حلال و مباح قرار دیا ہے۔ اور بعض صورتوں میں طلاق کو مستحب قرار دیا ہے مثلاً جب کہ عورت شوہر کو یا اس کے عزیز و اقارب کو ایذا دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے۔ مثلاً شوہر نامرد ہیجڑا ہے کہ جماع کرنے پر قادر ہی نہیں ہے اور اس کے علاج کی بھی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا عورت کو سخت تکلیف دینا ہے۔ مگر پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (مشکوٰۃ ج 2۔ص 283 بحوالہ ابوداؤد)

(75) لواطت حرام ہے

اپنی بیوی یا کسی دوسرے' مرد یا عورت کے ساتھ لواطت یعنی اس کے پیچھے کے مقام میں جماع کرنا حرام' گناہ اور جہنم میں جانے کا کام ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے یہ گندا دھندا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے شروع کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو نصیحت کر کے اس بدفعلی سے بہت روکا مگر جب ان کی قوم اس گناہ سے باز نہ آئی تو ان لوگوں پر خدا کا عذاب اتر پڑا۔ پہلے ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ پھر فرشتوں نے ان کی بستیوں کو زمین سے اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

(1) وَلُوْطاً اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا	اور لوط (علیہ السلام) کو بھیجا۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ کیا تم بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے ساری دنیا میں کسی نے نہ کی۔ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو۔ عورتیں چھوڑ کر۔ بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے ہو۔ اور ان کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا۔ مگر

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ فَاَنْجَيْنَهُ وَ اَهْلَهُ اِلَّا امْرَاَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَراً فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ

(پ 8۔الاعراف آیت۔80۔81۔82۔83۔84)

یہی کہنا کہ ان کو بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں۔تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دی۔مگر ان کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں سے ہوئی اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) ایک مینھ برسایا۔تو دیکھ لو کہ کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

مذکورہ بالا آیات سے اس فعل بد کی شناعت و قباحت اور اس کی حرمت و ممانعت ثابت ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے صحبت کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

(پ۔2۔البقرہ آیت 223)

تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو۔

جس طرح کھیتوں سے اناج کی پیداوار ہوتی ہے۔ اسی طرح عورت کے اگلے مقام سے اولاد کی پیداوار ہوتی ہے۔لہٰذا تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔یعنی عورت کے اگلے مقام میں جس طرح چاہو صحبت کرو۔عورت کا اگلا مقام ہی حرث (کھیتی) ہے پچھلا مقام تو ''حرث'' نہیں بلکہ وہ تو ''فرث'' (گندگی کی جگہ) ہے لہٰذا اس میں صحبت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔اس لئے وہ حرام و گناہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حیض کی حالت میں عورتوں سے صحبت کرنے کے بارے میں فرمایا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (پ۔2۔البقرہ آیت 223)

اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں۔حیض کا حکم تو آپ فرما دیجئے کہ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک وہ پاک نہ ہولیں۔

عورتوں سے حالت حیض میں صحبت کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر حرام فرما دیا کہ

حیض ناپاکی اور گندگی ہے۔تو پچھلا مقام بھی ناپاکی اور گندگی کی جگہ ہے۔لہٰذا لواطت بھی حرام ہی رہے گی' خلاصہء کلام یہ ہے کہ لواطت کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔اور بکثرت حدیثیں بھی اس کی حرمت اور ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔دو حدیثیں یہاں درج کی جاتی ہیں جن سے اس فعل بد پر شدید وعید واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں' حدیثیں یہ ہیں کہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔

(مشکوٰۃ ج2۔276 بحوالہ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔

(مشکوٰۃ ج2' 276 بحوالہ ابوداؤد)

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

(پ۔18۔المومنون۔آیت 5۔6۔7)

وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

اس آیت نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ بیوی اور شرعی باندی ان دو کے سوا کہیں بھی اور کسی طریقے سے بھی اپنی شہوت کو پوری کرنا حرام ہے۔اس میں زنا' لواطت' جانوروں سے مجامعت سب داخل ہیں اور بعض علماء کا قول ہے کہ اس میں جلق بھی داخل ہے اور وہ بھی ناجائز ہے۔

www.waseemziyai.com

زنا جرمِ عظیم ہے

زنا اتنا فعل اور ایسا گھناؤنا جرم ہے کہ دنیا کے کسی دین و مذہب میں اس کو جائز نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ ہر دین اور انسانوں کی ہر مہذب سوسائٹی میں یہ فعل بدسماجی' اخلاقی' قانونی اور مذہبی طور پر نہایت ہی بدترین عیب اور جرم ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور دین واسلام نے تو اس کو جرمِ عظیم قرار دے کر اس پر نہایت ہی خوفناک وعبرت خیز سزا مقرر کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (پ۔15۔بنی اسرائیل آیت 32)

اور زنا کے پاس نہ جاؤ یقیناً وہ بے حیائی اور بہت بری راہ ہے۔

اور دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا (پ۔19۔الفرقان آیت 68)

اور جو یہ کام (زنا) کرے گا وہ سزا پائے گا۔

زنا کار اگر محصن ہو یعنی نکاح صحیح کر کے ساتھ ایک مرتبہ بھی اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو تو اس کو مجمع عام میں سنگسار کر کے مار ڈالا جائے گا۔ جس کا ثبوت رجم کی آیت سے ہے جو منسوخ التلاوۃ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے۔

اور زنا کار اگر غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ کنوارا ہو تو اس کو ایک سو کوڑوں کی مجمع عام میں سزا دی جائے گی۔ چنانچہ قرآن کا فرمان ہے کہ:۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۔18۔النور آیت 2)

جو عورت زنا کار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے۔ اللہ (عزوجل) کے دین میں۔ اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ (عزوجل) اور قیامت پر۔ اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

www.waseemziyai.com

زنا کار کو کوڑے یا پتھراؤ کرنے کی سزا مسلمانوں کے مجمع عام میں اس لئے دی جائے گی تا کہ لوگوں کو خوف اور عبرت حاصل ہو۔ اور لوگ اس جرم سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(77) اپنی اولاد کو قتل مت کرو

زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے تھے۔ اور اس کے کئی سبب تھے۔ کچھ لوگ تو عار کے خیال سے ایسا کرتے تھے کہ ہم کو کسی کا سالا یا سسر بننا پڑے گا۔ اور کچھ اس لئے اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے کہ ان کو کھلانا پڑے گا تو ہم ان کی روزی کا انتظام کیسے اور کہاں سے کریں گے۔ جیسے کہ اس زمانہ میں بعض حکومتوں نے خاندانی منصوبہ بندی اور ضبطِ ولادت کے نام سے اسی بنیاد پر کہ رزق کی کمی ہے نس بندی اور اسقاطِ حمل کی سکیمیں چلائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار جاہلیت کے اس نظریہ کا رد فرماتے ہوئے ' ارشاد فرمایا ہے کہ :۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْراً

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو رزق میں کمی کے ڈر سے ' ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔

(پ۔15 بنی اسرائیل آیت 31)

ایک دوسری آیت میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ :۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآءُ هُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ (پ۔8 الانعام آیت 137)

اور یوں ہی بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کے قتل کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے کہ انہیں ہلاک کر دیں اور ان کا دین پر مشتبہ کر دیں۔

مذکورہ بالا آیت میں شرکاء سے مراد شیاطین ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ روزی کی تنگی کے ڈر سے اولاد کا قتل کرنا۔ یہ شیطان کا پیش کیا ہوا فارمولا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس نظریہ کی جڑ ہی کاٹ دی۔ کہ روزی نہ حکومت دیتی ہے۔ نہ ماں باپ دیتے ہیں۔ بلکہ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی تمام

www.waseemziyai.com

مخلوقات کو روزی دیتا ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ تمہارے بچوں کو اور تم کو بھی روزی دے گا۔ اس لئے روزی کی کمی کے ڈر سے تم اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔

(78) اسقاط حمل بھی قتل ہے!

دواؤں یا آپریشن کے ذریعے حمل کو گرانا بھی منع ہے۔ خواہ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو۔ ہاں اگر عورت یا عورت کی گود میں شیر خوار بچہ کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اس عذر سے حمل کو گرانا جائز ہے۔ بشرطیکہ حمل میں بچے کے اعضاء نہ بن چکے ہوں۔ اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار) اور اگر حمل ایک سو بیس دن کا ہو چکا ہو اور حمل میں بچے کے اعضاء بن چکے ہوں۔ تو اس حمل کو گرانا ایک جان کو ناحق قتل کرنا ہے۔ جو بہت ہی خوفناک گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور کوئی جان جس کو حرمت اللہ (عزوجل) نے رکھی ہے ناحق نہ قتل کرو۔

(پ۔15 بنی اسرائیل آیت 33)

(12) معاشی مسائل کا بیان

(79) مرد اور عورت دونوں کما سکتے ہیں

جس طرح مرد کما کر اپنی کمائی اپنی ضروریات' اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی جائز طریقوں سے کما کر اپنی کمائی اپنی ضرورتوں' اور نیک کاموں میں خرچ کرسکتی ہیں۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ :۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

مردوں کیلئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کیلئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور اللہ (عزوجل) سے اس کا فضل مانگو۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ 5۔ النساء۔ آیت 32)

www.waseemziyai.com

(80) حلال کمائی ہی کھاؤ

کمائی میں یہ دھیان رکھنا ضروری ہے کہ حلال طریقوں سے کمائے۔ خبردار کبھی ہرگز ہرگز حرام طریقوں سے کمائی نہ کرے اور حرام طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کو ہرگز ہرگز کبھی بھی اپنے استعمال میں نہ لائے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔ (پ۔2۔البقرہ آیت 172)

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا ان میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ

دوسری آیت میں فرمانِ خداوندی ہے کہ :۔

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (پ۔7۔المائدہ آیت۔88)

اور کھاؤ جو کچھ اللہ (عزوجل) نے تمہیں روزی دی حلال۔ پاکیزہ۔ اور ڈرو اللہ (عزوجل) سے جس پر تمہارا ایمان ہے۔

(81) ناحق طریقوں پر مال کھانا جائز نہیں

ناحق اور باطل طریقوں سے کمایا ہوا مال کھانا اور استعمال کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف (پ5۔النساء آیت 29)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالِ ناحق نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔ (یعنی) بذریعہ تجارت کمایا ہوا مال کھاؤ۔

(82) رشوت حرام ہے!

ناجائز کام کرنے اور کرانے کیلئے جو مال دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے اللہ تعالیٰ نے رشوت کو حرام فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ :

www.waseemziyai.com

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ۔ کہ لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھالو۔ جان بوجھ کر۔

(پ۔2۔البقرہ آیت 188)

(83) سود حرام ہے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سود حرام اور گناہِ کبیر ہے۔ لہٰذا اس سے بچو۔ قرآن میں ہے کہ:۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

(پ۔3 البقرہ آیت 275)

اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

اس آیت نے سود کو حرام ٹھہرا کر مسلمانوں کو سود سے بچنے کا حکم دیا۔

(84) سود خوروں سے اللہ (عزوجل) کی جنگ ہے

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام و گناہِ کبیرہ قرار دیتے ہوئے یہ بھی اعلان فرمایا کہ:۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط (پ3۔البقرۃ۔276)

اللہ (عزوجل) سود کو ہلاک فرماتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔

اس کے بعد وعید شدید فرماتے ہوئے یہ خوفناک اعلان بھی فرما دیا کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَابَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۔3۔البقرہ 278۔279)

اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود۔ اگر تم لوگ مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو۔ اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کا۔

www.waseemziyai.com

(85) تجارت اللہ (عزوجل) کا فضل ہے!

تجارت رزقِ حلال حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تجارت کرنے والا اگر سچائی اور امانت کے ساتھ تجارت کرے۔ تو وہ (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تجارت اللہ (عزوجل) کا فضل ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:۔

(1) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۔
(پ۔ 28 الجمعہ آیت 10)

جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ (عزوجل) کا فضل تلاش کرو۔ (یعنی تجارت کر کے روزی کماؤ)

(2) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ
(پ۔ 2۔ البقرہ آیت 198)

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرو۔

(3) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (پ۔ 15۔ بنی اسرائیل آیت 66)

تمہارا رب وہی ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔

(4) وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ تَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
(پ۔ 20۔ القصص آیت 73)

اور اللہ (عزوجل) نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے۔ کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو۔ اور اس لئے کہ تم شکر ادا کرو۔

اسی طرح اور بھی دوسری آیتیں ہیں جن میں تجارت کو ''اللہ (عزوجل) کا فضل''

www.waseemziyai.com

(86) تجارت کیلئے بری و بحری سفر !

یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی اپنے وطن اور اپنے مکان ہی پر رہ کر تجارت کرے بلکہ خاص تجارت کی نیت سے دور و نزدیک، اور خشکی و سمندر کا سفر کرنا بھی جائز ہے، ارشادِ خداوندی ہے کہ:

(1) وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پ۔29۔المزمل آیت 20)

اور کچھ لوگ زمین میں سفر کریں گے۔ اللہ(عزوجل) کا فضل (تجارت) طلب کرنے کو۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

(2) وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (پ۔22۔فاطر آیت 12)

اور تم (دریا میں) کشتیوں کو دیکھو گے کہ وہ پانی چیرتی ہیں۔ تاکہ تم اللہ(عزوجل) کا فضل (تجارت تلاش کرو) اور کسی طرح حق مانو

پہلی آیت میں خشکی کے سفر اور دوسری آیت میں دریائی سفر کا بیان ہے۔

(87) تجارت میں صحیح ناپ تول ضروری ہے

تجارت اسی وقت قابل تعریف اور عمل ثواب ہوسکتی ہے۔ اور تجارت اسی صورت میں اللہ کا فضل کہلانے کی مستحق ہوگی۔ جبکہ تجارت میں صداقت کے ساتھ امانت دیانت بھی ہو۔ اسی لئے ناپ تول کا صحیح رکھنا۔ اور انصاف کی بات کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرض فرما دیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی طاقت بھر۔ اور جب بات کہو تو انصاف کی بات کہو۔ اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ یہ تمہیں تاکید

www.waseemziyai.com

(پ۔8۔الانعام۔آیت 152) فرمائی تاکہ تم نصیحت مانو۔

(88) مال جمع کرنا جائز ہے!

اگر مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو کروڑوں بلکہ اربوں کی دولت جمع کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مال کو ''خیر'' (بہترین چیز) فرماتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ
(پ۔10۔التوبہ آیت 34)

اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (زکوٰۃ نہیں دیتے) تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

غور کیجئے کہ سونا چاندی جمع کرنا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے بلکہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر عذاب کی دھمکی ہے۔ اور زکوٰۃ ادا کر دینے پر اگر کروڑوں اور اربوں کی دولت جمع کرلے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے:۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا کہ :۔

اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا
(پ۔15 بنی اسرائیل آیت 30)

بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے تنگدستی دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو مالدار بناتا ہے اور کچھ کو تنگدست رکھتا ہے۔ اور اللہ (عزوجل) اپنے بندوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے کہ کون مالداری کے لائق ہے اور کس کیلئے تنگدستی مناسب ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مال جمع کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کیونکہ اگر مال جمع کرنے کی اجازت ہی نہ ہو تو پھر کوئی مالدار اور کوئی مسکین کیونکر ہوتا۔

www.waseemziyai.com

(89) کمیونزم اسلام کے خلاف ہے

کمیونزم کا معاشی نظام اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس معاشی نظام میں شخصی اور نجی سرمایہ داری، اور کسی کو مال جمع کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے اور اسلام کے نظام معیشت میں شخصی اور نجی سرمایہ داری موجود ہے۔ اور خداوند عالم نے اپنے بندوں میں امیری وغریبی کا فرق رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا	کیا تمہارے رب کی رحمت کو وہ جانتے ہیں ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا ہے۔ اور ان میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی۔ کہ ان میں ایک دوسرے کو مزدور بنائے۔ (پ 25۔ الزخرف آیت 32)

یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ دنیا میں مالداری کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی حاصل ہے۔ کوئی بہت زیادہ مالدار ہے کوئی اس سے کم۔ اور کچھ ایسے ہیں کہ مالداری کے یہاں نوکری اور مزدوری کریں۔

غور کیجئے کہ اسلام کے اس معاشی نظام میں کمیونزم کی کہاں گنجائش ہے۔ پھر یہ بھی سوچے کہ اگر اسلام میں نجی اور شخصی مالداری کا وجود نہ ہوتا تو زکوٰۃ اور حج کیونکر فرض ہوگا۔ اور میراث وصیت کے احکام کس بنیاد پر نازل ہوتے۔

اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے کی اجازت دیتے ہوئے یہ بھی حکم دیا ہے کہ زکوٰۃ وخیرات اور وقف درفاہِ عام کے طور پر زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرتے رہنا چاہئے۔ کہ دنیا میں اس سے اور زیادہ دولت بڑھتی ہے۔ اور آخرت میں اس پر اجر عظیم اور بہت زیادہ اور بڑا ثواب ملے گا۔

لیکن بہرحال اصل سوال بنیادی اصولوں کا ہے۔ لہٰذا بہرحال یہ کہنا بالکل ہی غلط ہے کہ اسلام کا معاشی نظام کمیونزم جیسا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.waseemziyai.com

(90) مزدور کو مزدوری دی جائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے ہجرت کر کے ''مدین'' تشریف لے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کے اونٹوں کو پانی پلایا۔ تو حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ :۔

اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیُجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا (پ۔20۔القصص آیت 25)

میرے باپ آپ کو بلاتے ہیں کہ وہ آپ کو مزدوری دیں۔ اس کام کی۔ جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ مزدور کو اس کے کام پر مزدوری دینی چاہئے۔ اور مزدور کو مزدوری لینی جائز ہے اور مزدوری کی اجرت کو ذریعہ معاش بنانا بھی جائز ہے۔

(91) ملازمت جائز ہے

ایسی ملازمت جس میں اللہ تعالیٰ کے فرائض ترک نہ ہوں۔ اور کوئی حرام کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔ اور اس کو ذریعہ رزق بنانا بھی درست و جائز ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ :۔

اِنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ (پ۔20۔القصص آیت 27)

تم آٹھ برس میری ملازمت کرو۔ پھر اگر پورے دس برس کر لو۔ تو تمہاری طرف سے ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کی ملازمت کی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ (پ۔20القصص۔آیت 29)

پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مدتِ ملازمت پوری کر لی۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں خدا کے پیغمبر ہیں۔ ایک پیغمبر نے ملازم رکھا اور ایک پیغمبر نے ملازمت کی۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ ملازم رکھنا اور

www.waseemziyai.com

ملازم رہنا یہ دونوں باتیں جائز اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں۔

(92) صنعت وحرفت

صنعت وحرفت کو روزی کمانے کا ذریعہ بنانا بھی جائز ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے۔ اور آپ اپنی اسی کاریگری کی کمائی کو اپنی روزی کا ذریعہ بنائے ہوئے تھے۔ قرآن مجید میں خداوند قدوس نے فرمایا کہ:۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ (پ۔22۔اسبا آیت 11)

اور ہم نے ان (داؤد علیہ السلام) کیلئے لوہا نرم کیا۔ کہ چوڑی چوڑی زرہیں بنایئے اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ صنعت وحرفت یعنی دستکاری اور کاریگری کا پیشہ کرنا بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور اپنی دستکاری کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا بھی جائز و درست اور پیغمبروں کا مقدس طریقہ ہے۔

(93) فیکٹریاں اور ملیں

فیکٹریاں اور ملیں قائم کر کے مزدوروں سے کام کرانا بھی جائز اور درست ہے۔ خدا کے پیغمبر سلیمان علیہ السلام نے ایک کارخانہ بنایا تھا جس میں تعمیرات اور مجسمہ سازی اور برتن بنانے کا کام ہوتا تھا۔ اور جنوں کی جماعت اس کارخانہ میں بحیثیتِ مزدوروں کے کام کرتی تھی۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ

اور جنوں میں سے کچھ وہ تھے جو ان (سلیمن علیہ السلام) کے سامنے کام کرتے تھے ان کے رب کے حکم سے اور ان میں جو ہمارے حکم سے پھیریں ہم ان کو بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے وہ (جن) ان (سلیمن علیہ السلام) کیلئے بناتے تھے وہ جو چاہتے اونچے

www.waseemziyai.com

اونچے محل اور مجسمے اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔ (پ۔22۔السبا۔آیت 12۔13)

اس سے ثابت ہوا کہ فیکٹریاں اور کارخانے قائم کر کے اس میں مزدوروں سے کام کرانا یہ بھی جائز اور ایک نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی سنت ہے۔

(94) کھیتی کرنا اور باغ لگانا

کھیتی کرنا اور اس کو ذریعہ معاش بنانا بھی شریعت میں جائز ہے اور کھیتی کی پیداوار کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ:۔

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ — اور اس کا حق دو جس دن کٹے۔

(پ۔8۔الانعام آیت 141)

اسی طرح باغ لگانا اور اس سے روزی حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ:۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ — اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو یہ کہتا کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ (عزوجل) چاہتا ہے اللہ (عزوجل) کی مدد کے بغیر ہماری کوئی طاقت نہیں۔

(پ۔15۔الکہف آیت 39)

ایک کافر کا ہرا بھرا اور پھولا پھلا باغ اس کے کفر و غرور کے سبب عذابِ الٰہی سے برباد ہوگا۔ تو ایک مسلمان صالح نے اس کافر کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ جب تو نے اپنے باغ میں قدم رکھا تو مغرور ہو کر خدا کو کیوں بھول گیا۔ اور کیوں تو نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ نہیں کہا۔ یعنی ہمیں جو نعمت بھی ملی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے چاہنے سے ملی ہے اور اسی کا عطیہ ہے۔ اس کی مدد کے بغیر ہماری کوئی طاقت و قوت نہیں ہے کہ ہم کوئی نعمت حاصل کر سکیں۔ مسلمان صالح کے اس قول کو خداوند قدوس نے اپنے کلامِ مقدس قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔

بہر حال اس آیت مبارکہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں: (1) باغ لگانا اور اس کو ذریعہ

معاش بنانا جائز ہے (2) مسلمان کو لازم ہے کہ جب اپنے پھولے پھلے باغ میں قدم رکھے تو ہرگز اترا کر اپنی طاقت و دولت پر مغرور نہ ہو جائے۔ ماشآء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہہ کر اپنی عاجزی کا اقرار، اور خداوند قدوس کی قدرت کا اعلان کرے۔

فائدہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے اور وہ اس کو دیکھ کر ماشآء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہتا رہے تو وہ نعمت سوائے موت کے اور سب آفتوں سے محفوظ رہتی ہے۔ (اعمال قرآنی۔ بحوالہ اذکار۔ امام نووی)

(13) اسلامی معاشرہ کے احکام

(95) مسلمان عورتوں کا پردہ

مسلمان حرہ بالغہ عورتوں پر فرض ہے کہ وہ غیر محرم مردوں سے پردہ کریں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:-

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَا بِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا	اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو وہ ستائی نہ جائیں۔ اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ۔22۔الاحزاب آیت 59)

منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو راستوں میں چھیڑا کرتے تھے۔ اس لئے مسلمان حرہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ چادر سے ڈھک کر سر اور منہ کو چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع کو ممتاز کر لیں تاکہ وہ پہچان لی جائیں کہ وہ مسلمان حرہ عورتیں ہیں تو کوئی منافق ان کو چھیڑنے کی ہمت و جرات نہ کر سکے گا۔ اس طرح مسلمان عورتوں کا وقار اور ان کی عزت و آبرو محفوظ رہے گی۔

www.waseemziyai.com

(96) جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ممنوع ہے

جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی سکولوں میں مخلوط تعلیم ممنوع ہے۔ اس طرح ان دونوں کا سیاسی یا مذہبی جلسوں، یا مسجدوں یا عرسوں، یا مزاروں اور عرسوں کے میلوں میں اجتماع حرام و ناجائز ہے۔ ایک دوسرے سے الگ رہنا اور پردہ کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :۔

(1) وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
(پ۔22۔الاحزاب آیت 33)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ اور بے پردہ نہ رہا کرو۔ جیسی اگلی جاہلیت کی بے پردگی تھی۔

اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں عورتیں اتراتی ہوئی بے پردہ باہر نکلتی تھیں اور اپنی زینت و محاسن کا اظہار کرتی پھرتی تھیں تاکہ مرد انہیں دیکھ کر ان سے عشق بازی کریں۔ اور وہ لباس ایسے پہنتی تھیں جس سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں۔ تاکہ مرد ان کے اعضا کی بناوٹ کا نظارہ کرسکیں۔

اور پچھلی جاہلیت سے مراد آخری زمانہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال و افعال پہلوں کے مثل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں نے وہی حرکتیں شروع کردی ہیں جو اسلام سے پہلے جاہل عورتوں کے کرتوت تھے۔

(2) وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط
(پ22۔الاحزاب آیت 53)

اور جب تم نبی کی بیبیوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

(3) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ
(پ۔22۔الاحزاب آیت 59)

اور اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! اپنی بیبیوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں

ان تینوں آیتوں سے صاف صاف ظاہر ہے کہ کسی مسلمان عورت کیلئے یہ جائز نہیں

www.waseemziyai.com

ہے کہ چہرہ کھولے ہوئے کسی نامحرم مرد کے سامنے آئے۔ اب ظاہر ہے کہ آج کل بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم جیسا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہو رہی ہے۔ یا مذہبی و سیاسی جلسوں اور عرسوں کے میلوں یا سینما گھروں اور کلبوں میں جس طرح عورتیں بے پردہ مردوں کے سامنے ہوا کرتی ہیں یہ کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ خوب سمجھ لو کہ یہ قرآن اور دین اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ جو مسلمان ایسا کرتے اور کراتے ہیں وہ یقیناً بلاشبہ قرآن کے مخالف اور دین اسلام کے باغی ہیں۔ علماء اسلام اور پیران عظام کو اعلانیہ اس عمل کی مخالفت کرتے رہنا چاہئے۔ اور مسلمانوں میں اسلامی مسائل کی تبلیغ کرتے رہنا چاہئے۔ ورنہ قیامت کے دن وہ خداوند قہار و جبار کی شدید گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(97) عورتیں اور مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

(پ۔18۔النور آیت 30۔31)

مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ (عزوجل) کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔ عورتیں اپنے شوہر اور محرموں کے سوا دوسرے مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد اپنی بیویوں اور جن کے وہ محرم ہیں ان کے سوا دوسری عورتوں پر نظر نہ ڈالیں۔

اگر مسلمان اپنے معاشرہ میں اس فرمانِ خداوندی کی پابندی کر لیں تو بے حیائی'

www.waseemziyai.com

بدکاری کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ کیونکہ آنکھیں دلوں کے جھروکے ہیں۔ آنکھیں دیکھتی ہیں تو دلوں میں برے خیالات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان وسوسوں سے شرمگاہوں کا ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ پھر بے حیائی اور بدکاری کا طوفان برپا ہو جاتا ہے۔

(98) عورتوں کا کن لوگوں سے پردہ نہیں؟

عورتوں کو اپنے خاص خاص رشتہ داروں کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔ ان لوگوں سے منہ چھپانے اور پردہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید نے ان رشتہ داروں میں سے چند کی فہرست بیان کر دی ہے اور وہ یہ ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ هِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ هِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ

(پ۔18۔النور آیت 31)

اور (مسلمان عورتیں) اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر نہ ڈالے رہیں۔ اور اپنے سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے۔ یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں۔ یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں۔ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں۔ یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگار جان لیا جائے۔

عورت کے مذکورہ بالا رشتہ داروں سے عورت کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

چند مسائل

(1) شوہر اور محرم کے سوا کسی کیلئے عورت کے کسی عضو کے کسی حصہ کا دیکھنا بے ضرورت

www.waseemziyai.com

جائز نہیں۔ اور دوا علاج کی ضرورت سے بقدرِ ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی)

(2) مسلمان عورت کو کافر عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔

(خزائن العرفان)

(3) خصی اور نامرد آدمی سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ (4) اسی طرح مخنث اور نابینا آدمی سے بھی پردہ لازم ہے۔ کہ عورتیں نہ ان لوگوں کے سامنے آئیں۔ نہ ان لوگوں کو دیکھیں (5) گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں عورتیں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے (6) عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا ہے۔ جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہیں۔ اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ جب زیور کی آواز عدمِ قبولِ دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی موجبِ غضبِ الٰہی ہوگی؟

واضح رہے کہ پردے کی طرف سے بے پروائی مسلمانوں کی تباہی کا سبب ہے (اللہ عزوجل کی پناہ) (خزائن العرفان 421 بحوالہ تفسیر احمدی)

(99) بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل نہ ہوں

بلا اجازت لئے ہوئے کسی کے مکان میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ مکان کے باہر دروازے پر پہنچ کر مکان والے سے اجازت طلب کریں۔ اگر صاحبِ خانہ اجازت دے تو داخل ہوں۔ اور اگر واپس لوٹا دے تو واپس لوٹ جائیں۔ اور اگر مکان میں کوئی موجود نہ ہو جب بھی اندر داخل نہ ہوں۔ اجازت لینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دروازے کے باہر کھڑے ہو کر صاحبِ خانہ کو بلند آواز سے سلام کرے اور صاحب خانہ سلام کا جواب دے کر داخل ہونے کی اجازت دے یا لوٹا دے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا	اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ۔ جب تک اجازت نہ

www.waseemziyai.com

وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

(پ۔18 النور آیت۔ 27' 28)

لے لو۔ اور ان کے باشندوں پر سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔ پھر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بغیر مالکوں کی اجازت کے ان گھروں میں داخل نہ ہو۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو تم لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہت ستھرا ہے اور اللہ(عزوجل) تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

(100) تین اوقات میں بچے بھی بلا اجازت اپنے گھروں میں نہ جائیں

تین وقتوں میں بچے اور اپنے لونڈی غلام بھی بغیر اجازت اپنے گھروں میں نہ داخل ہوا کریں۔ نمازِ فجر سے پہلے اور دوپہر کو اور نمازِ عشاء کے بعد قرآن مجید میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ

(پ۔18 النور 58)

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اجازت لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام اور باندی اور جو ابھی جوانی کو نہ پہنچے۔ تین وقتوں میں نماز فجر سے پہلے اور جب تم کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں۔

ان تین وقتوں کے علاوہ دوسرے وقتوں میں لونڈی اور غلام اور نابالغ بچوں کو مکان میں داخل ہونے پر اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے گھروں میں بلا اجازت آتے

www.waseemziyai.com

جاتے رہیں گے۔

(101) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک

اسلامی معاشرہ میں اس بات کی بار بار تاکید آئی ہے کہ ماں باپ اور تمام رشتہ داروں دور ونزدیک کے پڑوسیوں اور رفیق سفر اور مسافروں' اپنے لونڈی غلاموں' سب کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا لازم ہے۔قرآن مجید کی بہت سی آیات میں سے مندرجہ ذیل آیت خاص طور پر ذہن نشین کرلیں۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (پ 5 النساء آیت 36)

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔اور رشتہ داروں اور یتیموں۔اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی۔اور راہ گیر اور اپنے لونڈی غلام۔ (ہرایک کے ساتھ نیک سلوک کرو)

اس آیت میں (کروٹ کے ساتھی) سے مراد بیوی ہے یا رفیق سفر یا درس کے ساتھی (کلاس فیلو) یا مجلس یا مسجد میں ساتھ بیٹھنے والے۔بہر حال اسلامی معاشرہ میں ان میں سے ہرایک کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ کرنا لازم ہے۔ان میں سے کسی کو ایذا دینا۔یا ان میں سے کسی کے ساتھ بداخلاقی و بدسلوکی کرنا حرام وگناہ ہے۔دنیا کا کوئی مذہب اسلامی معاشرہ کی خوبیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔کاش تمام مسلمان اپنے اسلامی معاشرہ پر پوری طرح کاربند ہوکر غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی حقانیت اور اس کی خوبیوں کا چراغ روشن کرتے تو آج سماج کی کچلی اور روندی ہوئی غیر مسلم اقوام اسلام کے دامن میں آکر امن وسکون کی جنت پاکر سربلند ہوجائیں۔

(102) بوڑھے ماں باپ کیساتھ کیا برتاؤ کریں؟

بوڑھے ماں باپ جبکہ کام دھندے سے مجبور اور خدمت کے محتاج ہوچکے ہوں اور پیرانہ سالی سے ان کی عقلیں بھی کم ہوچکی ہوں۔اور ان کے مزاج میں چڑ چڑاپن اور

www.waseemziyai.com

جھلاہٹ بھی پیدا ہو چکی ہو۔ ایسے ماں باپ کے ساتھ کیا برتاؤ اور کیسا سلوک بیٹوں اور بیٹیوں کو کرنا چاہئے۔ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن مجید نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

(پ۔ 15 بنی اسرائیل آیت 23۔24)

اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور ان کیلئے عاجزی کا بازو بچھائے رہو نرم دلی سے اور عرض کرتے رہو کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما۔ جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

مسلمانو! اپنے رب کے فرمان کو بغور پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ خداوند قدوس نے بوڑھے ماں باپ کے ساتھ مندرجہ ذیل برتاؤ کا حکم فرمایا ہے۔

(1) کھلانے پلانے' پہنانے اور جیب خرچ دینے۔ اور ان کی خدمتوں میں عمدہ سلوک اور اچھا برتاؤ کرو' تاکہ انہیں کسی طرح کی کبھی روحانی یا جسمانی کوئی کوفت و تکلیف نہ پہنچے۔

(2) اگر وہ کوئی بے عقلی کی بات بھی کہیں۔ یا کوئی نامناسب فرمائش کر بیٹھیں جب بھی تم ان کی بات پر جھلا کر اف۔ یا اونہہ۔ یا ہوں نہ کہو۔

(3) ہمیشہ ان کے سامنے ادب و تعظیم کے ساتھ بات کرو۔ اور کبھی ہرگز ان کی بے ادبی و بے تعظیمی نہ کرو۔

(4) انہیں کبھی کسی معاملہ یا کسی بات پر بھی نہ ڈانٹو نہ جھڑکو۔

(5) ہمیشہ ان کے حضور نرم دلی کے ساتھ عاجزی اور تواضع کا اظہار کرتے رہو۔

(6) اور ان کیلئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے رہو کہ۔ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جس طرح کہ رحم و مہربانی کے ساتھ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

www.waseemziyai.com

(103) ماں باپ اور رشتہ داروں کو مال دو!

ماں باپ اور رشتہ داروں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک' خوش اخلاقی ' غم خواری دلداری' ملنساری کے ساتھ ساتھ ان کی مالی مدد بھی کرتے رہنا چاہئے۔ اور ان لوگوں پر مال خرچ کرنے میں بہت بڑا اجر وثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :-

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (پ2البقرہ آیت 215)

جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو۔ تو وہ ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کیلئے ہے اور جو بھی بھلائی کرو بے شک اللہ (عزوجل) اسے جانتا ہے۔

(104) میاں بیوی کس طرح رہیں؟

بیوی اپنے شوہر کو اپنا حاکم مان کر اس کے حکموں کی اطاعت کرے اور دل و جان سے اس کی خدمت کرکے اس کو خوش رکھے۔ اور اس کے مال و سامان اور مکان کی نگہبانی کرتی رہے۔ اور پارسائی و پاکدامنی کے ساتھ رہے۔ اور شوہر اپنی بیوی کے کھانے' پینے' پہننے اور رہنے کا حسب حیثیت انتظام کرے اور بستر کا حق بھی ادا کرتا رہے اور دونوں باہم مل جل کر رہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش اخلاقی اور پیار و محبت کا برتاؤ رکھیں۔ اور ایک دوسرے کا دل جوئی و دلداری اور ملنساری و غم خواری کو لازم العمل سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن مجید کی بہت سی آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ لیکن ان دو آیتوں میں نہایت اختصار کے ساتھ مگر نہایت جامع طریقے پر میاں بیوی کی خوشحالی اور ان دونوں کی خوشگوار زندگی کے بنیادی اصولوں کو بیان فرما دیا ہے۔ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ :-

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (پ۔5 النسا آیت 34)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔

عورت ہر جگہ اور ہر حال میں اور ہمیشہ اس تصویر کو پیش نظر رکھے کہ میرا شوہر میرا حاکم اور افسر ہے۔ میں اس کی محکوم اور تابعدار ہوں۔ لہٰذا مجھ کو شوہر کے ساتھ وہی برتاؤ

www.waseemziyai.com

رکھنا چاہئے جو ایک محکوم اپنے حاکم کے ساتھ رکھتا ہے۔

اور خداوندِ عالم نے مردوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ہر جگہ اور ہر موقع پر' اور ہر حال میں اس فرمانِ خداوندی کا لحاظ کرتے رہیں۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ — اور عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(پ۔4 النسا آیت 19)

غور کیجئے کہ اگر عورت و مرد دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس رکھیں تو ہر قسم کے اختلاف اور نفاق و شقاق کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا اور کبھی میاں بیوی میں کوئی جھگڑا اور فساد رونما نہیں ہوسکتا۔

خداوند کریم تمام مسلمانوں کو اس اسلامی معاشرہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

(105) اولاد کیلئے اچھی دعائیں کرو!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ بہت سے پیغمبروں نے صالح اولاد کیلئے خدا سے دعائیں مانگی ہیں اور اپنی اولاد کیلئے اچھی اچھی دعائیں کی ہیں۔ لہٰذا ماں باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کیلئے ہمیشہ خداوند تعالیٰ سے اچھی اچھی دعائیں مانگتے رہیں چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی یہ دعا مانگی کہ:۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ — اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد دے۔ بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے۔

(پ۔3۔ال عمران آیت 38)

اور کبھی اس طرح دعا مانگی کہ:

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا — (اے میرے رب) تو مجھے اپنے پاس سے ایسا بیٹا دے جو میرا کام اٹھا لے۔ وہ میرا جانشین ہو۔ اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو۔ اور اے

www.waseemziyai.com

میرے رب! اس کو پسندیدہ آدمی بنا دے۔ (پ۔12 مریم آیت 6)

(106) رشتہ داروں کا لحاظ رکھو

رشتہ داروں کا لحاظ رکھنا اور ان کی شادی وغمی میں شریک رہنا۔ اور ان کی مدد کرتے رہنا چاہیئے۔ اس خصوص میں اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بہت سی آیتوں کو نازل فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک آیت میں ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْباً (پ۔4۔النسا آیت 1)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بیشک اللہ (عزوجل) ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال و افعال بلکہ تمہارے دلوں کے پوشیدہ ارادوں اور نیتوں کو دیکھ رہا ہے۔ کہ تم کس قدر اور کس طرح اس کے حکموں کی پابندی کرتے ہو۔ لہٰذا خبردار۔ خبردار کبھی ہرگز ہرگز نہ اس کی نافرمانی کرو۔ نہ اس کی فرماں برداری میں کبھی غفلت اور سستی کرو۔

(107) رشتوں کو کاٹنے والا ملعون ہے

اپنے رشتہ داروں سے ناراض ہو کر بیزار ہو جانا۔ اور ان سے قطع تعلق کر کے رشتوں کو کاٹ ڈالنا حرام و گناہِ کبیرہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی اور بہت سخت وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ رب العزت جل جلالہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ:۔

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ (پ26۔محمد آیت 22، 23)

کیا تمہارے یہ آثار نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتوں کو کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ جن پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور انہیں حق سے بہرا کر دیا۔ اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

www.waseemziyai.com

اس آیت مبارکہ سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئے جو ذرا ذرا سی باتوں پر ناراض ہو کر اپنی بہنوں اور بھائیوں سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ میں آج سے تیرا بھائی نہیں ہوں' اور تو میری بہن نہیں ہے۔ میں نے بہن بھائی کا رشتہ ہی کاٹ دیا۔ (معاذ اللہ) ایسا کرنا حرام اور موجب لعنت ہے۔ لیکن اگر اپنے رشتہ دار خدانخواستہ بددین و بدمذہب ہو گئے ہوں یا کسی شرعی گناہ میں منہمک ہو گئے ہوں۔ اور تمہاری تفہیم و نصیحت کے بعد بھی راہ راست پر نہ آتے ہوں۔ تو پھر ضرور ایسے لوگوں سے قطع تعلق کر لینا واجب ہے۔ کیونکہ دین بہرحال رشتوں کی محبت پر مقدم ہے۔

(108) مسلمانوں کے حقوق

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ کس طرح زندگی بسر کرے۔ اور کیسا سلوک اور برتاؤ کرے۔ اس کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ — مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(پ۔26۔الحجرات آیت۔10)

ایک مسلمان خواہ وہ کسی رنگ و نسل کا ہو۔ اور کسی ملک کا بھی باشندہ ہو۔ دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کے ساتھ اپنے بھائی جیسا سلوک اور برتاؤ کریں۔ کیونکہ وہ تمام مسلمانوں کا دینی و ایمانی بھائی ہے۔

(109) کافر رشتہ داروں سے قطع تعلق کرو

مسلمان کا جو رشتہ دار کافر یا مرتد ہو تو اس مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے کافر و مرتد رشتہ دار سے قطع تعلق کر کے اپنے رشتہ کو کاٹ دے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَ كُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ	اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست مت سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

www.waseemziyai.com

الظّٰلِمُوْنَ (پ-10 التوبہ آیت 23)

(110) بغیر ایمان کے رشتہ داری قیامت میں کام نہ آئے گی!

کافر و مرتد کتنے ہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ مگر بغیر ایمان کے ان کی رشتہ داری اور خاندان قیامت میں کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہوگا۔ خداوند قدوس کا کھلا ہوا اعلان اور فرمان ہے کہ :-

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد۔ قیامت کے دن تمہیں ان سے الگ کر دے گا۔ اور اللہ(عزوجل) تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

(پ-28-الممتحنہ آیت 3)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض بزرگوں کے خاندان والے' یا ساداتِ کرام کی نسل سے جو گمراہ و بددین ہوکر کافر و مرتد ہوگئے۔ ان کو بزرگوں کی رشتہ داری اور خاندانی سیادت سے نہ دنیا میں کوئی عزت مل سکتی ہے' نہ آخرت میں کوئی فائدہ ہوسکتا ہے اور جن لوگوں کو ایمان اور عمل صالح پر استقامت نصیب ہوئی ہے۔ وہ اپنے خاندانی شرف کی وجہ سے دنیا میں بھی قابل عزت و لائق احترام ہیں اور آخرت میں بھی انہیں ان کے خاندانی فضل و شرف کے باعث ترقی درجات میں بلندی حاصل ہوگی۔

وذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

(111) اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا بائیکاٹ

اللہ(عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں یعنی کافروں' مشرکوں اور مرتدین سے دوستی اور ان لوگوں سے میل ملاپ حرام و گناہ ہے۔ بلکہ ان لوگوں سے بالکل قطع تعلق کر کے ان لوگوں کا بائیکاٹ کر دینا فرض ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

www.waseemziyai.com

ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ
(پ۔28۔الممتحنہ۔آیت 1)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (پ28الممتحنہ آیت 13)

اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ(عزوجل) کا غضب ہے۔

افسوس۔ کہ آج کل مسلمانوں میں یہ اسلامی جذبہ ختم ہو رہا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو کفر و الحاد سے نفرت کا جو مزاج دیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنی دنیاوی اغراض کیلئے اس مقدس جذبہ کی خلق پر چھری چلا دی۔ چند سکوں' چند عہدوں کے لالچ میں مسلمان جس طرح اسلامی معاشرہ کا حلیہ بگاڑ رہے اور اسلام کے سفینہ نجات کو الحاد و بے دینی کے سمندر میں جس طرح تارپیڈو مار کر غرقاب کر رہے ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کی نظروں کے سامنے ہے۔ افسوس کہ ہم جیسے غریب مسلمان اس پر آنسو بہانے اور دعائے خیر کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین سے محبت اور کفر الحاد سے نفرت کا جذبہ عطا فرمائے۔ (آمین)

(112) مرتدین کے دفن و جنازہ کا بائیکاٹ

اسلامی معاشرہ کا یہ بھی ایک اہم پہلو ہے کہ کافر و منافق اور مرتد کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شریک کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا کہ:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ
(پ۔10۔التوبہ۔آیت 84)

اور (اے پیغمبر) ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا۔ اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک یہ لوگ اللہ(عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

www.waseemziyai.com

آج کل مسلمانوں میں گمراہی کا یہ مرض بھی پیدا ہوگیا ہے کہ مشرکوں اور رافضیوں' قادیانیوں کے جنازوں اور ان لوگوں کے کفن و دفن میں محض چند لوگوں کی خوشنودی اور اپنی نیک نامی کیلئے شریک ہوکر اسلامی معاشرہ کو ذبح کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان ناجائز حرکتوں سے بالکل پرہیز کرنا فرض و لازم ہے۔

(113) بد دینوں کے جلسوں کا بائیکاٹ

جن جلسوں میں اسلام کے خلاف بکواس ہو رہی ہو۔ یا اسلام پر حملہ کیا جا رہا ہو۔ ان جلسوں میں مسلمانوں کو شریک ہونا حرام' حرام سخت حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

اور اے سننے والے! جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں بکواس کرتے ہیں۔ تو ان سے منہ پھیر لے جب تک وہ دوسری بات میں پڑیں۔ اور جو کبھی شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(پ۔7 الانعام آیت 68)

یہ آیت دلیل ہے کہ گمراہوں' بے دینوں کے جلسوں میں ہرگز ہرگز شریک ہونا جائز نہیں ہے خواہ وہ کافروں' مشرکوں کا جلسہ ہو۔ یا بد دینوں اور بے دینوں کی مجلس ہو۔ کیونکہ ان کے جلسہ میں ان کی اسلام کے خلاف بکواس پر اگر تم کچھ اعتراض کرو گے تو فتنہ و فساد ہوگا۔ اور اگر سب کچھ اسلام کے خلاف سن کر خاموش بیٹھے رہو گے۔ تو گونگے شیطان بنو گے۔ کیونکہ حق بات بولنے سے خاموش رہنے والے کو حدیث شریف میں گونگا شیطان کہا گیا ہے۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ ایسے جلسوں کا بائیکاٹ ہی کر دیا جائے۔

www.waseemziyai.com

(114) ظالموں سے میل ملاپ منع ہے

ہر قسم کا ظلم حرام اور گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں پر لعنت فرمائی اور ان لوگوں سے میل ملاپ، اور محبت و الفت کو منع فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں جہنم چھوئے گی۔ اور اللہ (عزوجل) کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (پ۔12۔ ہود آیت 113)

ظالموں کے ظلم سے اظہارِ بیزاری اور نفرت لازم الایمان ہے۔ لہٰذا ہرگز ہرگز کسی ظالم کی حمایت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ظالم کی طرف مائل ہونے پر خداوند قہار و جبار نے دو وعیدیں فرمائی ہیں۔ ایک جہنم کا عذاب۔ دوسرے خدا کی مدد سے محرومی۔

(115) بدکاروں سے محبت نہ رکھو!

چور، ڈاکو، قاتل، شرابی، زنا کار غرض ہر بدکار سے بیزاری اور نفرت اسلامی معاشرہ کے ضروریات میں سے ہے۔ اور ان بدکاروں کو سزا دلانے کی کوشش ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور ان کی سزاؤں پر کوئی رحم اور ترس کھانا جائز نہیں ہے۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (پ۔18۔ النور آیت 2)

جو عورت زنا کار ہو اور جو مرد تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ (اگر یہ لوگ کنوارے ہوں) اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ (عزوجل) کے دین میں۔ اگر تم ایمان لاتے ہو۔ اللہ (عزوجل) اور قیامت پر۔

مجرموں پر رحم اور ترس کھا کر ان لوگوں کو سزاؤں سے بچانا۔ درحقیقت انسانوں پر ایک بہت بڑا ظلم عظیم ہے کہ اس سے مجرموں کو شہ ملے گی۔ اور جرائم کی واردات بڑھتی

www.waseemziyai.com

رہیں گی۔ اور جب بدکاروں کو ان کے جرموں کی سزا ملتی رہے گی۔ تو یقیناً مجرموں کو عبرت حاصل ہوگی اور لوگ ڈر کر جرائم چھوڑ دیں گے۔ جس سے زمین کا فساد ختم ہو کر ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو جائے گا۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بادشاہوں کو نصیحت کرتے ہوئے کتنی عمدہ حکمت کی بات فرمائی ہے۔ جو درحقیقت ملک کے امن و امان کیلئے بہترین ملکی سیاست ہے کہ:۔

ترحم بر پلنگ تیز دندان
ستمگاری بود بر گوسفنداں

یعنی تیز دانت والے چیتے پر رحم کرنا' بکریوں پر ظلم ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ شر پسند مجرموں پر رحم کھانا پر امن شہریوں پر ظلم و ستم ہوگا۔

(116) جھوٹ بولنے والے ظالم ہیں

اسلامی معاشرہ میں جھوٹ بہت بڑا عیب اور بدترین گناہِ کبیرہ ہے۔ جھوٹوں پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہے۔ جھوٹ بولنے والے ہمیشہ ذلت کا شکار رہتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی یہ لوگ جہنم میں ذلت کے عذاب نار میں گرفتار ہوں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کو ''ظالم'' فرما دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ:

فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

تو اس کے بعد اللہ (عزوجل) پر جھوٹ باندھے تو وہی ظالم ہیں۔ (پ 4۔ آل عمران آیت 94)

(117) غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے

غیبت بھی معاشرہ میں نفاق و شقاق پیدا کرنے والی بدترین خصلت ہے اور یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے اور حرام ہے۔ یہ تو معاشرہ کا ایسا گھناؤنا اور گندہ عیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قبیح بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

www.waseemziyai.com

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ (پ۔26۔الحجرات آیت 12)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

اللہ اکبر! اپنے مرے ہوئے بھائی کی لاش کو نوچ نوچ کر اس کا گوشت کھانا۔ بھلا سوچیئے تو سہی کہ یہ کتنا گھناؤنا اور کس قدر گندہ دھندا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کی غیبت کرنے کو اتنا ہی گھناؤنا اور گندہ کام بتایا ہے (نعوذ باللہ منہ)

(118) کسی کو گالی مت دو!

بدزبانی اور گالی بکنا۔ یہ لڑائی جھگڑے اور خون ریزی کی ہری جھنڈی اور فتنہ وفساد کا سگنل ہے۔ اس سے معاشرہ میں بہت زیادہ تباہی پھیلتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (پ۔7 الانعام آیت 108)

اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ (عزوجل) کے سوا پوجتے ہیں۔ کہ وہ اللہ (عزوجل) کو گالی دیں گے زیادتی اور جہالت سے۔

(119) کسی کا برا نام نہ رکھو!

کسی کو توہین آمیز نام سے پکارنا اور برا لقب دے کر اس کو چڑھانا بھی معاشرہ میں خرابی پیدا کرنے والا۔ اور فتنہ خیز طریقہ ہے۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے اس کو بھی حرام و گناہ کا کام بتایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ۔26۔الحجرات آیت 11)

اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

www.waseemziyai.com

(120) کسی کا مذاق نہ اڑاؤ، اور طعنہ نہ مارو!

کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑاؤ۔ نہ کسی کو طعنہ مارو کیونکہ مذاق اڑانا اور طعنہ زنی ایک مومن کی دل شکنی، اور ایذا رسانی ہے جو معاشرہ میں جھگڑے لڑائی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ اس لئے خداوند قدوس نے ان جاہلانہ حرکتوں سے بھی مسلمانوں کو منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ

(پ 26۔ الحجرات آیت 11)

اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کی ہنسی اڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ہنسی کریں ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ مارو۔

www.waseemziyai.com

(121) بدگمانی اور جاسوسی منع ہے!

بلاوجہ مسلمانوں سے بدگمانی رکھنا اور مسلمانوں کے چھپے ہوئے عیوب کو جاسوس بن کر ڈھونڈتے رہنا چونکہ یہ بھی معاشرہ میں نفاق و شقاق اور بغض و عناد کا سبب ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان حرکتوں سے منع فرماتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا۔

(پ۔ 26 الحجرات آیت 12)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو۔ بے شک کوئی گمان گناہ ہوتا ہے اور لوگوں کے عیبوں کی جاسوسی مت کرو۔

(122) تکبر حرام ہے!

اپنے کو بڑا اور بہتر سمجھ کر دوسروں کو حقیر اور کم سمجھنا اس بری خصلت کا نام تکبر ہے۔ سب سے پہلے جو شخص تکبر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے سے منکر ہوا اور اسی تکبر نے اس کو کفر تک پہنچا دیا۔ اور ہمیشہ کیلئے اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑ

گیا۔ اور وہ راندہ درگاہِ الٰہی ہوگیا۔ وہ شخص ابلیس تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (پ۔1۔البقرہ آیت 34)

(ابلیس) نے سجدہ سے انکار کیا۔ اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے تکبر کو حرام فرما دیا۔ یہاں تک کہ تکبر کی چال یعنی اترا کر چلنے کو بھی حرام وممنوع قرار دے دیا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحاً اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلاً

اور زمین پر اتراتا ہوا مت چلو۔ بیشک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا۔ اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

(پ۔15۔ بنی اسرائیل آیت 37)

تکبر اسلامی معاشرہ کو خراب کرنے والا ایسا غیر اسلامی عمل ہے کہ اس کے نتائج و عواقب بے حد خوفناک ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تکبر کرنے والا دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھے گا۔ تو اس کا ردِعمل یہ ہوگا کہ دوسرے اس متکبر آدمی سے نفرت کریں گے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے تنافر و تباغض کا جذبہ پیدا ہوگا جس سے مسلمانوں کی باہمی محبت اور ان کے اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اور ہر طرف لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہو جائے گا۔

(123) حسد ممنوع ہے

حسد اسلامی معاشرہ کے حق میں زہر قاتل ہے۔ کیونکہ جب حسد کرنے والا دوسرے کو ملی ہوئی نعمت پر جل بھن کر اس کی نعمت کے زوال کی تمنا کرے گا یا اس نعمت کو اس سے چھین کر خود اس پر قبضہ کرنے کی آرزو رکھے گا تو کھلی ہوئی بات ہے کہ اس سے مسلمانوں میں باہمی تناؤ اور چپقلش پیدا ہوگی۔ اور اس طرح نفاق و شقاق کی ایک جہاں سوز آتش فضا پیدا ہو جائے گی۔ کہ ایک دوسرے کو فنا کے گھاٹ اتار دینے کی کوشش میں لگ جائے گا۔ اور قتل و غارت اور مار دھاڑ کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اسی لئے اللہ

www.waseemziyai.com

تعالیٰ نے اس موذی روحانی بیماری سے خدا کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَاسَدَ (پ۔30 الفلق آیت 5)

میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے

اور اس کو حرام و ممنوع قرار دیتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اس سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (پ۔5 النسا آیت 32)

اور اس کی تمنا مت کرو جس سے اللہ (عزوجل) نے تم میں ایک دوسرے پر بڑائی دی ہے۔

بلکہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ کسی مسلمان کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ سوچ کر خدا پر راضی رہے کہ خدا کے نزدیک وہ اس نعمت کے قابل تھا اس لئے خدا نے اس کو یہ نعمت دی ہے۔ اور میں اس کا اہل نہیں تھا اس لئے خدا نے مجھ کو وہ نعمت نہیں دی۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

(14) اسلامی تہذیب و ثقافت

(124) سلام کرنے کا حکم

ایک مسلمان جب کسی مسلمان سے ملاقات کرے۔ یا کسی کے گھر جائے یا خود اپنے گھر میں داخل ہو تو چاہئے کہ سلام کرے۔ سلام اسلام کا تہذیبی نشان ہے۔ سلام کرنا سنت اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْرُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا

اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو۔ یا وہی کہہ دو بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر حساب

(پ۔5۔النسا آیت 86) لینے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تم کو ''السلام علیکم'' کہہ کر سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ جواب دو۔ یعنی ایک لفظ بڑھا کر ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہو یا تم بھی خالی ''وعلیکم السلام'' ہی کہہ دو۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتاً غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا (پ18۔النور۔آیت 27)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا کہ:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتاً فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً (پ 18 ۔ النور آیت61)

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو۔ ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ (عزوجل) کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر میں جاؤ یا کسی دوسرے کے گھر میں جاؤ۔ دونوں صورتوں میں گھر والوں پر سلام کرو۔ سلام کیا ہے؟ یہ ایک اچھی اور مبارک و پاکیزہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں تعلیم کی گئی ہے۔ لہٰذا ملاقات کے وقت اس اچھی دعا کو کام میں لاؤ اور سلام کرلیا کرو۔

سلام کے الفاظ

سلام کہے یا سلاماً کہے یا سلام علیکم کہے یا السلام علیکم کہے۔ ان چاروں لفظوں کے ساتھ سلام کی سنت ادا ہو جائے گی۔ قرآن مجید میں ان چاروں لفظوں کے ساتھ سلام کا ذکر ہے۔

لیکن بہتر یہی ہے کہ ''السلام علیکم'' کے لفظ سے سلام کرے کیونکہ سنی مسلمانوں میں اسی لفظ کے ساتھ سلام کرنا مشہور و معروف اور رائج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

www.waseemziyai.com

(125) ایمان والوں ہی کو سلام کرنا چاہیئے

سلام صرف مسلمانوں ہی کو کرنا چاہیئے۔ غیر مسلموں اور مرتدین کیلئے ''سلام'' کا لفظ نہ بولے بلکہ بوقتِ ضرورت ہاتھ اٹھا دے یا آداب کہہ دے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَاِذَا جَاءَ كَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

(پ 7 الانعام آیت 54)

اے پیغمبر! جب آپ کے حضور وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان والوں ہی کو سلام کرنا چاہیئے۔

(126) غلط سلام کرنا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ

(پ 28 المجادلہ۔ آیت 8)

اور جب (کفار اے پیغمبر) آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے آپ کو سلام کرتے ہیں جو لفظ اللہ (عزوجل) نے آپ کے اعزاز میں نہ کہے

مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں کو سلام مثلاً ''نمستے'' یا ''پاؤں لگتا ہوں'' یا ''جے جے'' ان لفظوں کے ساتھ مسلمان کسی کو سلام نہ کریں کہ یہ سلام ہی خلافِ اسلام اور غلط ہے۔

(127) لباس پہننا اسلامی تہذیب ہے

اتنا لباس کہ سترِ عورت ہو جائے فرض ہے۔ مرد کو ناف سے گھٹنے کے نیچے تک لباس سے چھپانا۔ اور عورت کو دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں اور چہرے کے سوا تمام بدن کو لباس سے چھپانا فرض ہے۔ اس کے علاوہ زینت کیلئے یا جاڑے گرمی سے بچنے کیلئے زیادہ کپڑوں کو پہننا جائز ہے اور یہ اسلام کا تہذیبی نشان ہے۔

www.waseemziyai.com

بالکل ننگے بدن رہنا یا صرف لنگوٹی یا دھوتی پہننا کہ ران وغیرہ کھلی رہے۔ یہ کفار و مشرکین کا مذہبی نشان ہے۔لہٰذا یہ مسلمانوں کیلئے حرام و ناجائز ہے کہ بالکل ننگے بدن رہیں یا صرف لنگوٹی یا دھوتی پہنیں۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ:

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

(پ 8 الاعراف آیت 31 ' 32)

اے آدم کی اولاد! اپنی زینت (لباس) لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں (اے پیغمبر!) آپ فرما دیجئے کس نے حرام کی اللہ (عزوجل) کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک رزق۔

(128) کرتا اسلامی لباس ہے

کرتا اسلامی لباس اور حضرت انبیاء علیہم السلام کی پوشاک ہے۔ قرآن مجید میں حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے کہ جب کنعان سے مصر آ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ خبر دی کہ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا

(پ 13 یوسف آیت۔ 93)

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کرتا زیب تن فرماتے تھے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کرتا پہنا ہے۔

(129) کمبل اوڑھنا سنت ہے

اکثر حضرات انبیاء علیہم السلام کمبل پوش رہا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت کمبل اوڑھا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کالی کملی بہت مشہور ہے۔ یہاں

www.waseemziyai.com

تک کہ خداوند قدوس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں اس طرح خطاب فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (پ29۔ المزمل آیت 1) اے کمبل اوڑھنے والے

(130) جوتا پہننا سنتِ انبیاء ہے

جوتا پہننا اسلامی تہذیب اور خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں کا طریقہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کردم چمڑے کا جوتا استعمال فرماتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ''طویٰ'' کے مقدس مقام میں پہنچے تو آپ پر وحی نازل ہوئی کہ:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (اے موسیٰ) اپنے جوتے اتار ڈالئے بے شک آپ پاک جنگل ''طویٰ'' میں ہیں۔

(پ16۔ طہٰ آیت 12)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جوتا پہنے ہوئے تشریف لے گئے تھے۔

(131) عصا ہاتھ میں رکھنا مسنون ہے

عصا ہاتھ میں لے کر چلنا اسلامی تہذیب' علماء و مشائخ کا عمل اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا مقدس طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ کر پکارا کہ:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (پ16۔ طہٰ آیت 17' 18)

آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ۔ عرض کی یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں۔ اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام بھی ہیں۔

www.waseemziyai.com

اس کے علاوہ ثابت ہے کہ دوسرے انبیاء کرام اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاتھ میں عصا رکھتے تھے۔

(132) مجلسوں کے آداب

مجلسوں کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی اسلامی تہذیب کا ایک حصہ ہے۔ مثلاً بھری مجلس میں اگر کوئی مسلمان آئے اور جگہ مانگے تو حاضرین سمٹ سمٹ کر اور کھسک کھسک کر اس کو جگہ دے دیں۔ اور اگر اہل مجلس سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو سب کو کھڑے ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آدابِ مجلس سکھاتے ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (پ 28۔ المجادلہ آیت 11)

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو۔ اللہ (عزوجل) تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو جاؤ

(133) منہ ٹیڑھا کر کے بات نہ کرو

کسی سے بات کرتے وقت رخسار کج کر کے تکبر سے بات نہ کرو۔ یہ اسلامی تہذیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (پ 21۔ لقمان آیت 18)

اور کسی سے بات کرنے میں منہ بگاڑ کر بات نہ کرو۔

یہ اسلامی تہذیب کا بہت اعلیٰ نشان ہے کہ بات کرتے وقت رخسار کج کر کے اور منہ بگاڑ کر کسی سے بات نہ کریں۔ کیونکہ یہ گھمنڈوں اور متکبروں کا منحوس طریقہ ہے جو اسلامی تہذیب کیلئے قابل برداشت نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی۔

www.waseemziyai.com

(134) اتراتے ہوئے مت چلو

زمین پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے چلنا بھی اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ چال گھمنڈوں اور متکبروں کی مغرورانہ چال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَاتَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحاً اِنَّ اللّٰـهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (پ 21 لقمان آیت 18)

اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو بیشک اللہ (عزوجل) کو کوئی اترانے والا فخر کرنے والا پسند نہیں۔

(135) چیخ چلا کر بات نہ کرو

اسلامی تہذیب کی تعلیم دیتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ

اور درمیانی چال چلو اور اپنی آواز کچھ نرم اور پست رکھو۔ یقیناً سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

(پ 21۔لقمان آیت 19)

مطلب یہ ہے کہ نہ بہت تیز رفتاری سے چلو۔ نہ بہت سست چلو کہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں۔ ایک میں تکبر کا اظہار ہے اور ایک میں چھچھوراپن ہے اور یہ دونوں باتیں اسلامی تہذیب کے خلاف ہیں۔ اور بہت چیخ چلا کر گفتگو نہ کرو۔ بلکہ نرم گفتاری و شیریں کلامی کو اپنا طرزِ گفتگو بناؤ۔

(137) جاہلوں کی بکواس کا جواب نہ دو

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی مخصوص پہچان اور ان کے خاص نشان کا بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ:

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا

اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ

www.waseemziyai.com

سَلٰمًا (پ19۔الفرقان۔آیت 63) کہتے ہیں کہ بس جی سلام!

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (پ19۔الفرقان۔آیت 72) اور جب جاہلوں کی بیہودگی پر وہ گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے خاص بندوں کا یہ بھی ایک مخصوص نشان ہے کہ وہ جاہلوں کی بکواس اور ان کی بے ہودہ ہڑبونگ پر کان نہیں دھرتے اور ان کو منہ نہیں لگاتے اور ان کی لغویات کا کوئی جواب نہیں دیا کرتے بلکہ ان کی بدگوئی بدزبانی پر خاموشی کے ساتھ صبر و برداشت کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہ خصلت بھی اسلامی تہذیب کا ایک خاص نشان ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں خصوصاً علماء و مشائخ کو خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

(137) سر کے بال منڈوانا اور کتروانا جائز ہے

مردوں کیلئے جائز ہے کہ چاہیں تو سر کے بال منڈوا دیں اور چاہیں تو کتروا لیں لیکن عورتوں کو سر کے بال منڈوانا اور کتروانا دونوں حرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ (پ26۔الفتح 27) اپنے سروں کے بال منڈوائیں یا ترشوائیں

بال منڈوانا اور ترشوانا دونوں ہی اسلامی تہذیب ہے۔

(138) داڑھی بڑھانا سنتِ انبیاء ہے

داڑھی بڑھانا خدا کے نبیوں اور رسولوں کی مقدس سنت ہے اور اسلامی تہذیب کا اعلیٰ نشان ہے۔ داڑھی منڈوانا یا ترشوا کر چار انگل سے چھوٹی کرانا جرم و گناہ ہے اور ایسا شخص فاسق معلن ہے اور اس کی امامت مکروہِ تحریمی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر سے توریت لے کر بنی اسرائیل کی بستی میں تشریف لائے اور یہ دیکھا

www.waseemziyai.com

کہ قوم بچھڑے کی عبادت کر رہی ہے تو ان کو قوم کی بت پرستی پر بہت غصہ آ گیا اور اسی غضب و جلال میں انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے کہ تم نے قوم کو بت پرستی سے کیوں نہ روکا؟ تو اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام نے عرض کیا کہ:

يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (پ16 طٰہٰ آیت 94)

اے میری ماں کے بیٹے! نہ میری داڑھی پکڑو نہ میرے سر کے بال۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال اتنے بڑے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں کو ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ داڑھی بڑھانا اور سر کے بال رکھنا حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی سنت ہے۔ خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی بڑی تھی۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال کبھی کانوں تک تھے۔ کبھی کندھے تک تھے اور حجۃ الوداع میں اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں میں آپ نے استرے سے سر کے بالوں کو اتروا دیا تھا۔ اس لئے سر پر بال رکھنا بھی سنت ہے اور منڈوانا بھی سنت ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے خلاف نہیں۔ بلکہ دونوں ہی باتیں اسلامی تہذیب میں داخل ہیں۔

(139) الگ الگ اور مل کر کھانا دونوں جائز ہے

اگر بہت سے لوگ ہوں تو الگ الگ بھی کھا سکتے ہیں اور لوگ مل کر ایک ساتھ بھی کھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا

تم لوگوں پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ (پ18۔ النور 61)

www.waseemziyai.com

بہر حال یہ دونوں ہی اسلامی تہذیب و دینی خصلت ہے۔ اگرچہ مل کر کھانا بہتر اور باعث برکت ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ مسلمان برکت والی چیز کو خلاف تہذیب حرکت سمجھنے لگے۔ آج کل ایک برتن میں چند آدمیوں کے مل کر کھانے کو کچھ لوگ معیوب سمجھنے لگے ہیں جس کا سبب دین اسلام سے لوگوں کی ناواقفیت و جہالت ہے۔

(140) تخت اور کرسی پر بیٹھنا سنتِ انبیاء ہے

تخت اور کرسی پر بیٹھنا بھی اسلامی تہذیب ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کرسی پر بیٹھتے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے والد ماجد کنعان سے مصر میں تشریف لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے محل میں رونق افروز ہوئے تو قرآن مجید میں ہے کہ:

وَرَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ — اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا

(پ 13۔ یوسف 100)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دن فرمایا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں پر دورہ کروں گا۔ ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر ایک کے پیٹ سے راہِ خدا میں جہاد کرنے والا پیدا ہوگا۔ لیکن یہ فرماتے وقت آپ نے ان شاءاللہ تعالیٰ نہیں کہا تو کوئی عورت حاملہ نہیں ہوئی سوائے ایک عورت کے اور اس کے بھی ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر رکھ دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدۡ فَتَنَّا سُلَيۡمٰنَ وَاَلۡقَيۡنَا عَلٰى كُرۡسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ — اور بے شک ہم نے سلیمان کو جانچا اور اس کی کرسی پر ایک بے جان بدن ڈال دیا۔ پھر وہ خدا کی طرف رجوع لائے۔

(پ 23۔ ص 34)

دونوں آیتوں سے اس بات کا ثبوت مل گیا کہ تخت اور کرسی پر بیٹھنا جائز اور دو پیغمبروں کی سنت ہے۔ اس لئے اسلامی تہذیب و تمدن میں تخت و کرسی پر بیٹھنا ایک اچھی اور باوقار نشست ہے اور یہ جائز بلکہ انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی ہے۔

www.waseemziyai.com

(15) علاج کا بیان

(141) شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

ہر بیماری کا علاج کرنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
''اے اللہ(عزوجل) کے بندو! تم لوگ علاج کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے شفا کا سامان رکھا ہے سوائے ایک بیماری کے کہ وہ لاعلاج ہے اور وہ بڑھاپا ہے۔''
(مشکوۃ ج 2' 388 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
''ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو اس کی دوا پہنچ جاتی ہے تو اللہ(عزوجل) کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔'' (مشکوۃ ج 2' 387 بحوالہ مسلم)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ علاج کرنا جائز ہونے کے ساتھ ساتھ سنت بھی ہے اس لئے ہر بیماری کا علاج کرنا چاہئے مگر اسلام کا یہ بنیادی عقیدہ ہر دم پیش رکھنا لازم ہے کہ ہر بیماری سے شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوائیں شفا دینے والی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دواؤں کو شفا کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ یہ دنیا عالم اسباب ہے جس طرح اس دنیا کا کوئی کام بغیر وسیلہ اور ذریعہ کے نہیں ہوتا اسی طریقے سے شفا بھی دواؤں کے وسیلہ اور ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں بلکہ ہر کام کا کرنے والا اور شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ:

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (پ19۔الشعراء۔80)	اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی (اللہ عزوجل) مجھے شفا دیتا ہے۔

(142) شہد میں شفاء ہے

اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس میں بیماریوں سے شفاء ہے۔ بعض بیماریوں کی تو تنہا شہد ہی دوا ہے۔ اور بعض بیماریوں میں دوسری دواؤں کے

www.waseemziyai.com

ساتھ مل کر یہ بحکم الٰہی شفاء دیتی ہے۔ چنانچہ بکثرت خمیروں۔ معجونوں' جوارشوں میں شہد پڑتی ہے اور بارہا کا تجربہ ہے کہ اس سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ (پ14-النحل 69)	شہد کی مکھی کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ کی نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے غور وفکر کرنے والوں کے لیے۔

فائدہ: — میرے علم میں دنیا کی کوئی دوا ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہو کہ ,,اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے''۔ صرف شہد ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ اس لیے اس پر ایمان لانا فرض ہے کہ ,,شہد میں شفاء ہے'' جو اس کا انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ قرآن کا منکر ہے اس لیے بہر حال اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ شہد میں شفاء ہے۔

(143) شہد پینا جائز ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ **شراب مختلف الونه** یعنی شہد رنگ برنگ کی ایک پینے کی چیز ہے اس لیے شہد کو بطورِ سالن کے کھانا اور دوسری دواؤں میں ملا کر کھانا بھی جائز ہے اور خالی شہد کو پینا بھی جائز ہے۔

(144) شراب حرام ہے

شراب اور جس دوا میں شراب ملی ہوئی ہو اس کا ہر ہر قطرہ نجس' اور اس کا پینا کھانا یا بدن میں لگانا اس سے علاج کرنا حرام ہے۔ اور اگر بدن یا کپڑے میں لگ جائے تو اس کو دھو کر پاک کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح پیشاب اور خون لگ جائے تو اس کو دھو کر پاک کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:-

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ	شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی

www.waseemziyai.com

وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ہیں۔ شیطانی کام تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (پ 7 المائدہ 90)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ نے بیماری اور دوا دونوں کو نازل فرمایا ہے لہٰذا تم لوگ دوا کرو اور حرام چیزوں سے دوا نہ کرو۔''

(مشکوۃ ج 2 ص 388 بحوالہ ابوداؤد)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ:

''خبیث (حرام ونجس) دواؤں سے علاج کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔'' (مشکوۃ ج 2 ص 388 بحوالہ ابوداؤد وترمذی وغیرہ)

واضح رہے کہ شراب کی حرمت قطعی ویقینی ہے جو قرآنِ مجید سے ثابت ہے لہٰذا جو شراب کو حرام نہ مانے وہ کافر ہے اور جو شراب کو حرام مانتے ہوئے اس کو پیتا ہے وہ سخت گناہ گار وفاسق ہے اور اس پر اس گناہ سے توبہ کرنا فرض ہے۔

(145) پانی سے علاج

حضرت ایوب علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا کہ ان کی تمام اولاد اور اونٹ و بکریاں، سونا چاندی وغیرہ تمام مال و اسباب ہلاک و برباد ہوگئے اور آپ کے تمام بدن پر آبلے اور پھوڑے نکل آئے۔ آپ ان مصیبتوں پر صبر و شکر کرتے رہے اور امتحانِ الٰہی میں کامیاب ہوگئے پھر آپ نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کی ٹھوکر سے زمین پر ایک چشمہ جاری فرما دیا اور حکم دیا کہ:

اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ (اے ایوب) زمین پر اپنا پاؤں مارو یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔ (پ 23 ص۔ آیت 42)

چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس چشمہ میں غسل فرمایا اور اس کے پانی کو پی لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مرض سے مکمل شفا عطا فرمائی اور جتنا مال اولاد کی تباہی سے ان کا نقصان ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کا دوگنا عطا فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے

www.waseemziyai.com

خوش ہو کر ان کی مدح فرمائی۔ اور ان کو "اَوّاب" (خدا کی طرف رجوع ہونے والا) کے جلیل القدر و باعظمت خطاب سے بھی سرفراز فرمادیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ چشموں اور کنوؤں اور بارش کے پانی میں بھی خدا کے حکم سے شفا ہو سکتی ہے چنانچہ بارہا کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ بعض چشموں اور بعض کنوؤں اور بعض موسم کی بارشوں میں بھی شفا ہوتی ہے۔ اور ان پانیوں سے غسل کرنا اور ان کا پینا صحت بخش ہوتا ہے تو ان پانیوں سے علاج کرنا جائز ہے۔

(146) دودھ ایک خوشگوار پینے کی چیز ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت کی نشانیوں و بیان فرماتے ہوئے قرآن مجید میں دودھ کا تذکرہ ان لفظوں میں بیان فرمایا کہ:

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ

(پ14۔ النحل آیت 66)

اور بے شک چوپایوں میں تمہارے لئے عبرت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ جو پینے والوں کے حلق سے آسانی سے اتر جاتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دودھ ایک خوشگوار پینے کی چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی لہٰذا دودھ کو دوا اور غذا کے طور پر پینا جائز ہے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کا آزمودہ تجربہ ہے کہ دودھ نہایت ہی صحت بخش غذا اور بہت سی بیماریوں کی نہایت ہی مفید دوا ہے۔ اور قرآن مجید کے اشارات بھی اسی حقیقت کی طرف ہدایت و رہنمائی کر رہے ہیں اور حدیثوں میں صراحۃً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کی مدح فرمائی ہے۔

(16) مہمان نوازی کا بیان

مہمان نوازی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ایک حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد

www.waseemziyai.com

فرمایا کہ:

''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کیلئے لازم ہے کہ مہمان کی عزت افزائی کرے۔'' (مشکوٰۃ ج 2' 368 بحوالہ بخاری ومسلم)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ:

''سنت طریقہ یہ ہے کہ مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازہ تک مہمان کے ساتھ ساتھ چلے۔'' (مشکوٰۃ ج 2' 370 بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر دس یا بارہ فرشتے انسانی شکل وصورت میں مہمان بن کر تشریف لائے۔ تو آپ نے ان مہمانوں کی کس طرح مہمان نوازی فرمائی؟ اس کی منظرکشی کرتے ہوئے خداوند کریم نے قرآن مجید میں ارشادفرمایا:

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ

(پ 26۔ الذریت آیات 24 تا 27)

(اے محبوب) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔ جب وہ ان کے پاس آکر بولے کہ ''سلام'' تو ابراہیم نے کہا کہ سلام (ابراہیم نے دل میں کہا) کہ یہ تو ناشناس لوگ ہیں۔ پھر ابراہیم گھر میں گئے اور ایک فربہ (بھنا ہوا) بچھڑا لے آئے۔ پھر اسے (مہمانوں) کے پاس رکھا اور کہا کہ کیا تم لوگ کھاتے نہیں؟

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(1) فرشتے انسانی صورت میں مہمان بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے (2) ان مہمانوں نے آکر سلام کیا۔ معلوم ہوا کہ مہمان گھر والے کو سلام کرے گا۔ (3) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے سلام کا جواب دیا (4) ان مہمانوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلے سے کوئی جان پہچان نہیں تھی۔ معلوم ہوا کہ مہمان کیلئے جان پہچان والا ہونا ضروری نہیں ناآشنا سا لوگ بھی مہمان ہوسکتے ہیں اوران کی مہمان نوازی کی جائے (5) حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر میں جاکر ایک بھنا ہوا گائے کا بچھڑا لائے جو خوب فربہ

www.waseemziyai.com

تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کے گھر آتے ہی صاحب خانہ کو چاہئے کہ مہمان کے کھانے کا انتظام کرے اور کھانا مہمان کے سامنے لائے (6) یہ فرشتے جب کھانے سے رکے تو آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ آپ لوگ کھانا نہیں کھا رہے ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ صاحب خانہ کو چاہئے کہ مہمان کو اصرار کر کے کھانا کھلائے (7) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان مہمانوں سے خطرہ یوں محسوس ہوا کہ اس دور کا یہ دستور تھا کہ دشمن کھانا نہیں کھاتا تو جب فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تو آپ ڈر گئے کہ کہیں یہ مہمان دشمن نہ ہوں۔

ان مہمانوں سے جو فرشتے ہونے کی وجہ سے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنے کا مقصد پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ دو مقصد سے آپ کے گھر آئے ہیں ایک تو یہ کہ آپ کے گھر میں حضرت ''سارہ'' کے پیٹ سے ایک صاحب علم لڑکا پیدا ہوگا۔ ہم لوگ آپ کو یہ خوشخبری سنانے کیلئے آئے ہیں اور دوسرے ہمارا یہ کام ہے کہ ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب لے کر آسمان سے اترے ہیں۔ چنانچہ اس فرشتوں نے پہلے تو لوط علیہ السلام کی قوم پر کنکر کے پتھروں کی بارش کی پھر پوری بستی کو الٹ پلٹ کر تہس نہس کر دیا۔

(17) عاریت کا بیان

عاریت یہ ہے کہ استعمال کی چیزیں مثلاً سوئی' کلہاڑی' کدال' چاقو' مطالعہ کیلئے کتابیں' کھانے کے برتن وغیرہ اس قسم کی چیزیں کوئی استعمال کیلئے مانگے تو اس کو کچھ دیر کیلئے دے دینا۔ اور پھر واپس لے لینا۔ جس نے عاریت کے طور پر سامان لیا ہے وہ سامان اس کے پاس عاریت دینے والے کی امانت ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ کام نکل جانے کے بعد وہ اس سامان کو واپس لوٹا دے۔ اور اگر اس نے اس سامان کو ضائع کر دیا تو اس سے تاوان وصول کیا جائے گا۔

عاریت دینے پر بہت بڑا ثواب ملے گا۔ اور عاریت نہ دینے پر قرآن مجید میں بہت

www.waseemziyai.com

سخت وعید آئی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کو عاریت کے طور پر برتنے کیلئے سامان دے دیا کریں کہ یہ مسلمانوں کی اعانت ہے جو باعث ثواب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

(پ 30 الماعون 7)

اللہ اکبر کتنی سخت اور شدید وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس وعید سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(18) امانت کا بیان

امانت رکھنا جائز ہے۔ اور جس کی امانت ہے اس کو دی جائے گی اور امانت میں خیانت حرام و گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا

بے شک اللہ (عزوجل) تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

(پ 5۔ النساء 58)

اس سے ثابت ہوا کہ امانت کو صاحبِ امانت تک بغیر کسی خیانت کے پہنچا دینا واجب ہے۔

(147) امانت میں خیانت حرام ہے

جس کی امانت ہے وہ امانت اس کو سپرد کی جائے گی۔ اگر امانت رکھنے والے نے اس امانت میں کوئی کمی کر کے یا اس میں کوئی نقصان پہنچا کر امانت کو واپس کیا تو یہ امانت میں خیانت ہوئی۔ امانت میں خیانت حرام و گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:

www.waseemziyai.com

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

(پ9۔الانفال۔27)

اے ایمان والو! اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ اور اپنی امانتوں میں بھی جان بوجھ کر خیانت نہ کرو۔

فائدہ: امانت صرف روپے پیسے اور مال و سامان ہی کی نہیں ہوتی بلکہ اس کے علاوہ دوسری بھی بہت سی امانتیں ہیں۔ مثلاً (1) کسی نے اپنا سلام و پیغام کسی دوسرے تک پہنچانے کیلئے تمہیں اپنا امین بنا دیا۔ تو تم اس کے امین ہوگئے۔ اب تم پر لازم ہے کہ وہ سلام و پیغام ہو بہو اس شخص تک پہنچا دو۔ اور اس میں تبدیلی اور کتر بیونت نہ کرو ورنہ تم پر گناہ خیانت کا ہوگا۔ (2) کسی نے اپنا راز تمہیں بتا دیا اور تم کو امین بنا دیا کہ اس راز کو کسی پر فاش نہ کرنا۔ تو تم اس آدمی کے امین ہوگئے۔ اگر اس راز کو فاش کر دو گے تو تم امانت میں خیانت کرنے کے مجرم ٹھہرو گے (3) میاں بیوی جماع کے وقت جو حرکتیں کرتے ہیں میاں بیوی ایک دوسرے کے امین ہیں۔ اگر مرد اور عورت میں سے کسی نے ان حرکتوں کو دوسروں پر ظاہر کر دیا تو ان پر خیانت کرنے کا الزام عائد ہوگا۔ ان سب قسم کی امانتوں میں خیانت کرنی حرام و ناجائز ہے۔

(148) وعدہ خلافی

کسی سے کوئی وعدہ کر کے اس وعدہ کو پورا نہ کرنا بدترین جھوٹ اور ایک قسم کی امانت میں خیانت ہے جو بدترین گناہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منافق کی خصلت بتایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ:

چار باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چار باتوں میں ایک بات ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ یہاں تک کہ اس بات کو چھوڑ دے۔ (1) جب وہ امین بنایا جائے تو خیانت کرے (2) بات کرے تو جھوٹ بولے (3) اور جب کوئی وعدہ کرے تو عہد شکنی کرے اور جب کوئی بحث کرے تو گالی بکے

www.waseemziyai.com

اور بدزبانی کرے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 17 بحوالہ بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ — اے ایمان والو! وعدوں کو پورا کرو۔

(پ6۔ المائدہ1)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر لازم ہے اپنے وعدوں کو ضرور پورا کریں اور ہرگز ہرگز وعدہ خلافی نہ کرے۔

(19) منت ماننے کا بیان

نذر و منت شریعت میں اس عبادت کے کام کو کہتے ہیں جو بندہ خود اپنے اوپر لازم کرے مثلاً یہ کہا کہ اگر میرا فلاں مقصد پورا ہوگیا تو میں اتنی رکعتیں نفل پڑھوں گا۔ یا اتنے روزے رکھوں گا۔ یا اتنے مسکینوں کو خدا کی رضا کیلئے کھانا کھلاؤں گا۔ یا کوئی بھی نیک کام کروں گا۔ یہ یاد رکھئے کہ نذر و منت خاص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوتی ہے۔ کسی مزار یا کسی بزرگ کیلئے منت نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ یہ جائز ہے کہ یہ کہے کہ یا اللہ (عزوجل)! اگر میرا فلاں مقصد پورا ہوگیا تو میں نے نذر و منت مانی ہے کہ فلاں ولی کے مزار کے پاس آستانہ کے فقراء کو تیری رضا کیلئے کھانا کھلاؤں گا یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں گا۔ یا وہاں کی مسجد کیلئے تیل یا چٹائی وغیرہ دوں گا۔ (خزائن العرفان 53 بحوالہ ردالمختار)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ — اور جو کچھ تم خرچ کرو یا منت مانو اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(پ3۔ البقرہ آیت 270)

(149) منت پوری کرنے کی تعریف

اپنی منت کو پوری کرنا قابل تعریف اور ثواب کا کام ہے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوگئے تھے تو حضرت علی و حضرت بی بی فاطمہ اور

www.waseemziyai.com

ان کی لونڈی بی بی فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تین روزوں کی منت مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب دونوں صاحبزادوں کو صحت دے دی تو ان صاحبوں نے منت کے تین روزے رکھے۔ اس کی تعریف خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ :

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّه، مُسْتَطِيْرًا

(پ 29۔ الدھر آیت 7)

(اہل بیت) اپنی منت پوری کرتے رہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔ جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔ (یعنی قیامت کے دن)

اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت طلحہ اور حضرت سعید بن زید اور حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے منت مانی تھی کہ وہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جہاد کا موقع پائیں گے تو آخری دم تک ثابت قدم رہیں گے تو ان حضرات کی مدح و تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ :

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَه، وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُوْا وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً

(پ 21۔ الاحزاب 23)

مسلمانوں میں کچھ مرد وہ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ (عزوجل) سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا بھی نہ بدلے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی۔ اس کو پوری کرنا لازم و ضروری ہے اور منت پوری کر لینے پر اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اجر و ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی مدح و تعریف بھی فرماتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں قرآنی واقعات میں آپ نے پڑھ لیا۔

(20) صلح کا بیان

(150) صلح بہت اچھی چیز ہے

ہر نزاع کو ختم کرنے اور ہر جھگڑے کو چکانے اور نمٹانے کیلئے سب سے بہترین چیز صلح ہے۔ چنانچہ دورِ حاضر میں مشرق و مغرب کے تمام بڑے بڑے عقلا و دانشور اس

www.waseemziyai.com

حقیقت کا با آوازِ بلند اعتراف کر رہے ہیں کہ دنیا کا کوئی نزاعی مسئلہ جنگ سے طے نہیں ہوسکتا بلکہ ہر اختلافی مسائل کو طے کرنے کی بہترین صورت یہی ہے کہ میدانِ جنگ سے ہٹ کر بند کمرے میں ایک میز کے گرد صلح وصفائی کی گفتگو کی جائے۔ یہ سچی حقیقت ہے جس کا برسہا برس تجربہ کرنے کے بعد آج دنیا بھر کے دانشوران ومبصرین اعلان کر رہے ہیں۔آج سے چودہ سو برس پہلے ہی قرآن مجید نے اعلان کر دیا ہے کہ:

وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ وَاُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ (پ5۔النساء128)	اور ''صلح'' سب سے بہترین چیز ہے اور لوگوں کے دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔

یعنی ہر ایک اپنا فائدہ اور راحت وآسائش چاہتا ہے۔ اور اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کر کے دوسروں کے فائدے اور آرام وراحت کو ترجیح نہیں دیتا ہے اور سب کتوں کی طرح لڑ رہے ہیں اور کسی کو بھی امن وسکون اور آرام وآسائش نصیب نہیں ہوتی۔ حالانکہ سب کیلئے آرام وسکون کا واحد طریقہ ''امن'' ہے جو سب سے بہترین راستہ ہے۔

(151) مسلمانوں میں لڑائی ہو تو صلح کرادو!

مسلمانوں میں لڑائی کا ہونا' اور ان میں اختلاف ونزاع کا پیدا ہونا۔ بشریت کے لحاظ سے ایک فطری بات ہے۔مگر اس اختلاف ونزاع کو ختم کرانے اور لڑائی بند کرانے کی بہترین تدبیر یہی ہے کہ دونوں فریق میں صلح کرادی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا (پ26۔الحجرات9)	اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرادو۔
اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ	تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو۔ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو۔ کہ تم پر رحمت ہو۔ (پ26۔الحجرات10)

www.waseemziyai.com

بہر حال مسلمانوں کے ہر اختلاف اور لڑائی کی صورت میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ خاموش تماشائی نہ بنے رہیں بلکہ چند باثر ومخلص مسلمان آگے بڑھ کر مسلمانوں میں صلح کرا دیں تاکہ لڑائی جھگڑا ختم ہو جائے اور مسلمان بھائی بھائی کی طرح مل جل کر امن وسکون کے ساتھ رہنے لگیں۔

(152) میاں بیوی میں مصالحت

کبھی کبھی میاں بیوی میں بھی اختلاف رونما ہو جایا کرتا ہے تو اس اختلاف ونزاع کو دور کرنے اور دونوں میں محبت واتحاد پیدا ہونے کی بہترین صورت یہی ہے کہ عورت اور مرد میں مصالحت ہو جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا	اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں۔ (پ5- النساء128)

مطلب یہ ہے کہ کچھ اہل خیر بااخلاص مسلمان بیٹھ کر میاں بیوی میں صلح کرا دیں اور میاں بیوی کچھ لے کچھ دے کے اصول پر نرم وگرم معاملہ کو طے کرلیں۔ یہی سب سے بہترین صورت ہے۔ صلح کرا دینا اور صلح کر لینا مسلمانوں اور میاں بیوی دونوں کا فرضِ منصبی ہے مگر افسوس کہ آج کل خودغرضی کا دور ہے کہ لوگ میاں بیوی اور مسلمانوں کے جھگڑوں کو خاموش تماشائی بن کر دیکھا کرتے ہیں اور کوئی آگے بڑھ کر صلح نہیں کراتا۔ حالانکہ یہ ہر ایک مسلمان کا فرضِ منصبی ہے۔ کاش مسلمانوں کو اس فرض منصبی کی ادائیگی کی توفیق نصیب ہو جائے تو مسلم معاشرہ میں ایک بہت بڑی اصلاح ہو جاتی۔

(21) اسلامی حکومت

اسلامی حکومت کے تین بنیادی اصول ہیں۔ جن کے بغیر کوئی سلطنت اسلامی حکومت نہیں کہلا سکتی (1) حاکمیت صرف اللہ (عزوجل) اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے (2) مجلس شوریٰ (3) عدل۔

www.waseemziyai.com

(153) اللہ عزوجل ورسول ﷺ کی حاکمیت

اسلامی حکومت میں اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے سوا کسی دوسرے کا حکم نہیں چل سکتا۔ ہر جگہ ہر حال میں بہرصورت قوانین اسلام ہی امیر مملکت اور رعایا سب کیلئے واجب الایمان اور لازم العمل رہیں گے۔ قانونِ اسلام کے سوا کسی کو کسی حاجت میں کوئی اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

(پ 22۔ الاحزاب 36)

اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ حکم فرما دیں تو اپنے معاملہ کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم نہ مانے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں بہکا۔

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (پ 5۔ النسا 59)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ (عزوجل) کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ (عزوجل) اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور رجوع کرو۔ اگر تم اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔

واضح رہے کہ قانونِ اسلام میں یہ جائز ہی نہیں ہے کہ امیر یا حکومت والے اللہ (عزوجل) کے کسی حکم کی مخالفت کرسکیں۔ اس لئے امیر اور حکومت والے کا حکم (اللہ تعالیٰ)

www.waseemziyai.com

ہی کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اسلامی حکومت میں حاکمیت صرف اللہ(عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی ہوگی۔

(154) مجلس شوریٰ

اسلامی حکومت میں ایک مجلس شوریٰ بھی لازمی ہے جو ایماندار و صالحین دانشوروں پر مشتمل ہوگی۔ جو قوانین اسلام اور ان کی تشریحات کے بارے میں امیر ریاست کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ خداوند قدوس نے اس کی ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (پ25 الشوریٰ 38)

اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

(155) عدل وانصاف

اسلامی سلطنت کے سلطنت کیلئے بنیادی طور پر لازم وضروری ہے کہ ہر معاملہ میں ہر شخص کے ساتھ قوانین اسلام کے مطابق عدل وانصاف کیا جاتا رہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ (پ25۔ الشوریٰ 15)

اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کتاب اللہ(عزوجل) نے اتاری۔ اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں عدل کروں۔ اللہ(عزوجل) ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے۔

(156) حاکموں کے اوصاف

اسلامی حکومت میں ایسے حاکموں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے جو اپنی خواہشات نفسانیہ کے فرماں بردار ہوں۔ اور اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قوانین سے روگردانی کرکے قیامت کے دن اپنے اعمال کا حساب دینے کو بھول بیٹھے ہوں۔ بلکہ فرمانرواؤں اور حاکموں پر لازم ہے کہ اپنے اعمال کا حساب دینے کو بھول بیٹھے ہوں۔

www.waseemziyai.com

بلکہ فرمانرواؤں اور حاکموں پر لازم ہے کہ وہ معاملہ میں وہی حکم دیں جو حق ہے۔ اور اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانوں کے مطابق ہے اور ہرگز ہرگز کبھی اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کریں۔ اور ہر دم ہمیشہ اور ہر حال میں اس عقیدہ پر استقامت رکھیں کہ ہم آج جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔ قیامت کے دن ہم کو اپنے اعمال کے ذرے ذرے کا حساب دینا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکومت و فرمانروائی عطا فرماتے وقت ان پر جو پابندی عائد فرمائی تھی۔ اس کا تذکرہ خود قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا کہ:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ (پ۔23۔ص26)

اے داؤد! بے شک ہم نے تمہیں زمین میں اپنا نائب (بادشاہ) بنایا تو آپ لوگوں کو حق بات کا حکم دیجیے۔ اور خواہش کی پیروی نہ کریں۔ کہ وہ آپ کو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے بہکاوے گی۔ بے شک جو اللہ (عزوجل) کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن بھول بیٹھے۔

غور کیجیے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہا السلام کو خصوصیت کے ساتھ تین باتوں کا حکم فرمایا (1) حق کا حکم ماننا (2) خواہش کی پیروی نہ کرنا (3) محاسبہ قیامت کو یاد رکھنا۔ اسلامی حکومت کے بعد حاکموں کو بھی اسی روش پر چلنا ضروری ہے۔

(157) اطاعتِ امیر کے حدود

اسلامی حکومت میں امیر مملکت کے احکام کی پابندی رعایا پر واجب ہے لیکن اگر امیر مملکت کسی ناجائز اور خلافِ شریعت بات کا حکم دے تو ہرگز ہرگز اس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

www.waseemziyai.com

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا

اپنے رب کے حکم پر صابر رہو اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانو۔

(پ29۔الدھر 24)

حدیث شریف میں حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

''امیر کی بات کو سننا اور اس کی فرمانبرداری ہر مسلمان پر لازم ہے۔خواہ وہ بات اس کو پسند ہو یا ناپسند۔لیکن جب امیر کی طرف سے کسی گناہ کی بات کا حکم دیا جائے تو نہ اس کی بات سنی جائے گی۔نہ اس کا حکم مانا جائے گا۔(مشکوۃ ج۔2۔ص319 بحوالا بخاری ومسلم)

(158) بین الاقوامی معاہدوں کا احترام

اسلامی سلطنت نے اگر کسی حکومت سے کوئی معاہدہ کرلیا ہو۔تو اس معاہدہ کا احترام اور اس کی پابندی امیر ورعایا سب پر لازم ہے اور ہرگز اس خلاف ورزی جائز نہیں۔ یہاں تک کہ معاہدوں کی مدت گزر جائے یا معاہدہ ہی ختم ہو جائے۔ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (پ۔15۔بنی اسرائیل 34)

اور عہد کو پورا کرو۔بے شک عہد کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ گچھ ہوگی

(159) تحقیق کے بغیر کاروائی منع ہے

کسی مقدمہ یا کسی معاملہ میں محض افواہ کی بنا پر حکام کو بغیر تحقیق کے کوئی کاروائی کر ناجائز نہیں ہے۔جب تک صورت واقعہ کی پوری پوری تحقیق نہ کرلی جائے اور یقینی طور پر اس کا علم نہ ہو جائے۔محض شبہہ کی بنا پر کسی پر فردِ جرم لگا کر اس کو سزا دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ارشاد ربانی ہے کہ:۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

(پ15۔بنی اسرائیل36)

اور اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت میں) سوال ہونا ہے۔

www.waseemziyai.com

یعنی۔ جس چیز کو دیکھا نہیں ہے اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس بات کو سنا نہیں ہے۔ اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے نہ اس پر کوئی کاروائی کرو۔

(160) بین الاقوامی سیاست دلیرانہ ہونی چاہیے

اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ بین الاقوامی سیاست میں خوف و ہراس نہ رکھے۔ بلکہ خود اعتمادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے دلیرانہ طور پر اپنی سیاست کو اقوامِ عالم کے سامنے پیش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کی ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (پ10۔الانفال 61۔62)

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ (عزوجل) پر بھروسہ رکھو۔ بے شک وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور اگر وہ تمہیں فریب دینا چاہیں تو بیشک تمہیں اللہ (عزوجل) کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا (یعنی مسلم فوجوں کے ذریعے تمہیں طاقتور بنایا۔)

(161) معاہدہ شکن کے ساتھ کیا معاملہ کریں؟

اگر کسی حکومت سے اسلامی حکومت کا کوئی معاہدہ ہوا۔ مگر وہ حکومت بار بار معاہدوں کو توڑتی رہتی ہے۔ تو اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ بھی معاہدہ کو ختم کر دے اور اگر جنگ کی نوبت آجائے تو شدید جنگ کریں اور اگر معاہدہ کے بعد دوسری حکومت کی طرف سے کسی دغا کا اندیشہ ہو تو اسلامی حکومت کو چاہیے کہ اس سے معاہدہ فسخ کر لیں اور اس حکومت کو مطلع کر دیں کہ ہمارے تمہارے درمیان اب کوئی معاہدہ نہیں رہا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ہدایت نامہ یاد رکھیں:

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ

وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔ پھر ہر بار وہ

يُنْقِضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ (پ10۔الانفال 56۔57۔58)

اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں اس طرح قتل کرو۔جس سے ان کے پسماند گان کو بھگا دو۔اس طرح شاید انہیں کچھ عبرت حاصل ہو۔ اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا معاہدہ ان کی طرف برابری پر پھینک دو۔بے شک دغا والے اللہ(عزوجل) کو پسند نہیں۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ اسلامی حکومت معاہدوں کی اس وقت تک پابندی کرے گی۔جب تک فریق ثانی اپنے معاہدوں پر قائم رہے گا اور اگر فریق ثانی معاہدہ کو توڑ دے یا اس کی طرف سے کسی دغا کا خطرہ محسوس ہونے لگے تو اسلامی حکومت کو معاہدہ فسخ کر دینے کا اعلان کر دینا چاہیے۔اگر جنگ کی نوبت آن پڑے تو دلیری کے ساتھ جم کر لڑنا چاہیے اور ہرگز ہرگز بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔یہ اور بات ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی طرف سے جنگ کو ٹالتے رہنا چاہیے۔

(162) اسلامی عدالت

اسلامی حکومت کے لیے بے حد ضروری اور انتہائی اہم ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں ایک ''محکمہء عدلیہ'' قائم کرے جو انتظامیہ کے تسلط اور سیاسی دباؤ سے بالکل آزاد ہو تا کہ کھلی فضا میں وہ مقدمات کا عادلانہ فیصلہ صادر کرتا رہے۔اسی محکمہء عدلیہ کا نام ''اسلامی عدالت'' ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (پ6 المائدہ۔ 8)

عدل کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ(عزوجل) سے ڈرو۔بے شک اللہ(عزوجل) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

دوسری آیت شریفہ میں یوں ارشاد ہوا کہ:

www.waseemziyai.com

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ(عزوجل) تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے۔ یقیناً اللہ(عزوجل) سنتا دیکھتا ہے۔(پ5۔النساء58)

اسلامی عدالت کے علاوہ بھی ہر مسلمان کو ہمیشہ ہر معاملہ میں عدل وانصاف کرتے رہنا واجب الایمان ولازم العمل ہے۔

(163) اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے

ہر معاملہ میں اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ کو بلا چوں و چرا مان لینا فرض ہے۔ قرآن میں خدا کا فرمان ہے کہ:

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

(پ13۔الرعد۔41)

اور اللہ(عزوجل) حکم فرماتا ہے۔ اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور اسے حساب لینے میں دیر نہیں لگتی۔

دوسری آیت شریفہ میں اس طرح فرمایا کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(پ6۔المائدہ45)

اور جو اللہ(عزوجل) کے نازل کئے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

دوسری آیت مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

(پ6۔المائدہ47)

اور جو اللہ(عزوجل) کے نازل کئے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نازل ہو چکا ہے۔ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے سوا کوئی دوسرا فیصلہ ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہی مسلمان کیلئے لازم العمل ہے۔ مثلاً چور، زانی۔ قاتل

www.waseemziyai.com

وغیرہ کے بارے میں جو سزائیں قرآن میں نازل ہو چکی ہیں۔ اب کسی حاکم کو قطعاً یہ اختیار نہیں ہے کہ رقم کی درخواست‘ یا کسی بڑی سفارش یا کسی سیاسی مصلحت سے ان سزاؤں کو معاف کر دے۔ یا ان میں کوئی تخفیف یا ردوبدل کر دے۔ اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا فیصلہ ہے جو ہر حال میں نافذ اور واجب العمل رہے گا۔ ہاں البتہ جن مجرموں کے بارے میں کوئی معین سزا خداوند تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی ہے بلکہ اس کو قاضیوں کی رائے کے سپرد فرما دیا ہے۔ ان سزاؤں کو قاضی اپنی صوابدید کے مطابق نافذ کرے گا تو قاضی سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ قاضی حال و ماحول اور اشخاص کے لحاظ سے اس میں ردوبدل کر سکتا ہے۔ اس قسم کی سزاؤں کو تعزیرات کہتے ہیں۔ تعزیرات میں قاضی کمی بیشی کر سکتا ہے۔

(164) اسلامی عدالت کے سمن پر حاضر نہ ہونا گناہ ہے!

اسلامی عدالت جب سمن جاری کر کے کسی کو عدالت میں طلب کرے تو سمن پا کر بلا کسی عذر کے عدالت میں حاضر نہ ہونا جرم اور گناہ ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(پ 18۔ النور 48‘ 49‘ 50)

اور جب بلائے جائیں اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں فیصلہ فرمائیں تو ناگہاں ان میں کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو تو ان کی طرف آئیں مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں۔ یا ڈرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پر ظلم کریں گے؟ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔

غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمانے کیلئے جن لوگوں کو بلائیں اور وہ حاضری سے منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر کتنے غضب کا اظہار فرمایا۔ اور ان

www.waseemziyai.com

لوگوں کی کیسی کیسی مذمت فرمائی کہ ان لوگوں کو ''ظالم تک فرمایا۔تو اسلامی عدالت کا سمن درحقیقت اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بلاوا ہے۔تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے تو جو سمن سے روگردانی کر کے عدالت میں حاضر نہ ہوگا وہ یقیناً بلاشبہ مجرم و گناہگار ہوگا۔

166 گواہ' گواہی سے انکار نہیں کر سکتے

کسی مقدمہ کے گواہ کو جب گواہی کیلئے بلایا جائے تو گواہ کیلئے جائز نہیں ہے کہ گواہی کو چھپائے یا گواہی دینے سے انکار کرے۔اگر وہ گواہی کو چھپائے گا یا گواہی دینے سے انکار کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھ لیجئے۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (پ3۔البقرہ283)

اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ (عزوجل) تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

دوسری آیت مبارکہ میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا (پ3۔البقرہ286)

اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں۔

دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ گواہ کو ہرگز ہرگز اپنی گواہی نہ چھپانی چاہئے۔نہ گواہی دینے سے انکار کرنا چاہئے بلکہ گواہ پر از روئے شریعت لازم ہے کہ عدالت میں حاضر ہو کر اپنی گواہی پیش کرے۔

(167) جھوٹی گواہی حرام ہے

جھوٹی گواہی دینی حرام و ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (پ17۔الحج 3)

اور جھوٹی بات سے بچو۔

www.waseemziyai.com

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے مخصوص اوصاف کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَالَّذِیْنَ لَایَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ — اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے

(پ 19۔ الفرقان 72)

جھوٹی گواہی دینے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہے۔ جھوٹے گواہ کو قاضی تعزیر کے طور پر سزا بھی دے گا۔

(168) فاسق کی خبر اور گواہی معتبر نہیں

فاسق مثلاً چور، ڈاکو، شرابی، زنا کار، جھوٹا، نماز باجماعت قصداً بلا عذر شرعی چھوڑنے والا وغیرہ فاسقوں کی خبر اور گواہی غیر معتبر ہے۔ نہ ان لوگوں کی خبر پر اعتماد کیا جائے گا نہ ان لوگوں کی گواہ قبول کی جائے گی۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو لاعلمی میں سزا نہ دے بیٹھو۔ پھر اپنے کیئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ (پ 26۔ الحجرات آیت 6)

(169) زبردستی کرایا ہوا گناہ جرم نہیں

اگر کافروں نے کسی مسلمان کو پکڑ کر اس کے گلے پر تلوار رکھ دی۔ یا سینے پر بندوق کی نالی رکھ دی اور جان کی دھمکی دے کر کفر بولنے پر مجبور کر دیا اور اس مسلمان کو ظن غالب ہو گیا ہو بغیر کفر بولے میری جان بچ نہیں سکتی تو ایسی حالت میں بھی اگر مسلمان کفر کا کلمہ نہ بولے اور قتل ہو جائے تو اس کو شہادت کا عظیم درجہ ملے گا اور اگر جان بچانے کیلئے صرف زبان سے کف بک دیا اور دل میں ایمان ہی رہا تو یہ جائز ہے اور چونکہ زبردستی اس سے کفر کی بات کہلائی گئی ہے اس لئے اس مسلمان پر کوئی جرم و گناہ عائد نہیں ہوگا اسی طرح اگر زنا کرنے، شراب پینے یا خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کر دیا گیا اور اس نے دل میں برا جانتے

www.waseemziyai.com

ہوئے صرف جان بچانے کیلئے ان گناہوں کو کرلیا تو اس پر کوئی جرم وگناہ ثابت نہیں ہوگا۔

خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّم بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

جو ایمان لاکر اللہ(عزوجل) کا منکر ہو۔ سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہولیکن جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ(عزوجل) کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

(پ 14۔ النحل 106)

(170) قرآن کے خلاف کوئی قانون بنانا کفر ہے!

قانون ساز جماعت یعنی اسمبلی و پارلیمینٹ پر فرض ہے کہ ہرگز ہرگز کوئی قانون قرآن کے خلاف نہ بنائے نہ بننے دے۔ اور اگر جان بوجھ کر قصداً کوئی قانون قرآن کے خلاف بنا دیا اور اس کو اچھا جان کر اس پر خوشی کا اظہار کیا تو جتنے لوگ قانون سازی میں شریک تھے۔ سب کافر ہوگئے ان کو توبہ کرکے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا اور اپنی بیویوں سے دوبارہ نکاح کرنا لازم ہوگیا۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

(پ 28۔ المجادلہ 5)

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ(عزوجل) اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ ذلیل کئے گئے جیسے کہ ان کے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتار دی ہیں اور کافروں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

آیت کے آخری جملہ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ میں ان لوگوں کے کافر ہو جانے کا اعلان ہے۔

www.waseemziyai.com

(171) کسی پر دوسرے کے عمل کی ذمہ داری نہیں

کسی کے جرم و گناہ کی سزا دوسرے کو نہ دنیا میں دی جاسکتی ہے نہ آخرت میں دی جائے گی۔ ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ ایک کے عمل کی دوسرے پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ قرآن مجید میں خداوند کریم کا اعلان ہے کہ:۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی

(22۔فاطر۔18)

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہی ہو۔

(172) والدین کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ''مجمع البحرین'' کے سفر میں تھے تو حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو بغیر کسی اجرت کے سیدھی کر دی۔ اور دیوار گرنے سے بچ گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بارے میں سوال کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

(پ 16۔ الکھف 82)

رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے۔

ان دونوں لڑکوں کے نام ''اصرم'' اور ''صریم'' تھے اور ان کے باپ کا نام ''کاشح'' اور ماں کا نام ''دنیا'' کاشح ان دونوں لڑکوں کا باپ تھا اور بعض مفسرین نے بتایا ہے کہ یہ

www.waseemziyai.com

ساتویں پشت میں ان دونوں لڑکوں کا باپ تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دسویں پیڑھی میں ان دونوں لڑکوں کا باپ ہوتا تھا۔ بہرحال کاشح بہت ہی نیک اور پرہیز گار تھا۔ اس کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ان دونوں لڑکوں پر یہ رحمت ہوئی کہ حضرت خضر علیہ السلام کو بھیج کر گرتی ہوئی دیوار کو سیدھی کرا دی۔ ورنہ اگر یہ دیوار گر پڑی ہوتی تو دونوں یتیموں کا خزانہ ضائع ہو جاتا۔ مگر خزانہ ضائع نہیں ہوا۔ بلکہ اصرم وصریم دونوں لڑکوں نے جواب ہو کر اپنے خزانہ کو نکالا اور کام میں لائے۔ حضرت علامہ احمد بن محمد صاوی مفسر علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ اس واقعہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ باپ داداؤں کی نیکیوں سے بیٹیوں، پوتوں کو نفع پہنچتا ہے۔ (تفسیر صاوی ج 3، ص 22 مطبوعہ بمبئی)

اس سے مسلمانوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ وہ نیکی کریں گے تو ان کی نیکیوں سے انہیں بھی دنیا و آخرت میں نفع پہنچے گا۔ اور ان کی نسل میں ہونے والی سب اولاد اور متعلقین کو بھی نفع پہنچے گا۔ دنیا میں لوگ اپنی اولاد کیلئے مکان، دکان، جائیداد، خزانہ بڑے بڑے سامان کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں بھی کرتے رہیں تاکہ ان کو بھی اس کا فائدہ پہنچے اور ان کی اولاد کو بھی اس سے نفع پہنچتا رہے۔

(173) مومن کو غلطی سے قتل کرنا

کسی مومن کو قتل کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ ایک مومن کو قتل کرنا کعبہ معظّمہ کو ڈھا دینے سے بھی بڑا گناہ ہے، لیکن اگر غلطی سے کسی مومن کو قتل کر دیا۔ مثلاً کسی آدمی کو کافر حربی سمجھ کر قتل کر دیا اور وہ مومن نکلا یا کسی کافر پر بندوق یا تیر چلایا مگر نشانہ خطا کر گیا اور کوئی مومن قتل ہو گیا۔ یا شکار پر بندوق چلائی اور کسی مومن کو گولی لگ گئی اور وہ مر گیا تو ان صورتوں میں یہ حکم ہے کہ قاتل توبہ کرے اور ایک مومن غلام کو بطورِ کفارہ آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت یعنی ایک سو اونٹ یا ان کی قیمت دینی ہو گی تو پھر اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:

www.waseemziyai.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِناً اِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَاءً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا (پ5۔النساء92)

کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اور خون بہا کہ مقتول کے وارثوں کو سپرد کیا جائے گا۔ مگر مقتول کے وارث لوگ اگر خون بہا معاف کر دیں تو خون بہا نہیں دینا پڑے گا۔

اس زمانے میں لونڈی غلام نہیں ملتے تو ان کی قیمت کے برابر رقم خیرات کر دینی چاہئے۔

(174) عمداً کسی مسلمان کا قاتل ملعون اور جہنمی ہے

جان بوجھ کر عمداً کسی مسلمان کو قتل کرنا سخت گناہ اور بہت اشد گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ(عزوجل) کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے بلکہ یہ قتل اگر ایمان کی علامت سے ہو یا قاتل اِس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر بھی ہے۔ (خزائن العرفان 111)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَاباً عَظِيْماً (پ5۔النساء93)

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا۔ اور اللہ(عزوجل) نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کیلئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دنیا میں اس قاتل کی سزا یہ ہے کہ قصاص کے طور پر خون کا بدلہ خون۔ مقتول کے وارث لوگ اس قاتل کو قتل کریں گے۔ اور اگر وارث لوگ چاہیں تو خون بہا ایک سو اونٹ یا اس کی قیمت لے کر اس کو چھوڑ دیں اور اگر مقتول کے وارث لوگ جان اور خون بہا دونوں

www.waseemziyai.com

معاف کر دیں۔تو دنیا میں اگر چہ اس کی چھٹی ہوگئی مگر عذابِ جہنم سے بچ نہیں سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہ کر دے اور یہ اس کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔

(22) حلال وحرام جانوروں کا بیان

(175) گیارہ چیزیں حرام ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ

(پ6۔المائدہ3)

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ اور وہ جو گلا گھوٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا۔ اور جو گر کر مرا۔ اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا۔ اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو۔ اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بٹوارہ کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

سورہ مائدہ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گیارہ چیزوں کو حرام فرمایا جو یہ ہیں:

(1) ہر مردار جانور (2) بہنے والا خون (3) سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء (4) وہ جانور جس کے ذبح کرتے تھے غیر خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے کفار بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے (5) گلا گھونٹ کا مارا ہوا (6) وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، گولی، چھرے یعنی بغیر دھار والی چیز سے مارا گیا ہو (7) وہ جانور جو گر کر مرا ہو۔ اور وہ پہاڑ سے یا کنویں وغیرہ میں (8) وہ جانور جس کو دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو۔ اور وہ اس کے صدمہ سے مر گیا ہو (9) وہ جانور جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ گئے ہوں۔ پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں۔ (10) وہ جانور جو کسی بت پرستی کے تھان پر عبادت کے طور پر ذبح کیا گیا ہو۔ جیسے کہ زمانہء جاہلیت

www.waseemziyai.com

کے کفار بتوں کے تھان پر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ان کیلئے جانور ذبح کرتے تھے۔ اور اس ذبح سے بتوں کی عبادت کی نیت کرتے تھے (11) حصہ یا حکم معلوم کرنے کیلئے پانسہ ڈالنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے کفار تیروں سے پانسہ ڈالتے اور فال کھول کر اس پر عمل کرتے اور اس حکم کو حکم الٰہی جانتے تھے۔ اس کی ممانعت فرما دی گئی۔

(176) آٹھ قسم کے جانور حلال ہیں

خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ

(پ 8۔ الانعام 142۔ 143)

اور مویشیوں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے ہوئے ہیں (کچھ بڑے کچھ چھوٹے ہیں) کھاؤ اس میں سے جو اللہ (عزوجل) نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر و مادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کی اس آیت میں آٹھ نر و مادہ جانوروں کو حلال فرمایا ہے جو یہ ہیں۔ (1) بھیڑ نر (2) بھیڑ مادہ (3) بکری نر (4) بکری مادہ (5) اونٹ نر (6) اونٹ مادہ (7) گائے نر (8) گائے مادہ۔

ہرن بکری کے حکم میں داخل ہے اور بھینس نر و مادہ۔ اور نیل گائے نر و مادہ گائے کے حکم میں داخل ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے سب چوپائے مثلاً گدھا ہاتھی وغیرہ سب حرام ہیں۔ کچھ کی حرمت تو صریحاً قرآن سے ثابت ہے۔ مثلاً خنزیر اور کچھ کی حرمت قرآن کے اشارات اور حدیثوں کی تصریحات سے ثابت ہے۔

(177) جس ذبیحہ پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے

جس جانور کو ذبح کرتے وقت قصداً "بسم اللہ اللہ اکبر" پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہو وہ جانور حرام اور مردار کے حکم میں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

www.waseemziyai.com

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ
(پ 8۔ الانعام آیت 121)

اور اسے نہ کھاؤ جس ذبیحہ پر اللہ(عزوجل) کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔

لیکن اگر مسلمان نے جانور ذبح کیا اور جان بوجھ کر ''بسم اللہ اللہ اکبر'' پڑھنا نہیں چھوڑا بلکہ بھول سے اس کو پڑھنا چھوڑ دیا تو یہ جانور حلال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مسلمان کے دل میں رہتا ہی ہے۔ اور مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امت سے بھول چوک کو معاف فرما دیا ہے۔

مسئلہ : کافر و مرتد۔ مثلاً ہندو، سکھ، پارسی، قادیانی، رافضی وغیرہ مرتد فرقوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اگرچہ یہ لوگ ''بسم اللہ اللہ اکبر'' پڑھ کر جانوروں کو ذبح کریں پھر بھی ان لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

(178) جس ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے

اگر جانور کو ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کی جگہ کسی بت یا کسی آدمی یا مخلوق کا نام لیا۔ تو وہ جانور حرام ہوگیا۔ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے کہ:

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ
(پ 14۔ النحل آیت 115)

اور وہ (جانور بھی حرام ہے) جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ وہ جانور حرام ہو گیا۔ لیکن ذبح سے پہلے اگر کسی جانور پر اللہ(عزوجل) کے غیر کا نام پکارا جاتا رہا۔ یا ذبح کے بعد کسی جانور پر خدا کے سوا کسی دوسرے شخص کا نام لیا گیا۔ تو اس سے وہ جانور حرام نہیں ہو جائے گا مثلاً ذبح سے پہلے یہ کہا جاتا رہا کہ یہ عبداللہ کی گائے ہے۔ یہ غوث پاک کا بکرا ہے۔ یہ حضرات مدار صاحب کا مرغا ہے۔ لیکن ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر ہی پڑھا گیا۔ نہ عبداللہ کا نام لیا گیا۔ نہ غوث پاک کا تو یقیناً یہ جانور حلال رہے گا۔ اسی طرح ذبح کرنے کے بعد کہا گیا کہ یہ عبداللہ کی گائے ہے۔ یہ غوث پاک کا بکرا ہے۔ یہ مدار صاحب کا مرغا ہے۔ تو اس سے وہ جانور حرام نہیں ہو جائے گا۔ خوب سمجھ لو کہ عین ذبح کے وقت جب ''بسم

www.waseemziyai.com

اللہ اللہ اکبر'' کی جگہ اگر غیر خدا کا نام لے کر ذبح کریں تو جانور حرام ہو جائے گا۔ لیکن ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد اگر جانور پر غیر خدا کا نام بولیں تو اس سے وہ جانور حرام نہیں ہوسکتا ''وما اھل لغیر اللہ بہ'' کا یہی اور صرف یہی مطلب ہے۔ اس آیت کے ترجمہ اور مطلب میں وہابیوں نے ہمالیہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑی غلطی کی ہے کہ کچھ لوگوں نے ''ما اھل لغیر اللہ بہ'' کا ترجمہ کیا ہے کہ ''جو جانور غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیا۔'' اور کچھ لوگوں نے یہ ترجمہ کر دیا کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام بولا گیا۔ ظاہر ہے کہ دونوں ترجمے بالکل غلط اور تفسیروں کے خلاف ہیں۔

پھر اس کی تفسیر میں بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ جس بکرے کو غوث پاک کا بکرا کہہ دیا گیا وہ بکرا حرام ہوگیا۔ اور جس مرغ کو مدار صاحب کا مرغ کہہ دیا گیا وہ مرغ حرام ہوگیا۔ کیونکہ یہ بکرا اور یہ مرغ خدا کے غیر کے نام سے نامزد ہوگیا۔ اور اس بکرے اور اس مرغ پر خدا کے غیر کا نام بولا گیا ہے۔

سبحان اللہ۔ اس جہالت کی بھی کوئی انتہا ہے؟ کوئی ان لوگوں سے پوچھے کہ بتاؤ کون سا جانور ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام نہیں بولا جاتا؟ بلکہ اس پر صرف اللہ(عزوجل) ہی کا نام بولا جاتا ہے۔ بتاؤ دنیا میں وہ کون سا بکرا ہے جس کو اللہ(عزوجل) کا بکرا کہتے ہیں؟ اور وہ کون سا مرغ ہے جس کو لوگ اللہ(عزوجل) کا مرغ کہتے ہیں؟ دنیا میں ہر بکرا تو عبداللہ کا بکرا۔ یا غلام محمد کا بکرا یا ولیمہ کا بکرا۔ یا عقیقہ کا بکرا۔ یا قربانی کا بکرا کہلاتا ہے سب پر تو غیر اللہ ہی کا نام بولا جاتا ہے کوئی بکرا تو اللہ(عزوجل) کا بکرا کہلاتا ہی نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بکرا حلال ہی نہیں رہا۔ کیونکہ ہر بکرا غیر اللہ کے نام سے نامزد ہوگیا اور ہر بکرے پر غیر اللہ کا نام بولا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی جانور اس پر غیر اللہ کا نام بول دینے سے حرام ہو جائے تو پھر دنیا میں کوئی جانور حلال ہی نہیں رہے گا۔ کیونکہ ہر جانور پر غیر اللہ کا نام بولا جاتا ہے۔ اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ''مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ'' کا صحیح ترجمہ اور تفسیر وہی ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے کہ ذبح کے وقت جس جانور پر اللہ(عزوجل) کے غیر کا نام لے کر ذبح کیا گیا وہ جانور حرام ہو جاتا ہے مثلاً کسی جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کی جگہ بسم الغوث

www.waseemziyai.com

الاعظم پڑھ دیا تو یقیناً یہ جانور حرام ہو جائے گا۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ باقی ذبح کے وقت سے پہلے اگر لاکھ مرتبہ کسی جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے مگر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر ہی پڑھ کر اس کو ذبح کیا گیا تو وہ حلال ہی رہے گا۔ اسی طرح ذبح ہونے کے بعد اگر لاکھ مرتبہ اس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے جب بھی وہ جانور حلال ہی رہے گا۔

بس جانور کے حرام ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو یقیناً وہ حرام ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مَـآ اُهِـلَّ لِـغَيْرِ اللّٰهِ بِـهٖ والے جانور کو حرام فرما دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(179) بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں

جو جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ جیسے زمانہء جاہلیت کے کفار اپنے بتوں کے نام پر جانوروں کو آزاد چھوڑ دیا کرتے تھے۔ نہ ان کا دودھ پیتے نہ گوشت کھاتے نہ ان پر بوجھ لادتے۔ اور ان جانوروں کو بحیرہ' سائبہ' وصیلہ' حام کہتے تھے اور جیسے ہندوستان وغیرہ میں سانڈ اور بھینسے اور بکرے بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ ان جانوروں کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ یہ جانور حرام نہیں ہو جاتے بلکہ اگر ان جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کر دیا جائے تو ان کا گوشت حلال ہے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْـلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

نہ اللہ (عزوجل) نے کسی جانور کو بحیرہ بنایا' نہ سائبہ' نہ وصیلہ' نہ حام۔ لیکن کفار اللہ (عزوجل) پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں اکثر لوگ نرے بے عقل ہیں۔ (پ 7 المائدہ 103)

مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دینا اور ان کے دودھ اور گوشت کو نہ کھانا۔ یہ اللہ (عزوجل) کے حکم سے نہیں ہے بلکہ کفار خدا پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں کہ

www.waseemziyai.com

اللہ(عزوجل) نے ان جانوروں کا دودھ اور گوشت حرام کیا ہے۔ اس لئے تم لوگ ان جانوروں کے دودھ اور گوشت کو حرام نہ کہو بلکہ حلال جان کر کھاؤ۔ غور کیجئے کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور جن پر برسوں بتوں کا نام لیا جاتا رہا۔ جب ان جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کر دیا جائے تو حلال ہی رہتے ہیں تو جن جانوروں کو غوث پاک کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا کہہ دیا گیا لیکن ان پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر ہی پڑھا گیا تو یہ بھلا کیونکر حرام ہو جائیں گے۔

(23) قربانی کا بیان

قربانی بہترین عبادت اور حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور سید الانبیاء وحضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ
(پ 30۔ الکوثر 3)

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو نماز اور قربانی کا حکم فرمایا ہے۔

(180) قربانی ہر نبی کی شریعت میں رہی ہے

قربانی کا حکم ہر نبی کی شریعت میں رہا ہے۔ قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے کہ

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکًا لِّیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمۡ مِّنۡۢ بَھِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ط
(پ 18۔ الحج آیت 34)

اور ہر امت کیلئے ہم نے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ(عزوجل) کا نام ذکر کریں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔

(181) قربانی کے گوشت کو تین حصہ کریں

مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک حصہ خود کھائیں ' ایک حصہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو دیں' ایک حصہ فقیروں کو دے دیں۔ قرآن شریف میں ہے کہ:

فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (پ 17۔ الحج 32)

پھر تم قربانیوں پر انہیں کھڑے کر کے اللہ (عزوجل) کا نام لو۔ پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ۔ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔

(182) اونٹ اور گائے کی قربانی شعائر اللہ میں سے ہے

قربانی بھیڑ' بکری' دنبہ' اونٹ' گائے' بھینس سب کی ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک کی قربانی میں ثواب ہے لیکن اللہ (عزوجل) نے خاص طور پر اونٹ اور گائے کی قربانی کو ''شعائر اللہ ''یعنی خدا کے دین کا خاص نشان بتایا ہے۔ چنانچہ رب کریم کا ارشاد ہے کہ:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ (پ 17۔ الحج آیت 32)

اور قربانی کے بڑے جانور (اونٹ اور گائے) ہم نے تمہارے لئے اللہ (عزوجل) کی نشانیوں میں سے بنائے ہیں۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (پ 17 الحج آیت 32)

اور جو اللہ (عزوجل) کی نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری ہے۔

لہٰذا اونٹ اور گائے کی قربانی کو بڑے اہتمام اور نہایت ہی اعزاز و احترام کے ساتھ کرنا چاہیئے تاکہ یہ تمہارے دلوں کی پرہیز گاری کی علامت اور نشانی بنے۔ قربانی کے جانور کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ' نہایت قیمتی اور خوبصورت ہونا چاہیئے اور انتہائی اخلاص اور خوشدلی کے ساتھ قربانی کرنی چاہیئے۔ حدیث شریف میں

www.waseemziyai.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

ذوالحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخوں میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ (عزوجل) کے نزدیک قربانی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی خدا کے پاس مقام مقبولیت میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا تم لوگ خوش دلی کے ساتھ قربانیاں کرو۔

(مشکوۃ ج 1 'ص 128 بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

(183) قربانی صرف اللہ (عزوجل) کیلئے ہے

قربانی صرف اللہ (عزوجل) کی عبادت اور اس کی خوشنودی کی نیت سے کرنی چاہئے۔ اگر اللہ کے سوا دوسرے کسی کی عبادت یا تعظیم کیلئے قربانی کی تو یہ شرک اور گناہ ہے اسی طرح اگر صرف گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی اور خدا کی عبادت اور اس کی رضا پیش نظر نہ رہی تو یہ قربانی بالکل ہی ضائع اور رائیگاں ہوگئی اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(پ 8 الانعام آیت 162)

اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ (عزوجل) ہی کیلئے ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔

یہ صرف قربانی ہی کی خصوصیت نہیں ہے کہ وہ صرف خدا کی عبادت اور اس کی رضا کیلئے کی جائے بلکہ ہر عبادت نماز ہو یا روزہ ' زکوٰۃ ہو یا حج۔ غرض ہر عبادت کی جان اور روح یہی ہے کہ وہ خالص عبادت اور رضائے الٰہی کی نیت سے ہو۔ اگر دکھاوے یا اپنی شہرت و ناموری کیلئے کوئی بھی عبادت کی جائے تو وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگی اور نہ اس پر کوئی ثواب ملے گا۔ بلکہ وہ عبادت گناہ اور قابل عذاب ہوگی اسی لئے عبادتوں بلکہ مسلمانوں کے ہر عمل میں نیت کی بڑی اہمیت ہے یعنی جس قدر نیت میں اخلاص اور للّٰہیت زیادہ سے زیادہ ہوگی اسی قدر عبادت اور عمل کا درجہ بلند سے بلندتر ہوتا جائے گا اور جس قدر نیت میں

www.waseemziyai.com

اخلاص وللّٰہیت کی کمی ہوتی جائے گی اسی قدر عبادت اور عمل کا درجہ کم سے کم ہوتا جائے گا۔

(24) مسائل متفرقہ

(184) عورت و مرد دونوں کیلئے زینت حلال ہے

اچھے اچھے کپڑے پہن کر بالوں میں تیل کنگھی کرکے' اپنے بدن کو آراستہ کرنا اور اپنے جسم کو زینت دینا عورت و مرد دونوں کے لیے حلال ہے۔اسی طرح اپنے مکان اور اپنی دوکان کو لیپ پوت کر یہ رنگ وروغن کرکے زینت دینا یا بہترین فرنیچر اور دیدہ زیب سامانوں سے مکان دوکان کو سجا کر مزین کرنا۔اسی طرح میلاد شریف اور دینی جلسوں کو جھنڈیوں اور پھولوں پتیوں اور رنگ برنگ کے قمقموں سے آراستہ کرنا۔مسجدوں مدرسوں اور مکانوں کی بہترین ڈیزائنوں اور حسین طرز تعمیر سے بنا کر ان میں زینت پیدا کرنا۔شریعت نے ان باتوں کو کہیں منع نہیں کیا ہے۔لہٰذا یہ سب زینتیں اور آرائشیں جائز و درست ہیں قرآن مجید میں خداوند عالم جل لہ' نے ارشاد فرمایا کہ:۔

اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (پ8۔الاعراف۔32)	تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ(عزوجل) کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق ؟تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کے لیے ہے۔ہم یوں ہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔

اسی طرح ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (پ8۔الاعراف 31)	اے آدم کی اولاد !اپنی زینت لے لو جب مسجد میں جاؤ۔

مطلب یہ ہے کہ مسجد میں جاتے وقت بہترین لباس و پوشاک پہن کر جایا کرو جس سے تمہارے بدن پر زینت پیدا ہو جائے۔

www.waseemziyai.com

الحاصل اللہ تعالیٰ نے زینتوں اور آرائشوں کو ہرگز کہیں منع نہیں فرمایا۔ بلکہ جا بجا قرآن و حدیث میں زینت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔لہٰذا بعض خشک مغز ملا یا بے علم پیر جو اپنا تقشف اور اپنی سادگی کا پروپیگنڈہ کرنے کے لیے ان آرائشوں پر مسلمانوں کو ڈانٹتے اور ملامت کرتے رہتے ہیں۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ ان لوگوں سے یہی پوچھنا چاہیے کہ کون سی آیت اور کون سی حدیث میں ان زینتوں اور آرائشوں کی ممانعت آئی ہے؟ اور جب اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا تو دوسرے کو منع کرنے اور اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کے حلال کو حرام ٹھہرانے کا کیا حق ہے؟ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (پ8۔الاعراف آیت 26)

اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو

حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:

''زینت کے لیے لباس پہننا مذموم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ زینت جائز ہو۔ اور زینت کے لباس سے تکبر اور گھمنڈ کا اظہار نہ ہو اور زینت کا لباس چھوڑ کر کھردرے اور بہت ہی کم قیمت کپڑے پہننا بھی مذموم نہیں ہے۔ بشرطیکہ اغراضِ فاسدہ مثلاً دعویٰ ولایت یا مفلسی کا اظہار تاکہ زیادہ بھیک ملنے سے خالی ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ زینت کا لباس پہننے اور کم قیمت اور معمولی لباس پہننے کا دارومدار قصد و نیت پر ہے۔

(صاوی علی الجلالین ج 2۔ص 64۔مطبوعہ بمبئی)

(185) ہر جائز پکوان کھانا حلال ہے

ہر جائز کھانا خواہ کتنا ہی قیمتی اور لذیز ہو۔ اس کا کھانا حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ

اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ اور اللہ (عزوجل) کا احسان مانو۔ اگر تم اسی

www.waseemziyai.com

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ
(پ2۔البقرہ آیت 172)

کی عبادت کرتے ہو۔

دوسری آیت میں یوں فرمایا کہ :۔

كُلُوا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ
(پ8۔الاعراف آیت 32)

کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک حد سے بڑھنے والوں کو اللہ (عزوجل) پسند نہیں فرماتا تم فرماؤ کس نے حرام کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور ستھرا رزق؟

مذکورہ بالا دونوں آیتوں کا حاصل مطلب یہی ہے کہ ہر جائز غذاؤں اور پکوانوں کو کھانا حلال ہے۔ہاں دوسری آیت میں یہ فرمایا گیا کہ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو تو اسی اسراف کی آڑ لے کر اکثر معترضین آرائشوں اور پکوانوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ان زینتوں اور آرائشوں اور عمدہ عمدہ اور نفیس کھانوں کو ''اسراف'' کہہ کر حرام و ناجائز بتاتے ہیں۔اسی لیے یہ اسراف کے معنی ہیں؟ اور مفسرین نے اس آیت کی کیا تفسیر کی ہے؟ اس کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے۔

اسراف کیا ہے؟

حضرت علامہ سید شریف بن محمد جرجانی علیہ الرحمتہ نے اپنی مشہور کتاب ''التعریفات'' میں لفظ ''اسراف'' کی یہ تعریف کی ہے کہ

اِنْفَاقُ الْمَالِ لْكَثِيْرِ فِىْ الْغَرَضِ الْخَسِيْسِ.

گھٹیا مقصد میں بہت زیادہ مال خرچ کر دینا
(التعریفات 18 مصری)

حضرت علامہ شریف علیہ الرحمتہ اور بھی کچھ اقوال نقل کیے ہیں۔مگر خود جو اسراف کی تعریف کی ہے وہ ہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

اب آپ غور کیجیے کہ عمدہ لباس اور نفیس غذا اگر کوئی مسلمان اس اعلیٰ مقصد کی نیت سے استعمال کرے کہ عمدہ لباس سے ہر جگہ مسلمان لوگوں خصوصا کافروں کی نظروں میں

www.waseemziyai.com

بارعب ومعزز نظر آئے گا۔اور نفیس غذا اس اعلیٰ مقصد کی نیت سے کھائے کہ طاقتور ہو کر حقوق اللہ وحقوق العباد بہترین طریقے سے ادا کرے۔

تو آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ اس میں ''اسراف'' کہاں پایا گیا؟ اگر مقصد خسیس اور گھٹیا ہوتا۔اور مال زیادہ خرچ ہوتا۔تو اس وقت اسراف ہوتا مگر جب مقصد اعلیٰ اور بلند مرتبہ ہے اور اس مقصد میں کتنا بھی زیادہ مال خرچ ہو جائے ''اسراف نہیں ہوگا اس لیے ''اسراف'' کا فتویٰ لگانے والوں پر واجب ہے کہ وہ پہلے عمدہ لباس اور نفیس کھانا استعمال کرنے والوں سے یہ دریافت کرلیں کہ تمہارا مقصد اور تمہاری نیت کیا ہے۔؟اس کے بعد ''اسراف'' کا فتویٰ صادر کریں۔ورنہ یادرکھیے کہ بلاوجہ کسی مسلمان پر کسی گناہ کا الزام تھوپ دینا۔یہ خود ہی بہت بڑا گناہ ہے۔

اب مفسرین کرام کی تفسیروں پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے کہ ان بزرگوں نے ''لا یحب المسرفین'' کی کیا تفسیر فرمائی ہے؟ تو علامہ ابن احمد بن محمد صاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں یہ فرمایا کہ:۔

''اسراف'' یہ ہے کہ تم کسی حلال کو حرام ٹھہراؤ۔جیسے کہ کچھ لوگ گوشت اور چکنائی کو ممنوع سمجھتے ہیں۔یا تم کسی حرام کو حلال ٹھہراؤ۔یا کھانے پینے میں ''اسراف'' یہ ہے کہ تم اتنا زیادہ کھالو کہ وہ مضر ہو جائے۔(صاوی علی الجلالین ج2۔66۔مطبوعہ بمبئی)

بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ عمدہ لباس اور نفیس کھانا اگرچہ کتنا ہی قیمتی ہو مسلمان کے لیے جائز اور حلال ہے۔بشرطیکہ وہ حرام نہ ہو۔اور اگر اچھی نیت سے عمدہ لباس اور نفیس کھانا استعمال کرے تو اس کو اس کی نیت کے موافق ثواب ملے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:۔

اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِا لنِّیَاتِ یعنی اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے

رہا اتنا زیادہ کھالینا کہ مضر ہو جائے تو اس میں نفیس غذا کی کیا خصوصیت ہے اگر کوئی گھٹیا کھانا مثلاً باجری کا ستو بھی اتنا زیادہ کھالے کہ دست آنے لگے تو یہ بھی اسراف اور گناہ ہو جائے گا۔

www.waseemziyai.com

(186) ہر قسم کے زیورات عورتوں کیلئے جائز ہیں

سونا۔ چاندی۔ موتی و مرجان' اور ہر قسم کے جواہرات سے بنائے ہوئے زیورات عورتوں کے لیے جائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:۔

اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ

کیا وہ (عورت) جو زیوروں میں پروان چڑھے اور بحث میں صاف بات نہ کرے۔

(پ 25۔ الزخرف آیت 18)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو زیورات میں پرورش پانے والی مخلوق فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورتوں کو زیورات اور گہنے پہننا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی کہ وہ بحث و مناظرہ میں صاف بات نہیں کر سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت قتادہ تابعی نے جو بہت ہی جلیل القدر محدث ہیں فرمایا کہ عورتیں اپنے ضعفِ حال اور عقل کی کمی کی وجہ سے جب گفتگو کرتی ہیں اور اپنی تائید میں کوئی دلیل پیش کرنا چاہتی ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے خلاف دلیل پیش کر دیتی ہیں۔ (خزائن العرفان۔3)

دوسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُه' وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا

اور دونوں سمندر ایک جیسے نہیں ہیں۔ یہ میٹھا ہے۔ خوب میٹھا اس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت (مچھلیاں) اور نکالتے ہو پہننے کا ایک گہنا۔ (پ22۔ فاطر 12)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سمندروں سے نکلنے والے موتی۔ مونگا اور مرجان کو بطور زیور کے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ عورت کو سونا۔ چاندی۔ موتی اور جواہرات کے سب زیور پہننا جائز ہیں۔ باقی ان کے سوا لوہا۔ پیتل۔ تانبا و غیرہ دھاتوں کے زیور عورتوں کے لیے بھی جائز نہیں

www.waseemziyai.com

ہیں۔حدیثوں سے ان کی ممانعت ثابت ہے اور مردوں کے لیے صرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ایک نگ والی انگوٹھی چاندی کی پہننا جائز ہے۔اس کے علاوہ کسی دھات کا کوئی زیور بھی مردوں کے لیے حلال نہیں۔(کتب فقہ)

(187) نوٹ بک، اور بہی کھاتہ

تاجروں کو اپنے تجارتی لین دین اور باقی بقایا کو لکھ لینے کے لیے نوٹ بک اور کھاتا بہی رکھنا مستحب ہے۔اسی طرح قرض اور لین دین وغیرہ کی دستاویزوں تمسکات اور سرخطوں کو لکھنا اور لکھانا مستحب ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح ہدایت فرمائی ہے کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ (پ3۔البقرہ آیت282)

اے ایمان والو! جب ایک مقررہ مدت تک کسی ادھار کا لین دَین کرو تو اس کو لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے۔

(188) لے پالک لڑکا حقیقتاً بیٹا نہیں ہے

جن لڑکوں کو لوگ بیٹا بنا کر پال لیا کرتے ہیں۔جن کو عربی میں ''متبنیٰ''اور اردو میں ''لے پالک بیٹا'' ''منہ بولا بیٹا'' کہتے ہیں۔یہ سچ مچ حقیقی بیٹا نہیں ہو جاتا اور اس کو بیٹے کی میراث نہیں ملے گی۔اور یہ اپنے حقیقی باپ ہی کا بیٹا رہے گا اور اسی کا بیٹا کہلائے گا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے متعلق یہ ہدایت نامہ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

اور اللہ(عزوجل) نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا ہے۔یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ(عزوجل) حق بات فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ ہی کا بیٹا کہہ کر

www.waseemziyai.com

عِنۡدَ اللّٰهِ — پکارو۔ یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

(پ21۔احزاب آیت 4۔5)

اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

(1) ''لے پالک'' بیٹا جب حقیقی بیٹا نہیں ہے تو اس کو بیٹا بنانے والے کی میراث نہیں ملے گی (2) ''لے پالک'' اگر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو عدت کے بعد ''لے پالک'' بنانے والا اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے اور حقیقی بیٹے نے اگر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو باپ اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا لے پالک کو اس کے حقیقی باپ ہی کا بیٹا کہہ کر پکارا جائے گا۔ اس کو لے پالک بنانے والے کا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز نہیں ہے۔

(189) یتیموں کا مال آگ ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ‌ؕ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا

وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(پ4۔النساء آیت 10)

یتیموں کے مال کو آگ اس لیے فرمایا گیا کہ یتیموں کے مال کھانے والوں کو جہنم میں آگ کا عذاب دیا جائے گا تو یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن یتیموں کا مال ناحق کھانے والے میدان حشر میں اس طرح لائے جائے گے کہ ان کی قبروں سے اور ان کے منہ سے اور ان کے کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا جن کو دیکھ کر تمام میدان محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔ اس طرح خلائق میں اس کی رسوائی ہوگی۔ (خزائن العرفان۔ 93)

اس آیت میں یتیم کے اس مال کو آگ کہا گیا ہے جو ناحق کھایا جائے کیونکہ اگر کوئی آدمی یتیم کی پرورش کرتا ہو اور اس کے مال کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہو اور وہ آدمی غریب ہو تو وہ بقدرِ ضرورت یتیم کا مال کھا سکتا ہے تو وہ یتیم کا مال اس کے حق میں آگ نہیں

www.waseemziyai.com

ہے۔ کیونکہ وہ ناحق نہیں کھا رہا ہے بلکہ حق کے طور پر کھا رہا ہے۔

(190) یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے

یہود و نصاریٰ بشرطیکہ اہل کتاب ہوں یعنی توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہوں۔ تو ان لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے۔ اور جو توریت و انجیل کے منکر ہو کر بے دین ہو چکے ہوں ان کے ہاتھوں کا ذبح کیا ہو جانور حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:۔

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّهُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ	اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے۔

(پ 6۔ المائدہ آیت 5)

مسلمان اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) انہیں دونوں کا ذبیحہ حلال ہے۔ خواہ کہ وہ مرد ہو یا عورت یا بچہ۔ ان دونوں کے علاوہ کسی کافر یا مشرک یا مرتد یا بے دین کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور مسلمان اور اہل کتاب کیلئے بھی یہ شرط ہے کہ ذبح کے وقت اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کا نام نہ لے ورنہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔

نوٹ: ہمارے زمانے میں اکثر یہود و نصاریٰ توریت و انجیل کے منکر ہو کر بے دین ہو چکے ہیں اس لئے تحقیق کر لینی چاہئے کہ ذبح کرنے والا یہودی اور نصرانی توریت و انجیل کا ماننے والا ہے یا نہیں۔ اگر ماننے والا ہے تو اس کا ذبیحہ مسلمان کھا سکتے ہیں اور اگر وہ توریت و انجیل کا منکر ہو تو اس کا ذبیحہ مردار ہے اور مسلمان اس کو ہرگز نہ کھائیں۔

(191) قصاص (خون کا بدلہ)

جو کسی کو ناحق قتل کرے گا تو مقتولوں کے وارثوں کو حق ہے کہ مقتول کے بارے میں قاتل کو قتل کریں گے اور جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا۔ خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔ قصاص کا قانون بہت بڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ ظاہر ہے کہ قاتل کو جب یہ معلوم رہے گا کہ اگر میں قتل کروں گا اور دونوں کی زندگی بچ جائے گی اور اگر قصاص کا قانون نہ ہوتا تو دونوں کی جان چلی

www.waseemziyai.com

جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰىؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰىؕ (پ 2۔ البقرہ آیت 178)

اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام۔ اور عورت کے بدلے عورت۔

دوسری آیت مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ :

وَ كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ (پ 6۔ المائدہ آیت 45)

اور ہم نے توریت میں ان پر فرض کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔

اس آیت میں اگر چہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گی۔ اس لئے ہم مسلمانوں پر بھی یہ احکام لازم رہیں گے۔ کیونکہ اگلی شریعتوں کے جو احکام اللہ (عزوجل) ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی لازم ہم مسلمانوں تک پہنچیں اور منسوخ نہ ہوئے ہیں۔ وہ احکام ہم مسلمانوں پر بھی لازم ہوا کرتے ہیں۔

مسئلہ : شرعی سزاؤں اور قصاص دلانے کا اختیار سلطان اسلام کو یا اس کے نائب اور اس کے مقرر کئے ہوئے قاضیوں کو ہے۔ عام پبلک کو یہ اختیار نہیں ہے کہ زانی کو کوڑا لگائے یا چور کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا قاتل کو قتل کرائے یا آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑ دے اور ناک کے بدلے ناک کاٹ لے یا کان کے بدلے کان کاٹ لے یا دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالے۔ یا زخموں کے بدلے زخم لگائے یہ سب امیر المومنین اور سلطان اسلام کا کام ہے اور اسی کو ان باتوں کا اختیار اللہ (عزوجل) ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حاصل ہے۔ دوسرے لوگوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے چونکہ آج کل اسلامی حکومت اور سلطانِ اسلام

www.waseemziyai.com

موجود نہیں ہیں اس لئے آج کل اسلامی سزاؤں اور قصاص کے قوانین پر عمل نہیں ہو رہا ہے اس لئے ہم مسلمان اس پر قلق کے ساتھ افسوس کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟ فیا اسفاہ ویا حسرتا۔

(192) گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرانا جائز ہے

جہاد کی نیت یا جسمانی ورزش کیلئے گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں شریک ہونا جائز ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں رشاد خداوندی ہے۔

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ

(پ 23 ص۔ آیت 31 ' 32 ' 33)

جب شام کے وقت حضرت سلیمان کے روبرو اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے ان لوگوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کیلئے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ پردے چھپ گئے پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرے۔

یہ ایک ہزار گھوڑے تھے جو جہاد کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے روبرو معائنہ کیلئے پیش کئے گئے آپ ان گھوڑوں کی دوڑ بھی کراتے تھے اور خود بھی ان پر سوار ہوتے تھے۔

(تفسیر خزائن العرفان 540)

قرآن مجید کی دوسری آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم یاد فرماتے ہوئے ان کا فضل وشرف ظاہر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ :

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ﴿﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ﴿﴾ فَاَثَرْنَ

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں۔ پھر (پتھر پر) ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے

www.waseemziyai.com

بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا (پ 30۔العدیت ا تا 5)

ہیں پھر صبح کے وقت ناخت وتاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر اس وقت دشمنوں کے لشکر میں جا گھستے ہیں۔

اس سے مراد لڑائی کے گھوڑے ہیں۔ ہانپنا دوڑنے کے وقت ظاہر ہے اور لوہے کی نعل پتھریلی زمین میں لگنے سے آگ کی چنگاری نکلنا بھی ظاہر ہے اور عرب میں اکثر عادت دشمنوں پر صبح کے وقت حملہ کرنے کی تھی تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو اور صبح کو اچانک حملہ کر دیں اور غبار کا اڑنا اگرچہ ہر وقت ہوتا ہے مگر اس کو صبح کے وقت خاص کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ گھوڑوں کی دوڑ بہت تیز ہوتی تھی کیونکہ ٹھنڈے وقت غبار دبا ہوا رہتا ہے مگر ان گھوڑوں کی تیز دوڑ سے صبح کو بھی غبار اڑنے لگتا ہے۔

عرب کے لوگ بہت جنگجو تھے لہٰذا ان کو ان قسموں سے بہت مناسبت تھی۔ اس لئے خداوند قدوس نے گھوڑوں کے ان اوصاف کے ساتھ قسم کا تذکرہ فرمایا۔

بہرحال گھوڑوں کو مقابلہ کیلئے دوڑا کر گھوڑ دوڑ کرانا نہ صرف جائز بلکہ سنت بھی ہے جس پر نیک نیتی سے عمل کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

بخاری شریف میں بہت سی سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث آئی ہے کہ:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کی جو ریاضت کرائے ہوئے تھے گھوڑ دوڑ کرائی ''حفیا'' سے ''ثنیۃ الوداع'' تک اور جن گھوڑوں کو ریاضت نہیں کرائی گئی تھی ان کی دوڑ ''ثنیۃ الوداع'' سے مسجد بنی زریق' تک کرائے اور عبداللہ بن عمر ان اس گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں شامل تھے۔ حفیا سے ثنیہ الوداع کا فاصلہ چھ سات میل تھا اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کا فاصلہ ایک میل تھا۔

(بخاری شریف جلد 1' 402 باب السبق بین الخیل وغیرہ)

www.waseemziyai.com

(193) ریاضت کیلئے کھیل جائز ہیں

ورزش کیلئے کرکٹ، فٹ بال، کبڈی، گھوڑ دوڑ، پیدل دوڑ کا مقابلہ، نیزہ بازی، کشتی، بنوٹ وغیرہ کا کھیل جائز ہے۔ بشرطیکہ نمازیں ترک نہ ہوں اور گھٹنے اور ران نہ کھلنے پائیں۔ اور اگر کوئی شخص ورزش کے ساتھ ساتھ جہاد کی تیاری کی نیت بھی شامل کر لے کہ اس طرح میں طاقتور ہو کر بوقت ضرورت جہاد کروں گا تو اس کو ان کھیلوں پر ثواب بھی ملے گا۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ عرض کی کہ:

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ	کل یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ وہ میوہ چنے اور کھیلے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

(پ 12۔ یوسف 12)

مطلب یہ تھا کہ یوسف علیہ السلام ہمارے ساتھ جنگل میں جا کر میوہ توڑ توڑ کر کھائیں اور تفریح کیلئے حلال قسم کے کھیل مثلاً شکار، تیر اندازی کا مقابلہ، دوڑ کا مقابلہ وغیرہ کھیلیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو جنگل میں جا کر اس قسم کے کھیل کود کی اجازت دے دی اور انہوں نے جنگل میں جا کر بھائیوں کے ساتھ ان کھیلوں میں حصہ لیا۔

واضح رہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام دونوں خدا کے نبیٔ برحق ہیں اور دونوں نبیوں نے اس کھیل کے جائز ہونے پر جواز کی مہر لگا دی۔ ان دونوں مقدس پیغمبروں کے علاوہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نیزہ بازی کے کھیل کی حبشیوں کو اجازت دی اور خود ان کے کھیل کو دیکھا چنانچہ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں یہ حدیث صحیح موجود ہے کہ:

مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی موجودگی میں حبشی لوگ اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ اسی دوران عمر آگئے تو انہوں نے ایک مٹھی کنکری

www.waseemziyai.com

لے کر ان حبشیوں کو مارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمران لوگوں کو چھوڑ دے اور کھیلنے دے۔ (بخاری ج 1 '406 باب اللہو بالحراب ونحوہا)

غور کیجئے کہ نیزہ بازی کے کھیل میں کس قدر کودنا۔ اچھلنا اور دوڑ بھاگ ہوتی رہی ہوگی مگر چونکہ یہ کھیل جہاد کی تیاری اور مشق کا ذریعہ ہے جو ایک عبادت ہے اور مسجد میں ہر قسم کی عبادت جائز ہے۔ اس لئے آپ نے مسجد میں اس کھیل کی اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اچھل کود کو احترامِ مسجد کے خلاف سمجھ کر اس کھیل سے حبشیوں کو روکنا چاہا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ڈانٹ دیا اور کھیل کو بند نہیں کرنے دیا پھر چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جب اس مصلحت کو سمجھ لیا کہ یہ جہاد کی تیاری کا ایک ذریعہ ہے تو وہ بھی خاموش ہو کر اس کھیل کو دیکھتے رہے۔

اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو لوگ تیر اندازی کا کھیل کھیلنے میں مشغول تھے تو آپ نے ان لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ اے اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد! تم لوگ تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیر چلایا کرتے تھے اور میں اس تیر اندازی میں نبی فلاں کے ساتھ ہوں۔ لوگوں نے یہ سن کر کھیل بند کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پارٹی میں شامل ہو گئے تو پھر ہم بھلا آپ کے مقابلہ میں کیسے کھیلیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا۔ تم لوگ تیر اندازی کرو میں کسی پارٹی میں نہیں ہوں۔ بلکہ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری ج 1 '406 التحریض علی الرمی)

ملاحظہ فرمائیے کہ اس تیر اندازی کے کھیل میں بھی کس قدر دوڑ بھاگ ہوگی کہ تیر پھینک کر سب لوگ اپنے اپنے تیروں کو اٹھانے کیلئے دوڑتے ہوئے جاتے ہوں گے پھر واپس آ کر تیر چلاتے ہوں گے مگر چونکہ یہ ورزش اور نشانہ بازی جہاد میں کام آنے والی چیز تھی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا۔ بلکہ اس کھیل میں خود بھی شریک

www.waseemziyai.com

ہو کر کھیلنے والوں کا حوصلہ بڑھایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے یہ مسئلہ نور علی نور ہو جاتا ہے کہ ہر وہ جائز کھیل جس میں جسمانی ورزش سے بدن میں طاقت پیدا ہوتا کہ وہ طاقت جہاد اور دوسرے دینی و دنیاوی فرائض کی ادائیگی میں مددگار ثابت ہو۔ بلاشبہ جائز بلکہ مستحب ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے اس زمانے کے بعض مولویوں اور مدارس عربیہ کے ناظموں کا بھلا کرے اور ہدایت کرے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی مدرسہ میں طلبہ کے ورزشی کھیلوں کا کوئی انتظام ہی نہیں ہے جس سے طلبہ کی صحت اس قدر خراب رہتی ہے کہ بانوے فیصدی طلبہ معدہ کے مریض رہتے ہیں۔ آپ سوچئے کہ یہ دھان پان قسم کے مولوی صاحبان بھلا کس طرح جہاد کریں گے؟ اور کیونکر تدریس و تبلیغ کے میدان میں محنت و مشقت اور جدوجہد کریں گے؟ ظاہر ہے کہ بغیر صحت و تندرستی کے دین و دنیا کا کوئی کام بھی کما حقہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے میرا حقیر مگر مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ مدارس عربیہ میں مدرسہ کی طرف سے کسی ورزشی کھیل کا بھی انتظام ہونا چاہئے اور طلبہ کے حفظان صحت پر بھی خصوصی توجہ رکھنی چاہئے۔

(194) جان بچانے کیلئے حرام چیزیں بھی کھالینا جائز ہے

اگر کوئی مسلمان مسلسل فاقوں سے اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اگر اب کچھ نہ کھائے گا تو اس کو یقین یا ظن غالب ہے کہ بھوک سے مر جائے گا۔ اور اتفاق سے حرام چیز کے سوا کوئی دوسری چیز اس کو نہیں مل رہی ہے۔ تو شریعت مطہرہ نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ حرام چیز کو اتنی مقدار میں کھالے کہ جان بچ جائے مگر اس کی دو شرطیں لازمی ہیں ایک تو یہ کہ وہ اس حرام کا خواہشمند نہ ہو۔ دوسری یہ کہ بس اتنا ہی کھائے کہ جان بچ جائے۔ ہرگز ہرگز اس سے زیادہ نہ کھائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ مثلاً

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ	اللہ (عزوجل) نے ان چیزوں کو تم پر حرام فرما دیا
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ	ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور

www.waseemziyai.com

اللّٰہِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(پ 2۔البقرہ آیت 173)

جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو شخص مجبور ہو کر نہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ یہی مضمون سورہ انعام اور سورہ نحل میں بھی ہے ایسی مجبوری کی صورت میں نفرت کے ساتھ بقدر ضرورت حرام چیز کھا کر جان بچا لینا جائز ہے اور اگر اس نے اس حرام کو کھا کر جان نہیں بچائی۔ بلکہ بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ جان بچانا فرض ہے اور اس نے فرض کو چھوڑ دیا۔

(195) اللہ (عزوجل) کو اسماء حسنٰی ہی سے پکارو

خداوند کریم کے ننانوے نام ہیں جن کو ''اسماء حسنٰی'' کہتے ہیں۔ ان ناموں کو یاد کرنے اور عمل کرنے کی برکت سے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری ہے۔ تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو انہی ناموں سے پکاریں اور جن لوگوں نے اپنی کج روی اور گمراہی سے اللہ تعالیٰ کے دوسرے دوسرے غلط نام رکھ لئے ہیں۔ کبھی ہرگز ہرگز ان غلط ناموں سے اللہ تعالیٰ کو نہ پکاریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا ص وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

(پ 9۔الاعراف آیت 180)

اور اللہ (عزوجل) ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے انہی ناموں سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں۔ جلد ہی انہیں ان کے کرتوت کا بدلہ دیا جائے گا۔

مسائل: (1) اللہ (عزوجل) کے ناموں کو بگاڑنا جیسے مشرکین مکہ نے ''اللہ (عزوجل)'' سے ''لات'' ''عزیز'' ''عزیٰ'' اور ''منان'' سے ''منات'' بگاڑ کر اپنے بتوں کا نام رکھ لیا تھا یہ بھی حرام

www.waseemziyai.com

(2) اللہ تعالیٰ کا ایسا نام رکھنا جو قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو۔ جیسے اللہ (عزوجل) کا ''رفیق'' یا ''سخی'' نام رکھنا یہ بھی حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام اسماء توقیفیہ ہیں یعنی جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان کے سوا اللہ (عزوجل) کا کوئی دوسرا نام رکھنا جائز نہیں ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی ایسا نام رکھنا جس کے معنی فاسد ہوں۔ جیسے رام' پرماتما' پربھو' بھگوان' ایشور وغیرہ سخت حرام ہیں اور چونکہ ان ناموں سے خدا کو یاد کرنا مشرکین کا دینی نشان ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو کبھی ہرگز ہرگز ان الفاظ کو نہ بولنا چاہئے کہ اس میں کفر کا اندیشہ ہے (معاذ اللہ) اور اگر کبھی زبان سے نکل جائے تو فوراً توبہ کرنا لازم ہے۔

(4) خدا کا ایسا نام رکھنا جس سے اس کی شان گھٹتی ہو یہ بھی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو ''خالق الخنزیر'' کہنا (معاذ اللہ) یا ''اوپر والا'' یا ''لمبے ہاتھ والا'' یا ''بڑا سیٹھ'' کہنا۔

(5) اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا نام رکھنا جس کے معنی معلوم ہی نہ ہوں کہ پتہ چل سکے کہ یہ نام جلالِ الٰہی کے لائق ہے یا نہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔

(196) زنا کی تہمت لگانے والے کی سزا

جو شخص کسی مسلمان مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اس سے چار گواہ طلب کئے جائیں گے جو اس طرح گواہی دیں کہ میں نے اس کو اس طرح زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ڈالی جاتی ہے۔ اگر چار گواہوں نے اس طرح شہادت دے دی تو زانی کو زنا کی سزا دی جائے گی یعنی اگر کنوارا ہو تو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کر کے مار ڈالا جائے گا۔ اور اگر اسی طرح کے چار گواہوں کی گواہی نہ مل سکی تو زنا کی تہمت لگانے والے کو اسی کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

قرآن مجید کی حسبِ ذیل آیت میں اس مسئلہ کی دلیل یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ　　　اور جو پارسا عورتوں کو زنا کا عیب لگائیں پھر

يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں۔ تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔ اور کوئی گواہ ہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔

(پ 18 النور آیت 4)

اس آیت سے حسب ذیل چند مسائل ثابت ہوئے۔

(1) جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے۔ اور اس پر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر شرعی سزا اسی کوڑے واجب ہو جاتی ہے۔

(2) ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزا یاب ہوں۔ اور ان کو سزا دے دی گئی وہ مردود الشہادت ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی کسی معاملہ میں ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔

(3) زنا کے ثبوت کیلئے چار گواہ ضروری ہیں۔

واضح رہے کہ تہمت لگانے والے کو سزا اسی وقت دی جائے گی جب وہ شخص سزا کا مطالبہ کرے جس پر تہمت لگائی گئی ہے۔ اور اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو قاضی پر لازم نہیں ہے کہ تہمت لگانے والے کو سزا دے۔ اور سزا کے مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہے۔ اور اگر وہ مر چکا ہے تو اس کے بیٹے اور پوتے بھی سزا کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر کسی نے اپنے غلام یا اپنے بیٹے پر زنا کی تہمت لگائی تو غلام یا بیٹا سزا کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

تہمت کے الفاظ: اگر کسی کو صراحۃً زانی کہا یا یہ کہا کہ تم اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے اور ہو اس کی ماں پارسا تو ان سب صورتوں میں وہ زنا کا تہمت لگانے والا ہو جائے گا۔ اور اس کو تہمت کی سزا دی جائے گی۔

مسئلہ: — تہمت لگانے کے جرم میں جس کو سزا دی گئی ہو کسی معاملہ میں کبھی اس کی گواہی معتبر نہیں اگرچہ وہ توبہ کرے لیکن رمضان کے چاند دیکھنے کے بارے میں توبہ کر لینے اور عادل ہونے کی صورت میں اس کا قول قبول کر لیا جائے گا۔ کیونکہ درحقیقت یہ شہادت نہیں

www.waseemziyai.com

ہے اسی لئے اس میں لفظِ شہادت اور نصابِ شہادت میں بھی شرط نہیں ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان 417)

197 شہید زندہ ہیں!

خدا کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ وہ قتل ہو جانے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ شہیدوں کی وفات کو دوسرے مردوں پر قیاس کر لینا جائز نہیں ہے بلکہ ایمان رکھنا چاہئے کہ شہیدوں کی وفات کو موت کہنا گناہ اور شہیدوں کو مردہ کہنا حرام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(پ 2 البقرہ آیت 154)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم (اپنے حواس سے) ان کی زندگی کو جان نہیں سکتے۔

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد ہوا کہ :۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ۔4۔ال عمران آیت 169)

اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارے گئے۔ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

قرآن کریم کی مذکورہ بالا دونوں آیتوں کا حاصل مطلب یہی ہے کہ شہیدوں کی وفات تمام مردوں کی موت جیسی نہیں ہے۔ بلکہ شہید ایک خاص قسم کی ممتاز زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ان کو روزی بھی ملتی ہے۔

لیکن یہ سوال کہ ان کی زندگی کیونکر اور کس طرح کی ہے۔ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ لاتشعرون یعنی تم اپنے حواسِ خمسہ اور اپنے علم کے اسباب و ذرائع سے ان کی زندگی کی کیفیت و حالت کو نہیں جان سکتے اس لئے تم اس کی تلاش اور کھوج مت کرو اور بلا دیکھے اور بغیر کسی معلومات کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ایمان رکھو۔ جیسے کہ

www.waseemziyai.com

اسلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ بلا دیکھے ان پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ مثلاً جنت و دوزخ اور عذاب قبر وغیرہ۔ کہ کسی نے بھی ان چیزوں کو نہیں دیکھا۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ مگر ان چیزوں پر ایمان رکھنا فرض ہے شہدائے کرام کی حیات کے مسئلہ کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ بعض ضعیف الایمان مسلمانوں نے شہیدوں کی لاشوں کو ٹٹول ٹٹول کر' اور شہیدوں کی قبروں کو کھود کھود کر شہیدوں کی زندگی کی جانچ کی۔ اور پھر ان کے ایمان میں تذبذب پیدا ہو گیا۔ ان نادانوں نے یہ نہیں سوچا کہ جس خدا نے شہیدوں کو زندہ کہا ہے اسی خدا نے یہ بھی تو فرما دیا ہے کہ تم اپنے علم کے ذریعوں سے شہیدوں کی زندگی کی کیفیت کو نہیں جان سکتے۔ پھر کیوں تم اس کی جانچ پڑتال میں سر کھپاتے ہو۔ اور خدا کے فرمان پر کیوں ایمان نہیں رکھتے بہر حال اتنی بات ہر شخص کو ذہن میں رکھنی چاہئے کہ شہیدوں کی زندگی فقط ان کی روح کی زندگی ہو کہ ان کی روحوں کو ان کے جسموں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ ایسا معاملہ نہیں ہے کیونکہ فقط روح کی زندگی تو ہر مومن و کافر کو حاصل ہے۔ اس کے کہ سب کی روحیں زندہ رہتی ہیں پھر مقامِ مدح میں خدا کا یہ فرمانا کہ شہید زندہ ہیں یقیناً اس کا یہ مطلب ہے کہ شہیدوں کی روحوں کو ان کے جسموں سے ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے اور دوسرے لوگوں کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ اس لئے شہدائے کرام اپنے جسموں کے ساتھ مع لوازمِ حیات کے زندہ ہیں کہ کوئی شخص ان کی حیات کو اپنے عملی ذرائع سے نہیں جان سکتا' ہاں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو وحی کے ذریعے یا اولیاء کرام کو الہام کے ذریعے شہداء کی کیفیت پر مطلع فرما دے تو وہ ضرور اس کو جان لیں گے۔

(25) یہودیوں کے قبائح

(198) یہودیوں کی بددیانتی اور نسلی تعصب!

یہودی قوم انتہائی بددیانت ہے۔ اور ان میں نسلی تعصب بے پناہ ہے چنانچہ قرآن مجید کی ان ظالموں کے بارے میں یہ شہادت ہے کہ:

www.waseemziyai.com

وَمِنْهُمْ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَا يُؤَدِّهٖ اِلَيْكَ اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ

(پ۔3۔ال عمران آیت 75)

اور ان یہودیوں میں وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی ہوتو اس کے پاس امانت رکھ دے تو وہ اس کو تجھے واپس نہ دے گا۔مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں (عرب قوم) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یہودی اپنی قوم کی امانتوں کو واپس کرنا تو اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں مگر اپنی قوم کے سوا۔ دوسری قوموں کی امانتوں اور قرضوں کو یہ کہہ کر ہڑپ کر جاتے ہیں کہ دوسری قوموں کا مال کھا ڈالنے میں ہم پر کوئی مواخذہ اور الزام ہی نہیں۔ یہ ہے یہودیوں کے نسلی تعصب کا بدترین شاہکار۔ اور ان کے بے ایمانی اور بددیانتی کی گھناؤنی تصویر۔ (نعوذ باللہ منہ)

(199) یہودیوں نے ایمان کے بعد کفر کیا

یہودی حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی نبوت پر ایمان لاتے تھے۔اور شدت سے آپ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔اور آپ کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔مگر جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو جذبۂ حسد سے آپ کی نبوت کا انکار کرنے لگے۔اور کافر ہو گئے۔اللہ تعالےٰ نے یہودیوں کے اس قبیح کر توت پر غضب فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ اس قوم کو ایمان کی توفیق نہیں ہوگی۔

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(پ۔3۔ال عمران آیت 86)

کیونکہ اللہ عزوجل اسی کی ہدایت چاہے جو ایمان لاکر کافر ہو گئے۔حالانکہ پہلے یہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں۔ اور اللہ عزوجل ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ اللہ عزوجل کا وعدہ پورا ہو کہ کچھ یہودی جنگوں میں کٹ گئے اور کچھ حجاز کی زمین سے جلاوطن ہو گئے ۔مگر چند یہودیوں کے سوا یہ قوم امن السلام میں نہیں آئی ۔اسلام لانے والوں میں سب سے زیادہ نمایاں حضرت عبداللہ بن اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ہے۔ جو یہودیوں کے سب سے بڑے عالم اور سردار قوم تھے ۔آپ نے بہت کوشش کی کہ میری قوم اسلام قبول کرلے مگر بدطینت یہودی اسلام کے دامن رحمت سے بھی محروم ہی رہے۔

(200) یہودیوں کی گندی تمنا!

یہودی خود تو عام طور پر اسلام نہیں لائے ۔اس کے ساتھ ہمیشہ ان ظالموں کی تمنا اور کوشش یہی رہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ۔انھیں پھر کافر بنالیا جائے ۔چانچہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی دلی تمنا کا پردہ چاک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

بہت سے اہل کتاب (یہودیوں) نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں ۔ اپنے دلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ۔تو تم چھوڑ دو۔اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے ۔(پ۔1۔البقرہ آیت 109)

اس وقت تک یہودیوں سے جہاد کی آیت نہیں اتری تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اس وقت تک یہودیوں کی شرارتوں سے درگزر کرتے رہو جب تک کہ ان سے جہاد کا حکم نہ نازل ہو جائے۔ پھر اس کے بعد یہودیوں سے جہاد کا حکم نازل ہوگیا۔تو مسلمانوں نے ان لوگوں سے جہاد کر کے ان کی شرارتوں کا سدباب کیا۔ کچھ یہودی مقتول ہوگئے اور کچھ جلاوطن ہوگئے اور مسلمانوں کو ان شرارتوں اور ریشہ دوانیوں سے راحت مل گئی۔

www.waseemziyai.com

(201) یہودیوں کا زعم باطل

یہودی بہت سی غلط خوش فہمیوں، باطل عقائد و خیالات کے دلدل میں پھنس کر خوش اور مگن رہتے ہیں۔ انہی باطل گمانوں میں سے ان کا یہ زعم باطل بھی ہے کہ یہودی اور نصرانی کے سوا دوسرا کوئی کسی دین والا بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ قرآن کریم نے ان کے اس خیال فاسد کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

اور اہل کتاب بولے کہ ہرگز جنت میں نہ جائے گا۔ مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو۔ یہ ان کی جھوٹی امیدیں ہیں۔ اے حبیب آپ فرما دیجئے کہ لاؤ اپنی دلیل۔ اگر تم سچے ہو۔
(پ1 - البقرہ آیت 111)

(202) اہل کتاب کے اصطبل میں لیتاؤ

اہل کتاب کا آپس میں یہ حال ہے کہ یہودی نصاری کے دین کو باطل بتاتے ہیں۔ اور انصاری یہودیوں کے دین کو باطل بتاتے ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے کو باطل پرست کہتے۔ اور ایک دوسرے کی تکذیب و تغلیط کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کے ٹکراؤ کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ

اور یہودیوں نے کہا کہ نصاری کا دین کچھ نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہودیوں کا دین کچھ نہیں حالانکہ یہ لوگ خدا کی کتاب توریت وانجیل پڑھتے ہیں۔ (پ۔ا۔البقرہ آیت 113)

یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کی تکذیب کرتے تھے اور ایک دوسرے کے دین کو لغو اور باطل کہتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کتاب الٰہی توریت و انجیل پڑھتے تھے۔ یہ ٹکراؤ تصادم ان لوگوں میں ہمیشہ رہا اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

www.waseemziyai.com

انکار و تکذیب کی وجہ سے ان دونوں قوموں پر اللہ تعالیٰ کا غضب پڑ گیا ہے۔

(203) نبی برحق کے ساتھ یہودیوں کا رویہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اس امر کی کوشش فرماتے رہے کہ یہودیوں سے کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہو۔ اور یہودی و مسلمان دونوں مدینہ میں آرام سے رہیں۔ کئی بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے معاہدہ بھی کیا مگر ہر مرتبہ یہودی معاہدہ شکنی کرکے عداوت رسول کا جھنڈا بلند کر دیتے تھے۔ ان کے پاس رویہ کا بیان کرتے ہوئے خداوند قدوس نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہودیوں کے عزائم و خبث باطنی سے مطلع فرما دیا کہ:

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی

(پ۔ا۔البقرہ آیت 120)

اور ہرگز آپ سے (اے محبوب) یہود و نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کی پیروی نہ کریں گے۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ ہدایت تو بس اللہ عزوجل ہی کی ہدایت ہے (جو مجھے مل گئی ہے)

یعنی جب تک مسلمان ان لوگوں کے دین کی پیروی نہ کرنے لگیں گے۔ ان لوگوں کا معاندانہ روّیہ بدل نہیں سکتا۔ اور یہ بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ مسلمان اللہ عزوجل کی ہدایت اسلام کو چھوڑ کر ان کے دین کی پیروی کریں۔ لہٰذا خوب سمجھ لو کہ یہود و نصاریٰ کی عداوت مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ رہے گی اور یہ کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔

(204) یہود کے علما حق کو چھپاتے تھے!

توریت و انجیل میں نبی آخر الزمان کی بے شمار نشانیاں موجود تھیں۔ اور یہود کے علما ان نشانیوں کو خوب جانتے اور پہچانتے تھے کہ نبی آخر الزمان یہی ہیں۔ مگر جان بوجھ کر خود بھی ایمان نہیں لاتے تھے اور اپنی قوم سے بھی ان نشانیوں کو چھپاتے تھے۔ اس پر خداوند قدوس کی شہادت قرآن میں ہے کہ:۔

www.waseemziyai.com

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ

(پ۔2۔البقرہ آیت 146)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ اور بیشک ان میں ایک گروہ (علما یہود) جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

(205) حق و باطل کو ملانا علمائے یہود کا کام تھا

علما یہود کا یہ کارنامہ تھا کہ وہ حق و باطل کو ملا کر پیش کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے سامنے حق بات صاف صاف اس لئے نہیں کہتے تھے کہ ان کو قوم کے نذرانوں کے بند ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے توریت و انجیل میں تحریف و تبدیل کر کے حق و باطل کو ملا دیا تھا۔ تاکہ قوم مسلمان نہ ہو جائے اور انہیں کے پھندے میں پھنسی رہے۔

قرآن مجید نے ان علمائے یہود کو جھنجھوڑ کر ان سے مطالبہ کیا۔

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اے اہل کتاب! تم اللہ عزوجل کی آیتوں کے ساتھ کیوں کفر کرتے ہو۔ حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے اہل کتاب! تم حق میں باطل کیوں ملاتے ہو! اور حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ تمہیں علم ہے۔ (پ3۔ال عمران آیت 71)

(206) دعوتِ ایمان پر یہود کی مکاریاں

یہودیوں نے جب دیکھا کہ اہل مدینہ اور دوسرے عرب دامن اسلام میں آتے جا رہے ہیں تو حسد میں جل بھن کر ان لوگوں نے یہ پلان تیار کیا کہ صبح کو ہم یہودیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ اور پھر شام کو اسلام سے پھر جائیں۔ تو ان پڑھ عرب ہم کو دیکھ کر یہ سوچیں گے کہ یہ لوگ اہل علم ہوتے ہوئے صبح کو مسلمان ہوئے اور شام کو اسلام سے برگشتہ ہو گئے۔ یقیناً ان لوگوں کو اسلام میں کوئی خرابی نظر آئی ہو گی۔ جب تو ایسا کیا اس

www.waseemziyai.com

طرح ان پڑھ عرب کو اسلام کی حقانیت میں شبہہ لگ جائے گا۔ اور وہ اسلام سے پھر جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے اس خفیہ اور خطرناک پلان کا پردہ فاش کر دیا اور فرمایا کہ:۔

وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْآ اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ

اور کتابیوں کے ایک گروہ نے کہا کہ وہ جو ایمان والوں پر (قرآن) اترا ہے۔ صبح کو اس پر ایمان لاؤ۔ اور شام کو منکر ہو جاؤ شاید (مسلمان عرب) پھر جائیں۔

(پ ۔3۔ ال عمران آیت 72)

غور کیجئے کہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کیلئے یہودی کیسی پرفریب سکیمیں بناتے اور عیارانہ چالیں چلتے تھے۔ مگر الحمد اللہ! کہ ان یہودیوں کے سارے ناپاک عزائم اور ان کی دسیسہ کاریاں سب خاک میں ملتی رہیں۔ اور ایک مسلمان بھی اسلام سے منحرف اور برگشتہ نہ ہوا۔ بلکہ ہمیشہ اسلام کا بول بالا ہی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بعض یہودی بھی دامن اسلام میں آگئے جس پر یہودی قوم کو سر پیٹ لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔

(207) علما یہود رشوت لے کر حق چھپاتے تھے

یہودی علما اتنے بڑے رشوت خور اور دین فروش تھے کہ تھوڑی سی رقوم کے بدلے توریت کی آیتوں کو چھپا دیتے یا بدل ڈالتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے ان کرتوتوں کا بھانڈا پھوڑ دیا اور اعلان کر دیا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ

(پ ۔4۔ ال عمران آیت 187)

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب (توریت) عطا فرمائی۔ کہ تم ضرور اس کو لوگوں سے بیان کر دینا۔ اور اس کو نہ چھپانا۔ تو انہوں نے اس (عہد) کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ اور اس کے بدلے انہوں نے تھوڑی سی رقم لے لی تو کتنی بری ان کی خرید و فروخت ہوئی۔

www.waseemziyai.com

علما یہود کے ایسے ایسے سیاہ اور گندے کارنامے رہ چکے ہیں جب ان کے علما کے یہ کالے کرتوت تھے تو سمجھ لیجئے کہ یہ قوم کتنے بڑے بڑے پاپ اور گناہوں کا مجسمہ رہی ہوگی ! اور آج بھی یہ قوم کس قدر بدعہد اور بد باطن ہے ساری دنیا اس کو جان رہی ہے مگر افسوس کہ آج کل کی مسلم حکومتیں اپنی عیاشیوں کی وجہ سے اتنی بزدل اور بے حوصلہ ہیں کہ ان ظالموں سے نبرد آزما ہو کر ان کو فنا تو کیا کریں گی۔ الٹے ان کی دوستی کیلئے ہاتھ بڑھا رہی ہے۔ فیا اسفاہ و یا حسرتاہ:-

(208) یہودی انبیا کے قاتل ہیں!

یہودی کتنے ہی مالدار ہو جائیں مگر ان کے منحوس چہروں پر ہمیشہ ذلت و خواری اور غربت و ناداری کے اثرات ظاہر ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ان کے خراب کارناموں اور کالے کرتوتوں کا بدلہ ہے کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کے غضب میں پڑ کر اس حال میں پہنچ گئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ :۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ

اور ان (یہودیوں) پر مقرر کر دی گئی خواری و ناداری۔ اور یہ لوگ خدا کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا اس کا یہ کہ لوگ اللہ عزوجل کی آیتوں کا انکار کرتے۔ اور انبیا کو ناحق شہید کرتے تھے۔ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھ جانے کا۔ (پ۔ا۔ البقرہ۔ آیت 61)

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ان یہودیوں نے حضرت زکریا و حضرت یحییٰ و حضرت شعیاء علیہم السلام کو شہید کیا۔ اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ یہ قتل بھی نہیں بتا سکتے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی شہید کو دینے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔ مگر وہ فضل خداوندی کی بدولت محفوظ رہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ :

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ

اور فرعون بولا۔ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر

مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّہٗ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْھِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ہٗ وَقَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ

دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارا دین بدل دے یا زمین میں فساد چمکائے اور موسیٰ نے کہا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہو ہر متکبر سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔

(پ۔24۔المؤمن آیت 26-27)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ فرعون اور یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔ بہر حال یہودی وہ ملعون قوم ہے کہ ان کے دامنوں پر انبیاء علیہم السلام کے مقدس خون کا دھبہ ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا عزم بھی ان کے دلوں کی گہرائیوں میں داغ بنا ہوا ہے۔ اس لئے اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا ایسا غضب پڑا کہ ذلت و خوداری اور غربت و ناداری کی ان کے چہروں پر ایسی چھاپ لگ گئی ہے کہ باوجود کروڑوں کی دولت کے مالک ہونے کے ان کے چہروں پر مالداری کی رونق و تازگی نہیں رہتی' بلکہ مسکینی اور ناداری کی بے رونقی اور اداسی' ان کے منحوس چہروں کا طرائے امتیار بنی رہتی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں سے ان یہودیوں کا میل جول رہ چکا ہے وہ میرے سامنے شہادت دے چکے ہیں کہ یہودی بہت ہی لالچی' اور انتہائی بے شرم قوم ہے۔ یہ ہاتھ پھیلا کر کسی چیز کو مانگ لینے سے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ اگرچہ وہ کروڑ پتی اور ارب پتی ہی کیوں نہ ہوں۔

(209) یہودیوں نے خدا کی بھی توہین کی!

یہودی لوگ اپنی سرکشی اور بدماغی سے تکبر اور گھمنڈ کی اس منزل تک پہنچ گئے کہ ان لوگوں نے خداوند قدوس کی شان میں بھی توہین و بے ادبی کی۔ اس کی بھی چند مثالیں سن لیجئے۔

(1) ان لوگوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا۔ اللہ جل مجدہ جو بیوی اور بچوں سے پاک ہے۔ اس کی مقدس شان میں ان ظالموں نے ایسی گستاخی' کی۔ چنانچہ

www.waseemziyai.com

قرآن عظیم میں ہے کہ:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ — اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔

(پ۔ا۔التوبہ آیت 30)

(2) اسی طرح جب یہودیوں کی آمدنی کچھ کم ہو جاتی۔ اور تنگدستی بڑھ جاتی تو یہ گستاخ خداوند قدوس کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ بکنے لگتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ — اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

(پ 6۔المائدہ آیت 64)

یعنی یہودی یہ بکنے لگتے تھے کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ ہم کو کچھ دیتا ہی نہیں ہے۔ اگر اس کے ہاتھ کھلے ہوتے تو وہ ہم کو مال دیتا۔ مگر بخیلی نے اس کے ہاتھوں کو باندھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ظالم یہودیوں کے اس گستاخانہ کفری کلام پر بے حد غضب و جلال ہوا کہ اس کو خداوند ذوالجلال نے ناراض ہو کر یہ قاہرانہ کلمۂ غضب و جلال فرما کر ہمیشہ کیلئے ان ظالموں کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا کہ:

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ط — ان یہودیوں کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس (کفری) کلام کی وجہ سے لعنت ہے۔ بلکہ خدا کے ہاتھ کشادہ ہیں۔ وہ عطا فرماتا ہے جیسے چاہے۔

(پ۔6۔المائدہ آیت 64)

یہودیوں کے ہاتھ باندھے جائیں۔ اس کلام کے دو مطلب ہو سکتے ہے یا تو یہ مطلب ہے کہ اس بولی کفری کی وجہ سے خود یہودیوں کے ہاتھ بندھ گئے جس کا یہ اثر ہوا کہ یہودی اتنے بخیل ہو گئے۔ کہ دنیا کی کوئی قدم ان ظالموں سے بڑھ کر بخیل نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن ان کے ہاتھ بندھے ہوں گے۔ اور وہ اسی حالت میں دوزخ کے اندر ڈال دیئے جائیں گے۔

(3) جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ

www.waseemziyai.com

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً (پ۔2۔البقرہ آیت 245)

ہے کوئی جو اللہ عزوجل کو قرض حسن دے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے بہت گنا بڑھادے۔

تو گستاخ و بدباطن یہودیوں نے کہا کہ اللہ عزوجل فقیر ہے اور ہم لوگ مالدار ہیں جبھی تو اللہ عزوجل ہم لوگوں سے قرض مانگتا ہے جیسے کہ فقیر مالدار لوگوں سے قرض مانگا کرتے ہیں۔

یہودیوں کی اس گستاخانہ بولی پر بھی اللہ تعالیٰ کا قہر و جلال اس طرح نازل ہوا کہ یہودیوں کی مذمت کی یہ تہدید شدید بھری ہوی آیت کا نزول ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے جہنمی ہونے پر اپنے غضب وجلال کی مہر ثبت فرمادی۔

اور فرمایا کہ:۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَکْتُبُ مَاقَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ

بے شک اللہ عزوجل نے سنا جنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے۔ اور ہم غنی ہیں اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا ہوا۔ اور نبیوں کو ان کا ناحق شہید کرنا۔ اور ہم فرمائیں گے کہ اب چکھو آگ کا عذاب۔

(پ۔4۔ال عمران آیت 181)

بہرحال یہودیوں کا تمرد اور سرکشی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا خون ناحق کرڈالا کرتے تھے۔ بلکہ باری تعالیٰ کی مقدس جناب میں بھی بے ادبی و گستاخی کر ڈالنے سے کبھی نہیں چوکتے تھے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے اس پوری قوم کو اپنے غضب میں گرفتار کرکے ہمیشہ کیلئے ملعون فرمادیا۔ پوری قوم کو اس لئے مغضوب وملعون کردیا کہ ان کے باپ دادوں نے جو کچھ سیاہ کارنامے کئے تھے۔ آج تک پوری یہودی قوم اس سے خوش بلکہ اس پر نازاں ہے۔ اور ذرا بھی ان کرتوتوں پر ان لوگوں کو شرم وحیا اور ندامت نہیں ہوئی ہے لہٰذا پوری قوم ان جرموں میں شریک ہے۔ اس لئے پوری قوم خدا کے قہر وغضب میں ماخوذ

www.waseemziyai.com

ہو کر ملعون و مغضوب ہوگئی ہے۔ اور عذاب جہنم ان کیلئے لازم و واجب ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دے دیا ہے کہ یہودیوں سے کبھی ہرگز ہرگز میل ملاپ اور دوستی نہ رکھیں کیوں کہ یہ ملعون اور جہنمی قوم ہے۔

(62) عیسائیوں کی گمراہیاں

(210) عیسائیوں کے کفری عقائد

1۔ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بتایا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کے کفریات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

اور یہودی بولے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں۔ اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں۔ اللہ عزوجل انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں؟ انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ عزوجل کے سوا خدا بنالیا اور مسیح بن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ اللہ عزوجل کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ اسے پاکی ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ (پ10۔ التوبہ آیت 30۔31)

(211) عیسائیوں کا عقیدۂ صلیب

یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے چنانچہ وہ علی الاعلان اس کا اظہار کرتے تھے۔ اور عیسائیوں نے بھی اس غلط بات کی تصدیق کی

www.waseemziyai.com

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹکا کر شہید کر دیئے گئے چنانچہ اسی غلط عقیدہ کی بنیاد پر عیسائیوں نے صلیب کی تعظیم عبادت کی حد تک کرنی شروع کر دی اور اس کو اپنے دین کا نشان بنالیا۔ بلکہ صلیب (سولی) کی پرستش کرنے لگے۔

قرآن مجید میں خداوند قدوس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے اس باطل عقیدہ کو بالکل غلط بتاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

(پ 6۔ النساء۔ آیت 157)

اور (یہودی اس قول کی بنا پر ملعون ہوئے) کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے مسیح ابن مریم اللہ عزوجل کے رسول کو شہید کر دیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا۔ نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کیلئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا (جس کو یہودیوں نے قتل کر دیا)

واقعہ یہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کیلئے مکان میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک یہودی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور یہودیوں نے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں خدا کا ارشاد ہے کہ:۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

(پ النساء آیت 157۔158)

اور یقیناً (یہودیوں نے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر آج بھی زندہ ہیں۔ اور قرب قیامت میں زمین پر نزول فرمائیں گے۔ لہٰذا یہودیوں اور نصرانیوں کا عقیدۂ صلیب باطل ہے۔

www.waseemziyai.com

(212) عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث

عیسائیوں نے مذکورہ بالا کفری عقیدوں کے علاوہ ایک ''عقیدہ تثلیث'' بھی گھڑ لیا تھا کہ ان لوگوں نے اللہ عزوجل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام تینوں کی عبادت شروع کر دی جس کی قرآن نے سختی سے ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :-

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

اور تین خدا مت کہو۔ اس سے باز رہو اپنا بھلا چاہتے ہوئے۔ اللہ تو ایک ہی خدا ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کارساز۔

(پ 6۔ النساء آیت 171)

اس مشرکانہ عقیدۂ تثلیث میں عیسائی، یہودیوں سے بڑھ کر مشرک ہوئے کیونکہ یہودی اپنی ہزار برائیوں کے باوجود ایک ہی خدا کی عبادت کرتے تھے۔

(213) عیسائیوں نے رہبانیت ایجاد کر کے اسے ضائع کر دیا

رہبانیت (سادھو بن جانا) یہ تھا کہ پہاڑوں اور غاروں میں گوشہ نشیں ہو کر عبادت کرنا، نکاح نہ کرنا، نہایت موٹے کپڑے پہننا، ادنیٰ درجے کی غذا، بہت کم مقدار میں کھانا اور تمام دنیا والوں سے قطع تعلق کر کے نہایت پر مشقت عبادتیں کرتے رہنا یہ طریقہ خود عیسائیوں نے ایجاد کیا اور اس کو انہوں نے خدا کی رضا جوئی کیلئے نکالا تھا مگر وہ اس کو نبھا نہ سکے بلکہ اس کو ضائع کر کے کچھ تو تثلیث و ایجاد کے غلط عقائد میں پڑ گئے اور کچھ اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے اور کچھ دین مسیحی پر ثابت قدم رہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تو اسلام لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رہبانیت کو ایجاد کرنے اور پھر اس کو ضائع کر دینے پر عیسائیوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :

www.waseemziyai.com

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَارَعُوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا
(پ 27۔الحدید آیت 27)

اور راہب بننا تو یہ بات (عیسائیوں) نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔ ہاں بدعت انہوں نے اللہ عزوجل کی رضا چاہنے کو پیدا کی۔ پھر اسے نہ نبھانے۔ جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی نئی بات کو نکالنا اگر وہ نئی بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے۔ اس سے ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیے۔ ایسی بدعت کو ''بدعت حسنہ'' کہتے ہیں' البتہ دین میں کوئی بری بات نکالنا ''بدعتِ سیئہ'' کہلاتا ہے۔ وہ یقیناً ممنوع و ناجائز ہے اور ''بدعتِ سیئہ'' وہی ہے جو خلافِ سنت ہو۔ اس قاعدہ سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں مثلاً میلاد شریف اور فاتحہ وغیرہ کہ کچھ لوگ اسے اپنی ہوائے نفسانی سے بدعت بتا کر لوگوں کو ان امورِ خیر سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کاموں سے دین کی تقویت و تائید ہوتی ہے اور لوگوں کو ثواب بھی ملتا ہے خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (آمین)

(214) عیسائیوں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو نصرانی کہا

یہودیوں اور نصرانیوں پر خدا کا غضب ہو کہ ان ظالموں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی اور نصرانی کہا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے قرآن میں اس کا شدید رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ ہر باطل سے جدا رہنے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے بھی نہ تھے۔

www.waseemziyai.com

(پ 3۔ ال عمران۔ آیت 67)

(215) عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے کو خدا کا بیٹا کہا

یہودیوں اور نصرانیوں پر اس درجہ غرور اور گھمنڈ کا بھوت سوار تھا کہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور خدا کا دوست کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن گواہ ہے کہ :۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآءُ ه‘ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ

(پ 6۔ المائدہ۔ آیت 18)

اور یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ عزوجل کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں تم فرماؤ پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے بلکہ تم لوگ اللہ عزوجل کی مخلوقات میں سے ایک بشر ہو۔

(216) عیسائیوں کی عہد شکنی

یہودیوں کی طرح عیسائیوں سے بھی اللہ عزوجل نے بار بار یہ عہد لیا کہ وہ انجیل پر عمل کرتے رہیں گے مگر ہمیشہ ان لوگوں نے بدعہدی اور عہد شکنی کو اپنا طریقہ کار بنایا۔ قرآن مجید گواہ ہے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (پ 6 المائدہ آیت 14)

اور وہ جنہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں ہم نے ان سے عہد لیا تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے درمیان آپس میں قیامت کے دن تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔ اور عنقریب اللہ عزوجل انہیں بتا دے گا وہ جو کچھ کرتے تھے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہودیوں کی طرح عیسائی' عہد شکن قوم ہے لہٰذا ان کے عہد و پیمان اور معاہدوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بھی ہوشیار رہنا چاہئے اور ان لوگوں پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔

www.waseemziyai.com

(217) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی

عیسائیوں کے مشرکانہ عقائد اوران کی بدعہدی اور بدکاری یہ سب ان کے پادریوں کی من گھڑت تعلیم ہے ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو توحید خالص کی دعوت دی تھی۔ اور برابر وہ اس پر عیسائیوں کی نگرانی فرماتے رہے۔ چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا یہ بیان دیا کہ :

مَا قُلْتَ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِىْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ (پ 7۔ المائدہ۔ آیت 117)

میں نے تو ان نصرانیوں سے نہیں کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ عزوجل کی عبادت کر جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر نگران تھا جب تک ان میں رہا

بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبیٔ برحق ہیں اور آپ توحید خالص کے مبلغ ہونے میں تمام انبیائے سابقین کے مقدس طریقے پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر انجیل نازل فرمائی جو یقیناً ہدایت کا سرچشمہ ہے جس پر ہم سب مسلمانوں کو ایمان لانا فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل مقدس کی حقانیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (پ۔ 6۔ المائدہ آیت 46)

اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے وہ تصدیق کرتے ہوئے آئے توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور یہ تصدیق فرمائی ہے توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور انجیل ہدایت اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کیلئے۔

الغرض! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور توریت و انجیل کے سراپا ہدایت و منزل من اللہ

www.waseemziyai.com

ہونے میں اور عیسائی دین کی حقانیت وصداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور یقیناً ہم سب مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے۔

لیکن یہ آفتاب سے بڑھ کر روشن حقیقت ہے کہ توریت وانجیل جیسی کتاب خداوند قدوس نے نازل فرمائی تھی۔ وہ دور حاضر میں یہودیوں اور نصرانیوں کے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں موجود نہیں ہے اور حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم السلام کے مقدس دین میں ان پیغمبروں کے بعد پادریوں اور راہبوں نے بہت کچھ تحریف اور تبدیلی کر کے ان دونوں آسمانی کتابوں کا حلیہ بدل ڈالا اور موسوی اور عیسوی دین کو ان احبار و رہبان نے مسخ کر ڈالا۔ اس لئے ہم مسلمانوں کا اس سے محرف وترمیم شدہ توریت وانجیل پر ایمان نہیں ہے۔ اور اس پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی گواہی ہم مسلمانوں کیلئے جان ایمان ہے اللہ عزوجل نے کئی جگہ قرآن مجید میں فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کے پادریوں اور ان کے راہبوں کا یہ حال ہے کہ:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ

(پ۔6۔المائدہ آیت 13)

اور ان (اہل کتاب) کی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں ملعون کر دیا اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا اور اللہ عزوجل کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل ڈالتے ہیں۔ اور وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئی تھیں

اور ایک دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ:

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

اور بیشک (ان یہودیوں ونصاریٰ) میں کچھ وہ ہیں جو زبان موڑ کر اور پھر کر کتاب میں ملاوٹ کرتے ہیں تاکہ تم لوگ سمجھ لو کہ یہ بھی کتاب میں ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ عزوجل کے پاس سے نہیں ہے اور اللہ عزوجل

www.waseemziyai.com

(پ 3 ال عمران۔ آیت 78) پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے آپ نے موجودہ توریت وانجیل اور پادریوں کی پوزیشن سمجھ لی ہوگی۔ اسی لئے ہم مسلمانوں کے نزدیک ان دونوں کتابوں اور ان دونوں دینوں کی پوزیشن مجروح ہوگئی ہے لہٰذا ہم ان پر ایمان نہیں لاتے ہاں البتہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ توریت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی وہ یقیناً حق ہے اور ان دونوں پیغمبروں کا لایا ہوا دین بلاشبہ برحق ہے۔

(218) مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کا رویہ

دنیا کی تین قومیں مشرکین۔ یہودی۔ عیسائی۔ ان تینوں قوموں کا قومی مزاج کیا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ان تینوں قوموں کا برتاؤ اور رویہ کیا اور کیسا رہے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک خاص فیصلہ صادر فرمایا ہے جسے مسلمانوں کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر اپنے معاملات کو ان تینوں قوموں سے جاری رکھنا چاہئے۔ وہ فیصلہ یہ ہے کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ تینوں قومیں ہمیشہ مسلمانوں کی دشمن تھیں اور ہیں اور رہیں گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان تینوں قوموں میں مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمن کون کون سی قومیں ہیں؟ اور سب سے کم دشمن کون سی قوم ہے، تو اس معاملہ میں خداوند تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے اور سخت دشمن مشرکین اور یہودی ہیں اور ان تینوں قوموں میں سب سے کم درجے کے دشمن عیسائی ہیں جو اپنے کو نصرانی کہتے ہیں کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کیلئے کچھ نرم گوشہ ضرور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ	ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن
اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا	یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا	مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ	قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ
مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا	ہیں یہ اس لئے کہ ان میں کچھ علماء اور کچھ

www.waseemziyai.com

يَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ
(پ 6۔ المائدہ آیت 82-83)

درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف سے نازل کیا گیا۔ (قرآن) تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔

مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عیسائی قوم کے چار اوصاف کو بیان فرمایا ہے۔

(1) یہ کہ عیسائی لوگ مسلمانوں سے محبت کرنے میں دنیا بھر کے یہودیوں اور مشرکوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہیں۔ (2) عیسائیوں میں کچھ عالم اور کچھ درویش ہیں (3) عیسائی غرور نہیں کرتے (4) قرآن سن کر عیسائیوں کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا جاتے ہیں۔

یہ آیات اور عیسائیوں کی یہ خصوصیات اگرچہ حبشہ کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں حاضر باش تھے لیکن چونکہ قرآن کے الفاظ عام ہیں اس لئے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ دنیا بھر کے عیسائیوں کی خصوصیات ہیں اس لئے آج بھی جن عیسائیوں میں یہ خصوصیات پائی جائیں گی وہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے درباریوں ہی کے حکم میں شمار کی جائیں گی اور آج تک کسی تاریخ عالم اور مسلمانوں کے تجربات بھی اس کے گواہ ہیں کہ جس قدر مسلمانوں پر ظلم وستم یہودیوں اور مشرکوں نے کئے ہیں۔ عیسائیوں کے مظالم مسلمانوں پر اس سے کم رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(67) قرآن مجید کی چند پیشین گوئیاں

قرآن مجید میں جہاں عمل کیلئے احکام اور عبرت کیلئے واقعات ماضیہ کو بیان فرمایا گیا ہے وہاں آئندہ کی کچھ خبریں اور پیشین گوئیاں بھی کی گئی ہیں جن میں سے بعض تو حرف بحرف پوری ہو چکی ہیں اور کچھ ضرور پوری ہو کر رہیں گی ان میں سے چند کا ذکر ہم اپنی اس کتاب میں اس نیت سے درج کرتے ہیں کہ لوگوں کے ایمانوں میں یقین کی روح پیدا ہو

www.waseemziyai.com

جائے اور سب مسلمان ''نفس مطمئنہ'' کی کرامت سے سرفراز ہو جائیں۔

(119) قرآن کا مثل کبھی نہیں لایا جا سکتا

اللہ تعالیٰ نے کفار کو یقین دلانے کیلئے یہ چیلنج دیا کہ اگر تم لوگوں کو خدا کے قرآن کے خدا کی کتاب ہونے میں کچھ شک ہے تو تم بھی قرآن جیسی کتاب بنا کر پیش کر دو اگر تم لوگوں نے قرآن جیسی کتاب بنا کر پیش کر دی تو ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن کسی انسان کی کتاب ہے اور اگر تم ایسی کتاب نہ پیش کر سکے تو پھر تم کو یقین ہو جائے گا کہ قرآن کسی انسان کی کتاب ہیں ہے بلکہ خدا کی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفارِ عرب کو چار مرتبہ چار طریقوں سے چیلنج دیا۔ پہلی مرتبہ تو اس طرح سے للکار کر چیلنج دیا کہ :-

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

تم فرما دو کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کے مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

(پ 15 - بنی اسرائیل - آیت 88)

اس چیلنج کو سب عربوں نے سنا مگر کوئی بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ پھر دوسری بار خداوند تعالیٰ نے اس طرح للکارا کہ :-

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

کیا کفار یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے قرآن کو اپنے جی سے بنا لیا ہے؟ تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جن کو تمہاری طاقت ہو سب کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

(پ 15 - بنی اسرائیل - آیت 88)

پھر چوتھی مرتبہ رب العزت جل جلالہٗ نے اس طرح انہیں دعوت دی کہ :-

www.waseemziyai.com

اَمۡ یَـقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ ؕ بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ فَلۡیَـاۡتُوۡا بِحَدِیۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ

یا کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس (قرآن) کو بنا لیا ہے؟ بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس قرآن جیسی ایک ہی بات تو لے آئیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔

(پ 27 - الطور آیت 34)

اس طرح چار مرتبہ قرآن مجید نے کفارِ عرب کو چیلنج دیا اور کفار نے اس کی کوشش بھی کی کہ قرآن کے مقابلہ میں اس جیسا دوسرا کلام ہم پیش کر دیں مگر وہ پیش نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ پیشین گوئی نازل فرما دی کہ :-

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّـارَ الَّتِـىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ

پھر اگر نہ لا سکو (اور ہم فرمائے دیتے ہیں) کہ ہرگز نہ لا سکو گے۔ تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ وہ کافروں کیلئے تیار کر رکھی گئی ہے۔

(پ۔ا۔البقرہ۔آیت۔24)

قرآن کی اس پیشین گوئی "لَنۡ تَفۡعَلُوۡا (ہرگز تم نہیں لا سکتے) کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس چیلنج کو چودہ سو پانچ برس کا زمانہ گزر گیا مگر آج تک کوئی قرآن جیسی ایک سورۃ بھی بنا کر نہیں لا سکا۔ حالانکہ ملک عرب ہمیشہ چوٹی کے دانشوروں اور بڑے بڑے فصیح و بلیغ زبان دانوں کا مرکز رہ چکا ہے لیکن ان کفار عرب نے اسلام کے خلاف بڑی بڑی جنگیں لڑیں۔ ہزاروں کٹ کر مر گئے پچاسوں آبادیاں ویران ہو گئیں مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ ایک سورۃ قرآن جیسی لا کر اسلام کی صداقت کے محل کو ڈھا لیتا۔ لیکن یہ ہوتا کیوں کر جب قرآن نے یہ پیشین گوئی فرما دی کہ "وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا" یعنی ہرگز تم قرآن جیسی ایک سورۃ بھی نہ لا سکو گے۔

اللہ اکبر دنیا میں ان چودہ سو برسوں کے اندر کیسے کیسے انقلاب ہو گئے اور کتنی بڑی بڑی ترقیاں اور کامیابیاں انسانوں کو حاصل ہوئیں کہ انسان ستاروں پر پہنچ گیا اور فضاؤں میں چہل قدمی کرنے لگا مگر آج بھی قرآن کی پیشین گوئی کی صداقت کا آفتاب اسی شان سے چمک رہا ہے اور اسی طرح چمکتا رہے گا کہ اس کو نہ کبھی گرہن لگے گا اور نہ کوئی بدلی اس کو چھپا سکے گی۔ سچ ہے کہ

www.waseemziyai.com

ہزار فلسفوں کی چناں چنیں بدلی　　خدا کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

(220) قسم قسم کی سواریاں ایجاد ہوں گی

چودہ سو برس پہلے جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو عرب میں عام طور پر باربرداری اور سواری کیلئے چار جانور تھے۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ خچر گدھے ان جانوروں سے بوجھ اٹھانے اور سواری کے دونوں کام لئے جاتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا کہ:

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَّيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(پ 14۔ النحل۔ آیت 8)

اور چوپائے (اونٹ وغیرہ) تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم خود بھی بغیر جان کو مشقت میں ڈالے وہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ واقعی تمہارا رب بڑی رحمت و شفقت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کیلئے بھی' اور (آئندہ) اللہ عزوجل ایسی سواریاں پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر بھی نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں' اونٹوں اور خچروں گدھوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان چوپایوں کو ہم نے تمہارے چار فائدوں کیلئے پیدا فرمایا ہے (1) تم ان پر بوجھ لادو (2) تم ان کو اپنی سواری بناؤ (3) تم ان کو اپنے دروازوں کی زینت بناؤ (4) اونٹ کا گوشت بھی کھاؤ۔ اس کے بعد یہ پیشگوئی فرمائی کہ آئندہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایسی سواریوں کو پیدا فرمائے گا کہ تمہیں اس کی خبر بھی نہیں۔ اب آپ دیکھئے کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی کس طرح سو فیصد ظہور میں آئی؟ کہ اس کے بعد سائیکلیں۔ ریل گاڑیاں۔ موٹریں۔ ٹرکیں۔ موٹر سائیکلیں۔ سمندری جہاز۔ ہیلی کاپٹر۔ راکٹ۔ سیارے وغیرہ طرح طرح کی سواریاں اور باربرداری کے ایسے ایسے سادھن پیدا ہوئے کہ نزولِ قرآن کے وقت کسی کو بھی اس کی خبر نہ تھی بلکہ کوئی ان چیزوں کا تصور اور خیال بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اس طرح ویخلق مالا تعلمون کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوگئی۔

www.waseemziyai.com

(221) غالب مغلوب ہوگا

614ء میں روم اور فارس کے دونوں بادشاہوں میں ایک جنگ عظیم شروع ہوئی۔ چھبیس ہزار یہودیوں نے بادشاہ فارس کے لشکر میں شامل ہوکر ساٹھ ہزار عیسائیوں کا قتل عام کیا۔ یہاں تک کہ 616ء میں بادشاہ فارس کو فتح ہوگئی اور بادشاہ روم کا لشکر باطل ہی مغلوب ہوگا۔ بادشاہ روم اہل کتاب اور مذہباً عیسائی تھا اور بادشاہ فارس آتش پرست اور مجوسی مذہب کا پابند تھا۔ اس لئے بادشاہِ روم کی شکست سے مسلمانوں کو رنج وغم ہوا اور کافروں کو بہت زیادہ شادمانی ومسرت ہوئی۔ یہاں تک کہ کافروں نے مسلمانوں کو طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ تم مسلمان اور نصاریٰ اہل کتاب ہو۔ اور ہم اہل فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے بھائی اہل روم پر غالب ہوگئے اسی طرح ہم بھی ایک دن تم مسلمانوں پر غالب ہوکر رہیں گے۔ کفار کے ان طعنوں سے مسلمانوں کو اور زیادہ رنج وصدمہ ہوا۔

اس وقت رومیوں کی یہ افسوسناک حالت تھی کہ وہ بری طرح مغلوب ہوچکے تھے ان کی فوج کٹ گئی تھی اور خزانہ بالکل خالی ہوگیا تھا اور وہ اپنے مشرقی صوبوں کا پورا علاقہ کھو چکے تھے۔ کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بادشاہِ روم بادشاہِ فارس پر غالب ہوسکتا ہے مگر ایسے وقت میں قرآن مجید نے دنیا کو یہ پیشین گوئی سنائی کہ:

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی	رومی مغلوب ہوگئے پاس کی زمین میں اور وہ
الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ	اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں
سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۔	گے چند ہی برس میں۔

(پ 21۔ الروم۔ آیت۔ 1-2-3-4)

چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئیاں اس طرح حرف بحرف پوری ہوئیں کہ تمام دنیا اس پر حیران رہ گئی۔ یعنی صرف نو سال کی قلیل مدت میں جنگ کا ایسا پانسہ پلٹ گیا کہ بادشاہِ روم کا لشکر بادشاہِ فارس پر غالب ہوگیا۔ یہ واقعہ خاص اس دن ہوا جبکہ مسلمان مکہ کے قریب حدیبیہ میں ذیقعدہ 6ھ کو صلح حدیبیہ کی دستاویز لکھوا رہے تھے کہ یہ خبر ملی اور

www.waseemziyai.com

مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور کفار کے چہرے رنج وغم سے مرجا کر کالے پڑ گئے۔

(222) ہجرت کے بعد قریش کی تباہی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح بے سروسامانی کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس بیکسی اور کسمپرسی کے عالم میں کچھ حبشہ اور کچھ مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ ان حالات میں کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بے سروسامان اور غریب الوطن مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہوکر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی لشکری طاقت کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا جس سے کافروں کی عظمت وشوکت کا چراغ ہی بجھ جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن کفارِ قریش مٹھی بھر نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ مگر ٹھیک اس ماحول میں قرآن نے دنیا کو یہ پیشنگوئی سنائی کہ مکہ مکرمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے بعد بہت جلد قریش کے کفار برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوگئی کہ:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (پ 15 ۔ بنی اسرائیل ۔ آیت 76)	اور یہ (کفار مکہ) اس زمین (مکہ) سے آپ کا قدم اکھاڑنے لگے ہیں۔ تاکہ آپ کو اسی زمین سے نکال دیں اگر ایسا ہوا تو یہ لوگ بھی آپ کے بہت کم بعد بہت مدت تک ٹھہر سکیں گے

چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی اس طرح ہو بہو پوری ہوئی کہ ایک ہی سال بعد جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سب جنگی بہادروں اور سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفارِ قریش کی جنگی طاقت اور ان کے رعب داب اور شان وشوکت کا جنازہ نکل گیا۔

www.waseemziyai.com

(223) جنگِ بدر میں فتح کی پیشین گوئی

جنگِ بدر میں جبکہ کل تین سو تیرہ نہتے مسلمان تھے۔ اور وہ بھی بہت کمزور اور بے سروسامان تھے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کفار کا لشکر جرار جن کے پاس ہتھیار اور لشکری طاقت کے تمام سامان و اوزار موجود تھے شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ اور ستر کافر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے۔ مگر جنگِ بدر سے برسوں پہلے قرآن مجید نے مسلمانوں کی فتح مبین اور لشکر کفار کے فرار کی پیشین گوئی سنا دی اور یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (پ 27 ۔ القمر آیت 44-45)

کیا کفار مکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب متحد اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ عنقریب ان کے لشکر کو شکست ہو جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر دیں گے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اس طرح پیشین گوئی نازل ہوئی کہ:۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پ 62 الفتح آیت 66)

اور اگر کافر تم سے لڑیں گے تو ضرور پیٹھ پھیر دیں گے۔ پھر یہ کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے۔

(224) صلح حدیبیہ فتح مبین کیوں کر؟

سن 6 ھ میں کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ کر کے آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔ کفار مکہ نے اپنی من مانی شرطوں پر صلح نامہ کی دستاویز مرتب کرائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی شرطوں کو اس لئے مان لیا تاکہ مکہ مکرمہ جنگ اور خون ریزی نہ ہو اور حرمِ الٰہی کی بے حرمتی نہ ہونے پائے۔ تمام صحابہ کرام اس صلح کی شرطوں سے ناراض تھے اور اس کو ایک مغلوبانہ صلح اور ذلت آمیز معاہدہ سمجھا۔ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس سے اس قدر بیزار و برہم تھے کہ جوشِ غضب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

www.waseemziyai.com

سامنے بہت کچھ بول گئے جس کا انہیں عمر بھر افسوس رہا۔ اس ناراضگی و برہمی کے عالم میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا (پ 26۔ الفتح۔ آیت 1) اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ صلح فتح مبین ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ فتح مبین ہے۔"

اس وقت قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی کہ "صلح حدیبیہ" فتح مبین کیونکر ہے۔ مگر بعد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور سب نے مان لیا کہ واقعی صلح حدیبیہ ایک ایسی فتح مبین تھی جو مکہ میں اشاعت اسلام بلکہ فتح مکہ کا ذریعہ بن گئی۔ کیونکہ اس صلح سے پہلے مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے اور ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ مگر اس صلح سے ایک دوسرے کے یہاں آمدورفت آزادی کے ساتھ گفت وشنید اور تبادلہ خیالات کا راستہ کھل گیا کفار مدینہ آتے اور مہینوں ٹھہر کر مسلمانوں کے کردار واعمال کا گہرا مطالعہ کرتے۔ اسلامی مسائل اور اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ سنتے اور اپنی آنکھوں سے اسلامی ماحول اور مسلمانوں کے چال چلن، اور ان کی خدا پرستی و خدا ترسی کے مناظر دیکھتے اسی طرح جو مسلمان مکہ جاتے اور کفار سے ملتے جلتے تو وہ اپنے عمل و کردار اور اپنی عفت شعاری اور عبادت گزاری سے کفار کے دلوں پر اسلام کی خوبیوں کا ایسا نقش حقانیت بٹھا دیتے کہ خودبخود کفار کے دلوں پر اسلام کی طرف مائل ہوجاتے تھے۔ چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک اس قدر کثیر تعداد میں لوگ دامن اسلام میں آگئے کہ اتنے کبھی بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید (فاتح شام) اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فاتح مصر) جو پہلے اسلام کے بدترین

www.waseemziyai.com

دشمن تھے۔ اسی صلح حدیبیہ کے زمانے میں خود بخود مکہ سے مدینہ جا کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے اور پھر لشکر اسلام کے کمانڈر بن کر اسلامی جنگوں میں جس جوش اور جوانمردی کے ساتھ لڑتے رہے۔ اور فتوحات اسلام حاصل کرتے رہے یہ تاریخ اسلام کے وہ اوراق ہیں جو بلا شبہ آبِ زر سے تحریر کرنے کے لائق ہیں۔ یہ سب اسی مغلوبانہ صلح حدیبیہ کے برکات ہیں جن کو صحابہ کرام نے ایک ذلت آمیز معاہدہ سمجھا تھا لیکن قرآن مجید نے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا تھا کہ صلح حدیبیہ درحقیقت فتح مبین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظّمہ کے قریب حدیبیہ کے میدان میں عطا فرمائی۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اپنی آنکھوں سے اس فتح مبین کی تجلیوں کا نظارہ دیکھا اور سب نے مان لیا کہ واقعی قرآن کی پیشین گوئی کا آفتاب پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگا کہ صلح حدیبیہ ایک ذلت آمیز معاہدہ نہیں تھا بلکہ یہ فتح مبین تھی جو آئندہ ہونے والی تمام فتوحات کی کنجی تھی جس سے فتوحات کے دروازے کھل گئے۔

(225) یہودی مغلوب ہوں گے

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے یہودی بہت مالدار، بہت جنگجو اور نہایت جنگ باز تھے اور ان کو اپنی جنگی مہارت اور ہتھیاروں پر بڑا ناز اور بے حد گھمنڈ تھا۔ جنگ بدر میں کفار قریش کا حال سن کر ان یہودیوں نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ قریش چونکہ ماہر جنگ نہ تھے اور بے ڈھنگے تھے اس لئے مسلمانوں کے ہاتھ سے پٹ گئے اور شکست کھا گئے۔ اگر مسلمانوں کو ہم جنگ بازوں سے بالا پڑا تو ہم مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیں گے اور ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے اور واقعی صورتحال ایسی ہی تھی کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ مٹھی بھر کمزور اور نہتے مسلمانوں کی جماعت کبھی یہود جیسی ہتھیار بند اور جنگ باز فوج کو مغلوب کر سکے گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی جنگ سے فکرمندی کی ایک قدرتی بات تھی۔ لیکن اس حال و ماحول میں قرآن مجید نے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ یہودی لشکر ضرور پیٹھ پھیر دے گا۔ اور یقیناً مسلمان یہودیوں پر فتح یاب ہوں گے اور

www.waseemziyai.com

بہت پہلے یہ آیات نازل ہوگئیں کہ :۔

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّا اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ

اگر اہل کتاب (یہودی) ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا۔ ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے بجز ستانے کے اور اگر تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر دیں گے۔ پھر ان کی کوئی مدد نہ ہوگی۔

(پ 4۔ آل عمران۔ آیت 110-111)

چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی مکمل طریقے سے پوری ہوئی کہ یہودیوں کے قبائل میں سے ''بنو قریظہ'' سب کے سب قتل ہوگئے۔ اور ''بنو نضیر'' جلا وطن کر دیئے گئے اور ''خیبر'' کو مسلمانوں نے بزورِ شمشیر فتح کرلیا اور دنیا بھر میں اس وقت یہودیوں کا کوئی مددگار نہیں ملا۔

(۲۲۶) فتح مکہ کی پیشین گوئی

مکہ مکرمہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات کی تاریکی میں اپنے یار وفادار صدیق جان نثار کو ساتھ لے کر چھپتے ہوئے ''جبل ثور'' کے غار میں رونق افروز ہوئے اور تین دن کے بعد غار سے نکل کر جس بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔ ان حالات میں بھلا کسی کو وہم و گمان بھی ہوسکتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چھپتے ہوئے اور روتے ہوئے اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہنے والا رسول ایک دن فاتح مکہ بن کر اپنے فاتحانہ جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مبین کا پرچم لہرائے گا۔ اور اس کے دشمنوں کی قاہر فوج اسکے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ براندام کھڑی ہوگئی۔ اور خدا کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب دشمنوں سے بجائے سزا دینے اور انتقام لینے کے سب کو معاف کرکے اپنے رحم و کرم کے دامن رحمت میں سب کو پناہ دے دے گا۔ اور یہ سب دشمنانِ اسلام بلند آواز میں کلمہ پڑھ کر اسلام کے بہترین جاں باز اور وفادار سپاہی بن جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

مگر ان حالات میں قرآن کریم نے فتح مکہ کی خوشخبری کی پیشین گوئی سنا کر سب کو حیرت میں ڈال دیا اور فتح مکہ سے بہت پہلے یہ آیتیں اتر پڑیں کہ :

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّه‘ كَانَ تَوَّابًا

(پ30- سورہ النصر- آیت 1-2-3)

جب اللہ عزوجل کی مدد اور فتح آئی اور تم دیکھو کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تم اپنے رب کی تعریف کرتے رہو اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

چنانچہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور 8 ھ میں مکہ فتح ہو گیا۔ اور آپ فاتحانہ جاہ جلال کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ معظمہ سے تمام بتوں کو نکال کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر کعبہ کی چھت پر اذان پڑھنے کا حکم دیا۔ اور عرب کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے اکا دکا لوگ اسلام میں داخل ہوا کرتے تھے۔

(227) فارس و روم وغیرہ کے فتح ہونے کی پیشین گوئی

قرآن مجید کی پیشین گوئیاں صرف انہیں لڑائیوں کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں رہیں جو حضور کی موجودگی میں ہوئیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلفاء راشدین کے دور خلافت میں عرب و عجم میں جو عظیم اور خون ریز لڑائیاں ہوئیں ان کے متعلق بھی قرآن کریم نے جو پیشین گوئیاں کر دی تھیں وہ بھی بالکل صحیح صحیح اور حرف بحرف پوری ہوئیں۔ مسلمانوں کو روم و ایران کی زبردست حکومتوں سے جو زبردست اور خون ریز لڑائیاں لڑنی پڑیں وہ تاریخ اسلام کے بہت زریں اور نمایاں واقعات ہیں۔ قرآن مجید نے برسوں پہلے ان جنگوں کے نتائج کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے ان لفظوں میں اعلان کر دیا

www.waseemziyai.com

تھا کہ:

قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ
(پ26۔الفتح آیت12)

جہاد میں پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم کو ایک جنگجو قوم سے لڑنے کیلئے بلایا جائے گا۔تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

اس پیشین گوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومتِ ایران سے جنگ کرنے کیلئے فوجی بھرتی شروع کی اور اس لشکر کو ایران وروم کی جنگجو اقوام سے جنگ کرنی پڑی جس میں بعض جگہ خون ریز معرکے ہوئے اور بعض جگہوں کے کفار کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔اور قرآن کی پیشین گوئیوں کی صداقت کا آفتاب چمکنے لگا۔

(228) جنگِ خیبر میں کثیر مال کی پیشین گوئی

محرم 6ھ میں جنگِ خیبر کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب روانہ ہوئے تو جنگ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ آپ کو فتح اور کثیر مالِ غنیمت کی بشارت دے دی اور قرآن کی یہ پیشین گوئی آسمان سے نازل ہوگئی کہ:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِىَ النَّاسِ عَنْكُمْ
(پ۔26۔الفتح آیت20)

اور اللہ عزوجل نے تم مسلمانوں سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم لوگے تو تمہیں یہ جلد غنیمت عطا فرما دی۔اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خیبر کو روانہ ہوگئے تو خیبر والوں کے حلیف قبیلہ بنی اسد وغطفان کے کافروں نے ارادہ کیا کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے اہل وعیال کو لوٹ لیں۔مگر اچانک اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ان کے ہاتھ رک گئے اور وہ حملہ نہ کر سکے اور خیبر میں شدید جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی

www.waseemziyai.com

اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کو ملا۔ اور قرآن کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

(229) مسلمانوں کو ایک دن شہنشاہی ملے گی

ہجرت کے بعد کفارِ مکہ جوشِ انتقام میں بالکل آپے سے باہر ہوگئے۔ اور جنگ بدر میں شکست کے بعد تو جذبۂ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ تمام قبائل عرب کو جوش دلا دلا کر مسلمانوں پر حملہ کر دینے کیلئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خون ریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا جس میں مسلمانوں کو تنگدستی، فاقہ مستی، قتل وخون ریزی، قسم قسم کی مصیبتوں کا سامنا رہا۔ مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ مسلمان ایسی پریشانیوں میں گھرے ہوئے تھے کہ ان کو ایک لحہ کیلئے سکون واطمینان نصیب نہیں تھا۔ لیکن عین اس پریشانی اور بے سروسامانی کے ماحول میں قرآن مجید نے مسلمانوں کو یہ پیشین گوئی سنائی کہ مسلمانوں کو دین و دنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا اور ان کو ایسی بادشاہی بلکہ شہنشاہی ملے گی کہ روئے زمین کے تمام بادشاہ ان مسلمانوں کے رعب و داب سے لرزہ براندام ہونے لگیں گے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(پ 18۔ النور۔ آیت 55)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو زمین کا خلیفہ (بادشاہ) بنائے گا جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ (بادشاہ) بنایا تھا اور جو دین ان کیلئے پسند کیا ہے اس کو مضبوط و مستحکم کر دے گا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

مسلمان جن ناموافق حالات اور پریشان کن کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں

www.waseemziyai.com

خلافتِ ارض اور دین و دنیا کی شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بیکس گروہ جس کو کفار کے مظالم نے کچل ڈالا تھا اور اس نے سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں آ کر بھی سکون و اطمینان نصیب نہیں تھا بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی حکومت اور شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا کسی اور کا ڈر نہ ہوگا بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ و جلال سے ڈر کر لرزہ براندام رہے گی۔

مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ ہو کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام ترقی یافتہ حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے کیا اب بھی کسی کو اس پیشین گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ کہو ہرگز نہیں!

(230) اسلام مکمل ہو کر رہے گا!

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہیں ہے کہ جس دن سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اسلام کا اعلان فرمایا۔ اسلام کے خلاف مخالفتوں کا ایسا عظیم طوفان کھڑا ہو گیا کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی تحریک کے خلاف مخالفتوں کے اتنے بڑے بڑے پہاڑ آڑے آئے ہوں۔ مسلمانوں اور بانی اسلام کو جس قدر ستایا گیا اور ان پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے تاریخ عالم کے اوراق میں اتنا درد انگیز اور دل ہلا دینے والا کوئی صفحہ نہیں مل سکتا۔ خدا کی اتنی لمبی چوڑی زمین مسلمانوں کیلئے تنگ ہو کر رہ گئی۔ خود بانی اسلام کا بائیکاٹ کیا گیا۔ ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ ان کے گلے میں پھندہ ڈال کر گلا گھونٹا گیا۔ بار بار ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں ان کا رہنا بلکہ چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا۔ اور آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا۔ مسلمان اجڑ کر کچھ حبشہ کچھ مدینہ منورہ چلے

www.waseemziyai.com

گئے۔ پھر بھی سکون و اطمینان نصیب نہیں ہوا۔ ان بڑے بڑے جارحانہ فوجی حملے ہوئے۔ غرض اسلام اور مسلمانوں کی بے کسی اور کسمپرسی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس مایوسی و نامرادی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں جب کہ اسلام کی زندگی کیلئے روشنی کی کوئی کرن بھی کہیں نظر نہیں آتی تھی۔ بالکل ہی ناگہاں قرآن مجید نے یہ حیرت ناک بشارت سنائی کہ اور تمام دنیا کے سامنے بالکل ہی محیر العقول پیشین گوئی فرمائی کہ :

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

(پ 28۔ الصف۔ آیت 8-9)

(کفار) چاہتے تھے کہ اللہ عزوجل کا نور (اسلام) اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ عزوجل کا اپنا نور مکمل کرنا ہے اگرچہ کافر اس کو برا مانیں اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ برا مانیں مشرک لوگ

دنیا اس پیشین گوئی پر حیران تھی لیکن قرآن کی اس پیشین گوئی کی صداقت کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس طرح طلوع ہو گیا کہ :۔

جہاں تاریک تھا، بالکل اندھیرا، سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

اچانک مکہ فتح ہو گیا اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ آج دنیا کا کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں ہے کہ جہاں اسلام کی روشنی نہ پھیلی ہو آج زمین کے چپہ چپہ کا یہ حال ہے۔

آنجا کہ بود نعرہ کفار و مشرکاں
اکنوں خروش نعرہ اللہ اکبر است

www.waseemziyai.com

28 چند قرآنی اعمال

چند قرآنی اعمال اس لیے درج کرتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے خود بھی ان سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی نفع پہنچائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ خیر الناس من ینفع الناس یعنی وہ بہترین آدمی ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔

میں ان سب اعمال کی ہر سنی پابند شریعت مسلمان کو اپنی سندوں کے ساتھ اجازت دیتا ہوں۔ (عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ)

دودھ بڑھنے، پیشاب اترنے کا علاج

اگر کنویں کا پانی گھٹ جائے تو اس آیت کو پاک ٹھیکری پر لکھ کر کنویں میں ڈال دیں۔ اگر عورت یا گائے، بھینس بکری کا دودھ گھٹ جائے یا کسی کا پیشاب بند ہو جائے تو کورے تانبے کے برتن پر لکھ کر پاک پانی سے دھو کر چند بار پلائیں۔

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (پ 1 البقرۃ آیت 74)

ناراض حاکم مہربان ہو

اس آیت کو تین مرتبہ پڑھ کر اپنے چہرے اور سینہ پر پھونک مار کر حاکم کے سامنے جائیں انشاءاللہ تعالیٰ وہ مہربان ہو جائے گا۔

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ 1 البقرۃ آیت 211)

گم شدہ کے لیے

جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو فوراً یہ آیت پڑھے۔

رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

(پ 3 آل عمران آیت 9)

www.waseemziyai.com

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ضَالَّتِیْ انشاء اللہ تعالیٰ گم شدہ چیز مل جائے گی۔ (اس عمل کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے)

برص، سفید داغ کا علاج

ایک شخص نے کلبی سے بیان کیا کہ مجھے برص ہو گیا اور میں شرم سے کسی کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ سے مُؤْمِنِیْنَ تک پڑھ کر میرے منہ میں تھوک دیا۔ تو اللہ عزوجل نے مجھے شفا بخش دی (پ 30 آل عمران آیت 49)

ہر مصیبت ٹلنے کے لیے

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل اس آیت کو بکثرت پڑھے، ہر قسم کی مصیبت دور ہو جائے گی۔

قید سے رہائی کے لیے

جو کسی ظالم کی قید میں ہو تو اس آیت کو بکثرت پڑھے اور دعا مانگے غیب سے بہت جلد رہائی کا سامان ہو جائے گا۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا (پ 5 النساء آیت 75)

نماز میں وسوسہ اور برے خواب دور ہوں

اس آیت کو شیشہ یا سنگ مرمر کے برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر تین دن پی لے۔ انشاء اللہ وسوسہ اور برے خواب دفع ہو جائیں گے

وَاذْکُرُوْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ مِیْثَاقَہُ الَّذِی وَاثَقَکُمْ بِہٖ وَاِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُو اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

(پ 6 المائدۃ آیت 7)

www.waseemziyai.com

غلہ میں گھن نہ لگے

ان دونوں آیتوں کو لکھ کر غلہ میں رکھ دیں تو گھن' چوہوں کیڑوں سے غلہ اور سامان محفوظ رہے گا۔

لُعِنَ الَّذِیْ كَفَرُوْا سے یَفْعَلُوْنَ تک (پ 6 المائدۃ آیت 78 , 79)

ظالموں' کافروں کی بربادی کے لیے

فَلَمَّا نَسُوْ مَاذُكِّرُوْ بِهٖ سے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تک دونوں آیتوں کو کسی ذبح کیے ہوئے جانور کی ہڈی پر لکھ کر ہڈی کو چور چور کر کے اس کے گھر میں ڈال دیں بہت جلد برباد ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (یہ آیت پارہ 7 سورۃ انعام میں آیت 44 , 45) ہے۔

خواب میں کسی کا حال دیکھنے کے لیے

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ سے اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ تک

(پ 7 الانعام آیت 59-60-61-62)

ان آیتوں کو کسی سوتی کپڑے پر لکھ کر سرہانے رکھیں اور باوضو سو رہیں تو خواب میں اس شخص کا حال نظر آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ڈاڑھ کا درد دفع ہو

لِكُلِّ بَنَاءٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنائیں اور تعویذ ڈاڑھ کے نیچے دبائے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلد درد ختم ہو جائے گا۔

ہر حاجت پوری ہو

وَمِنْ اٰبَآءِ هِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَایْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ (پ 7 الانعام آیت 87)

اس آیت کو پڑھ کر رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔

www.waseemziyai.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِعِزَّةِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَبِعِزَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِقْضِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ انشاء اللہ تعالیٰ ہر جائز حاجت پوری ہو جائے گی۔ دس دن یا بیس دن یا چالیس دن یہ عمل کرے۔

سانپ بچھو وغیرہ سے امان

اَفَامِنَ اَھْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّھُمْ نَائِمُوْنَ اَوَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰی اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ اَفَاَمِنُوْ مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ 9 الاعرف آیت 97-98-99)

محرم کی پہلی تاریخ کو ان تینوں آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر اور پانی سے دھو کر جس گھر کے گوشوں میں چھڑک دیا جائے وہ سانپ، بچھو اور تمام موذی جانوروں سے سلامت رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہر بیماری سے شفا

آیات شفا یہ ہیں۔

وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنَ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَاءٌ

حضرت ابو القاسم قشیری علیہ الرحمتہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا بیمار تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بیٹے کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم آیاتِ شفا سے کیوں نہیں علاج کرتے؟ میں نے آیات شفا کو لکھ کر اور پانی سے دھو کر لڑکے کو پلایا وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

ان آیتوں کو چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر اور پانی سے دھو کر پلائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مرض اچھا ہو جائے گا۔ دس دن یا بیس دن یا چالیس دن استعمال کریں۔ مگر با وضو لکھیں اور دھوئیں، شفاء یقیناً ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

www.waseemziyai.com

چور اور بھاگے ہوئے کو بلانے کے لیے

وَلَوْ اَرَادُو الْخُرُوْجَ لَاعَدُّوْ لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ (پ10 التوبہ آیت 46)

سوتی دھلے ہوئے کپڑے کے گول کٹے ہوئے چاند پر یہ آیت لکھی جائے اور اس کے گرد اس شخص اور اس کی والدہ کا نام لکھیں اور جس جگہ کوئی دیکھتا نہ ہو جا کر ایک کیل اس کپڑے کے چاند پر ٹھونک دیں اور اس کپڑے کو مٹی سے چھپا دیں۔ وہ چور اور بھاگا ہوا آدمی انشاء اللہ تعالیٰ واپس آجائے گا۔

جادو دفع ہو

اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ (پ11 یونس آیت 80-81)

جادو کے اتار کے لیے بہت مجرب ہے۔ جس پر جادو کیا گیا ہو ان آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں پہنائیں۔ یا چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جادو اتر جائے گا۔

حفاظتِ حمل

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (پ13 الرعد آیت 8)

اگر حمل گر جانے کا اندیشہ ہو یا حمل نہ ٹھہرتا ہو تو اس آیت کو زعفران سے کاغذ پر لکھ کر اور تعویذ بنا کر کمر میں باندھیں اور تعویذ پیڑو پر رحم کے اوپر رہے۔ حمل گرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا اور اس کی برکت سے حمل ٹھہر جائے گا۔

بانجھ عورت کے لیے

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا (پ13 الرعد آیت 31)

www.waseemziyai.com

بانجھ عورت کے لیے ہرن کی جھلی پر گلاب وزعفران سے باوضو لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں پہنائیں۔

اولاد کے لیے

جس شخص کو اولاد سے مایوسی ہو وہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ جلد ہی صاحب اولاد ہو جائے گا۔ آیت یہ ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ (پ 17 الانبیاء آیت 89)

اولاد زندہ رہے

جس عورت کے اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ کالی مرچ اور اجوائن پر دوشنبہ کے دن چالیس مرتبہ سورۃ والشّمس پڑھے اور درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور درود شریف ہی پر ختم کرے۔ ہر روز اس میں سے ایک چٹکی حمل کے زمانے سے دودھ چھڑانے تک عورت کھایا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

آسانی ولادت

جو عورت دردزہ میں مبتلا ہو یہ آیت کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر کمر میں باندھیں۔ پیدائش میں انشاء اللہ تعالیٰ آسانی ہوگی۔ آیت یہ ہے۔

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (پ 17 الانبیاء آیت 30)

بچے کا دودھ چھڑانا

جس بچے کا دودھ چھڑانا منظور ہو۔ سورۃ البروج کاغذ پر لکھ کر گلے میں تعویز پہنائیں انشاء اللہ تعالیٰ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔

بیوی بچے دیندار ہو جائیں

جو شخص ہر نماز کے بعد اس آیت کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کے بچے اور بیوی سب انشاء اللہ دیندار ہو جائیں گے۔ آیت یہ ہے

www.waseemziyai.com

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(پ 19 الفرقان آیت 74)

زہریلے جانور کا زہر اتر جائے

اگر کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہو تو جہان کاٹا ہو اس کے گرد انگلی گھماتا ہوا ایک سانس میں سات بار وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ پڑھ کر پھونک مارے انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔(پ 19 الشعراء آیت 130)

چیونٹیوں کو بھگانا

اگر چیونٹیوں کی کثرت ہو تو یہ آیت کاغذ پر لکھ کر چیونٹیوں کے سوراخ کے پاس رکھ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب چیونٹیاں بل میں چلی جائیں گی۔ آیت یہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (پ 19 النمل 18)

دیمک سے حفاظت

اگر کسی ذخیرہ کی کوئی چیز پر سورۃ تطفیف پڑھ دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میں دیمک نہیں لگے گی۔

تیر و تلوار سے حفاظت

سورۃ حدید کاغذ پر لکھ کر گلے میں تعویز بنا کر پہن لیں۔ تو تیر و تلوار کا زخم انشاء اللہ تعالیٰ نہیں لگے گا۔

نظر بد اتر جائے

جب کسی پر نظر کا اثر معلوم ہو تو یہ دونوں آیتیں تین بار پڑھ کر پھونک ماریں۔ آیتیں یہ ہیں۔

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ 29 القلم آیت 51-52)

www.waseemziyai.com

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ یہ نظر بد کے لیے بیحد مفید ہے۔

ضعفِ بصارت

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَ كَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (پ 26 ق آیت 22)

اس آیت کو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ کر انگلی پر دم کر کے آنکھوں پر پھیرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بصارت میں کمی نہ ہوگی، بلکہ جس قدر کمی ہوگی وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔

نظر کبھی کم نہ ہو

جو وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر ایک مرتبہ سورۃ انا انزلنا پڑھ لیا کرے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بینائی میں کبھی کمی نہیں ہوگی۔

لقوہ کا علاج

لوہے کے برتن پر سورۃ اذا زلزلة الارض لکھ کر اور اس کو دھو کر برابر پلاتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا حاصل ہوگی

پتھری کا علاج

سورۃ الم نشرح زعفران سے چینی کی طشتری پر لکھ کر اور دھو کر پینا پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتا ہے اور دردِ دل اور دردِ مثانہ کو بھی مفید ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

(پ 30 الطارق آیت 15-16-17)

ان آیتوں کو چالیس بسکٹ پر لکھ کر روزانہ صبح کو ایک بسکٹ کھلائیں انشاء اللہ تعالیٰ کتے کا اثر اتر جائے گا۔

اور اگر کسی کے مکان میں جن ہوں یا پتھر آتے ہوں تو چار کیلوں پر پچیس پچیس مرتبہ پڑھ کر دم کرے پھر ان چاروں کیلوں کو مکان کے چار کونوں میں گاڑ دیں۔

احتلام کی حفاظت

سورۃ والسّمآء والطارق شروع سے ولا ناصر تک پڑھ کر سینہ پر دم کر کے سوئے۔تو انشاءاللہ تعالیٰ احتلام سے حفاظت رہے گی۔

دردسر کے لیے

لَا یَصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ کی آیت دردسر والے سر پر بار بار پڑھ کر دم کرے۔انشاءاللہ تعالیٰ دردِ سر جاتا رہے گا۔(پ 27 الواقعہ آیت 19)

بے خوابی کے لیے

بستر پر لیٹ کر بار بار یہ آیت پڑھے اور درود شریف بھی پڑھے۔تو انشاءاللہ تعالیٰ بہت اچھی نیند آجائے گی

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا (پ 22 احزاب آیت 56)

پھر درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھے

آسیب دفع ہو جائے

جس پر آسیب آتا ہو سورۃ جن پڑھ پڑھ کر اس پر پھونک ماریں اور سورۃ جن کاغذ پر لکھ کر تعویز بنا کر اس کے گلے میں پہنائیں۔انشاءاللہ تعالیٰ آسیب بھاگ جائے گا۔

(سورۃ جن پارہ 29)

آشوبِ چشم کے لیے

جس کی آنکھوں میں آشوب اور سرخی ہو وہ اس آیت کو پڑھ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ آشوب جلد اچھا ہو جائے گا۔اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ سے بِغَیْرِ حِسَابٍ تک پڑھیں۔(پ 18 النور آیت 35 تا 38)

www.waseemziyai.com

پھوڑا پھنسی کیلئے

وَيَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا (پ 16 طٰہٰ آیت 105-106-107)

ان آیتوں کو پاک صاف برتن میں لکھ کر روغن بنفشہ سے دھو کر پھوڑے پھنسی پر ملیں انشاء اللہ تعالیٰ جلد شفاء حاصل ہوگی۔

ترقی ذہن و حافظہ کیلئے

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ يَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ يَفْقَهُوْ قَوْلِیْ (پ 16 طٰہٰ آیت 25-26-27-28)

ان آیتوں کو بعد نمازِ فجر روزانہ اکیس مرتبہ پڑھ کر سینہ پر پھونک ماریں اور پانی پر پھونک کر پی لیں انشاء اللہ تعالیٰ ذہن و حافظہ اور علم میں ترقی ہوگی۔

روزی میں ترقی

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِيْزُ
(پ 25 الشوریٰ آیت 19)

ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں زیادتی ہوگی۔

فاقہ سے نجات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ الواقعہ ہر رات پڑھا کرے اس کو عمر بھر کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (سورہ واقعہ)۔

بخار کا تعویذ

قُلْنَا يَانَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ (پ 17 الانبیاء آیت 69)

کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالیں انشاء اللہ تعالیٰ بخار جاتا رہے گا

سفر میں عزت و سلامتی

سفر میں جاتے آتے وقت یہ آیت پڑھ لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی اور عزت ملے

www.waseemziyai.com

گی۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (پ 15 بنی اسرائیل آیت 80)

آگ بجھانے کا عمل

سات کنکروں پر سورۃ والضحٰی پڑھ کر آگ میں پھینک دیں انشاء اللہ تعالیٰ آگ بجھ جائے گی۔ (پارہ 30)

دشمنوں کی شکست کے لیے

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (پ 27 القمر آیت 45)

اس کو مٹی پر پڑھ کر اور پھونک مار کر دشمن کی جماعت پر پھینک دے۔ دشمن شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دفینہ معلوم کرنے کا عمل

اگر کسی جگہ خزانہ دفن ہونے کا شبہ ہو اور معلوم کرنا ہو تو ایک کاغذ پر یہ آیتیں لکھیں۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

(پ 19 الشعراء آیت 192-193-194-195-196-197)

پھر نابالغ لڑکی کے کاتے ہوئے سوت کے کپڑے میں اس پرچہ کو موڑ کر سی لیں۔ پھر اس کو ایک سفید تاجدار مرغ کے بازو میں باندھ دیں اور اتوار کے دن زوال آفتاب کے وقت اس مرغ کو شبہ کی جگہ چھوڑ دیں یہ مرغ خزانہ کی جگہ جا کھڑا ہوگا اور چونچ اور پنجوں سے زمین کرید ے گا۔

کشتی کی سلامتی کے لیے

کشتی پر سوار ہوتے وقت ان آیتوں کو پڑھ لیں

www.waseemziyai.com

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ

(پ 18 المومنون آیت 28-29) انشاء اللہ تعالیٰ کشتی سب آفتوں سے محفوظ رہے گی۔

بارش کے لیے

جب بارش بالکل نہ ہو اور قحط کا اندیشہ ہو جائے تو اس آیت کو باوضو لکھ کر کسی درخت کی اونچی شاخ میں لٹکا دیں انشاء اللہ تعالیٰ بارش ہونے لگے گی آیت یہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ م بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ (پ 25 الشوریٰ آیت 28)

ماشاء اللہ کے فوائد

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت دی ہو اور وہ ہمیشہ "ماشاء اللہ" نعمت کو دیکھ کر پڑھتا رہے تو سوائے موت کے وہ نعمت سب آفتوں سے محفوظ رہے گی۔

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا اجر و ثواب بہت بڑا ہے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر اسلام و احکام دین کا دارومدار ہے۔ اس کو پڑھتے اور پڑھاتے رہنا یقیناً خدا تک پہنچنے اور اس کا مقرب بندہ بننے کے لیے بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے متعلق چند حدیثیں تحریر کی جاتی ہیں۔ اس کو خاص طور پر نظر میں رکھیئے۔

حدیث نمبر 1: صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حدیث نمبر 2: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی

www.waseemziyai.com

ہے کہ جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور اس کو قرآن پڑھنا دشوار ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی اور وہ مشقت کے ساتھ قرآن کے الفاظ کو ادا کرتا ہے تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔

(مشکوۃ ج ص 184)

حدیث نمبر 3: ترمذی و دارمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن) کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ جو شخص صرف الم پڑھ لے تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی کیونکہ اس نے قرآن کے تین حرفوں کو پڑھ لیا۔ (مشکوۃ ج ص 186)

حدیث نمبر 4: سنن ابو داؤد میں حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے۔ اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو خود عمل کرنے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ (مطلب یہ ہے کہ جب قرآن پڑھنے والے کے ماں باپ کو قیامت میں ایسا تاج پہنایا جائے گا تو پھر تم سوچو خود کہ قرآن پڑھنے والے اور قرآن پر عمل کرنے والے کو کتنا عظیم اجر و ثواب اور کتنا بلند اعزاز و اکرام ملے گا) (مشکوۃ ج ص 186)

حدیث نمبر 5: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج جیسی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کے مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں لیکن مزہ شیریں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ پھول کے مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے اور مزہ کڑوا ہے۔ (مشکوۃ ج ص 184)

www.waseemziyai.com

حدیث نمبر 6: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت میں چڑھتا جا۔ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تیری منزل آخری آیت جو تو پڑھے گا وہ ہے۔ اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد ترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص 186)

حدیث نمبر 7: ترمذی و دارمی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا اسے میں اس سے بہتر دوں گا۔ جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور کلام اللہ عزوجل کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص 186)

حدیث نمبر 8: ترمذی و دارمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو اس کی مثال اس گھر جیسی ہے جو ویران اور اُجڑا ہوا ہو۔ (مشکوٰۃ ج ص 186)

حدیث نمبر 9: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کو پڑھا اور اس کو یاد کرلیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام جانا تو اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 187)

حدیث نمبر 10: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن سیکھو اور پڑھو جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اس کے ساتھ رات میں نماز کے اندر قیام کیا تو اس کی مثال جیسی مشک کی بھری ہوئی تھیلی جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے قرآن کو سیکھا اور سوتا رہا۔ یعنی قیام اللیل نہیں کیا اس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا منہ باندھ دیا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص 187)

www.waseemziyai.com

حدیث نمبر 11: بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے تو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی قلعی کس چیز سے ہوگی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کثرت سے موت کو یاد کرنے اور قرآن کی تلاوت کرنے سے۔ (مشکوٰۃ ج ص189)

حدیث نمبر 12: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ قرآن پڑھو کیوں کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔ دو چمکدار سورتیں سورۃ بقرہ وسورۃ آل عمران پڑھو یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو بادل ہیں یا دو سائبان ہیں۔ یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں ہیں اور وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۃ بقر کو یاد کرلو کہ اس کا یاد کرلینا برکت ہے اور اس کو چھوڑ دیا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 184)

حدیث نمبر 13: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو المنذر (یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ و رسول اعلم ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو المنذر! تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کونسی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (ایۃ الکرسی) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابو المنذر تم کو علم مبارک ہو۔ (مشکوٰۃ ج اص185)

حدیث نمبر 14: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اس درمیان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اپنے اوپر ایک زوردار کھٹکا سنا تو اپنا سر اوپر اٹھا کر کہا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا تھا تو اس دروازے سے ایک فرشتہ

www.waseemziyai.com

زمین پر اترا جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا تو اس فرشتہ نے سلام کیا۔ پھر کہا کہ آپ ایسے دو نور کی خوشخبری قبول فرمائیے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو یہ دونوں نور نہیں دیئے گئے ایک فاتحۃ الکتاب دوسرے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں کہ آپ ان میں سے جس ٹکڑے کو پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کیا جائے گا۔ یہ مسلم کی حدیث ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص 185)

حدیث نمبر 15: صحیح مسلم میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سورہ کہف کے شروع کی دس آیتیں زبانی یاد کرلے وہ دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ ج ص 185)

حدیث نمبر 16: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے جو اس کو ایک مرتبہ پڑھے گا اس کے لیے دس مرتبہ قرآن پڑنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ اس حدیث کو ترمذی و دارمی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 187)

حدیث نمبر 17: حضرت ابن عباس و حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ہے اور سورہ قل یآیھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 188 بحوالہ ترمذی)

حدیث نمبر 18: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے اندر قرآن پڑھنا غیر نماز میں قرآن پڑنے سے افضل ہے اور غیر نماز میں قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 188)

حدیث نمبر 19: عثمان بن عبد اللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر قرآن کی جلد دیکھے ہوئے (زبانی) قرآن پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور قرآن کی جلد میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کا دو ہزار درجہ ہے اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 189)

حدیث نمبر 20: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

www.waseemziyai.com

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ہزار آیتوں کے روزانہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ کون طاقت رکھے گا کہ روزانہ ایک ہزار آیتوں کو پڑھے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ ''الھکم التکاثر'' پڑھ لے (یعنی ایک مرتبہ سورہ الھکم التکاثر'' پڑھ لینے سے ایک ہزار آیتوں کو پڑھ لینے کا ثواب مل جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج1 ص190)

ان کے علاوہ دوسری بہت سی آیتیں اور حدیثیں قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں۔ مگر ہم نے بغرض اختصار انہیں بیس حدیثوں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو بکثرت تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن مجید کی برکتوں سے دونوں جہان میں سرفراز فرمائے۔

امین بحرمته النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلی اله واصحابه اجمعین الی یو الدین

قرآن مجید کے آداب

مسئلہ نمبر 1: جنب اور حیض ونفاس والی عورت جب تک یہ لوگ غسل کرکے پاک نہ ہو جائیں ان کے لیے قرآن مجید کو پڑھنا اور چھونا حرام ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

مسئلہ نمبر 2: بلا وضو کے قرآن مجید' تفسیر کی کتابوں اور قرآن مجید کی کسی آیت کو چھونا حرام ہے۔

مسئلہ نمبر 3: قرآن مجید پر اور اس کی جلد پر چاندی سونے کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہوتی ہے اسی طرح قرآن مجید میں زیر وزبر اور پیش و جزم اور لفظوں کا لگانا بھی مستحب ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ قرآن مجید کو صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامت لکھنا اور آیتوں پر گنتی کا نشان لگانا بھی جائز ہے (درمختار' ردالمختار)

اس زمانے میں قرآن کے تراجم بھی چھپوانے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن

www.waseemziyai.com

مجید کے ساتھ ترجمہ چھپوانے میں کوئی حرج نہیں۔اس لیے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ نہیں چھاپنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر 4: قرآن مجید کی کتابت و طباعت نہایت خوبصورت' خوشخط اور واضح لفظوں میں کی جائے۔کاغذ بھی بہت اچھا اور روشنائی بھی خوب اچھی ہو کہ دیکھنے میں بھلا معلوم ہو۔(درمختار' ردالمختار) بعض مطابع والے نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب روشنائی سے قرآنی شریف چھاپ دیتے ہیں۔ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ اس میں قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے۔

مسئلہ نمبر 5: قرآن مجید کا حجم بہت چھوٹا کرنا مکروہ ہے (درمختار) مثلاً آجکل بعض مطبع والوں نے تعویزی قرآن چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں نہیں آتا بلکہ حمائل بھی نہیں چھپوانا چاہیئے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے جس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت کم ہو جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر 6: قرآن مجید بہت بوسیدہ ہو گیا۔اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہو جائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے۔اور دفن کرنے میں اس کی لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔قرآن شریف پھٹا ہوا ہو یا بہت بوسیدہ اور کمزور ہو گیا ہو تو اسے جلایا نہ جائے۔(عالمگیری)

مسئلہ نمبر 7: لغت اور نحو وصرف اور معانی و بیان کی کتابوں کا ایک ہی درجہ ہے ان میں سے جس کو چاہیں اوپر نیچے رکھیں مگر فقہ و حدیث و مواعظ کا درجہ بلند ہے۔لہٰذا ان کتابوں کو لغت وغیرہ سے اوپر رکھیں اور تفسیر کی کتابوں کو ان سب کے اوپر رکھیں اور قرآن مجید کو سب کتابوں سے اوپر رکھیں اور قرآن شریف کے اوپر کچھ بھی نہ رکھیں اور قرآن شریف پر عمدہ کپڑے کا غلاف چڑھائے رکھیں تا کہ اس کی عظمت کا اظہار ہو اور بلا وضو اس کو اٹھا سکیں۔(عالمگیری)

مسئلہ نمبر 8: کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے گھر میں قرآن مجید رکھا ہے۔اس

www.waseemziyai.com

میں تلاوت نہیں کرتا تو کوئی گناہ نہیں ۔ بلکہ وہ اپنی نیک نیتی کی وجہ سے ثواب پائے گا۔

مسئلہ نمبر 9 : قرآن مجید پر اگر توہین کے قصد سے کسی نے پاؤں رکھ دیا یا بقصد توہین زمین پر ٹپک دیا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر 10 : جس گھر میں قرآن شریف رکھا ہو اس گھر میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہوا ہو۔

مسئلہ نمبر 11 : قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہئے اسی طرح اذان میں خوش گلوئی سے کام لے۔ یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو آواز بنانے کی کوشش کرے۔ مگر لحن کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے، جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے ۔ بلکہ لازم ہے کہ قرآن پڑھنے میں تجوید کے قاعدوں کی پابندی کرے اور ہرگز حروف میں کمی بیشی نہ کرے۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ نمبر 12 : قرآن شریف کو معروف و شاذ دونوں قراءتوں میں ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے اور فقط قرأت شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولی مکروہ ہے (درمختار، ردالمختار) بلکہ عوام کے سامنے وہی قرآن پڑھی جائے جو وہاں رائج ہو ۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ نمبر 13 : مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن شریف پڑھتے وقت اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں۔ کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ اچھا ہے کہ یہ ادب کی بات ہے مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے اگر قرآن شریف کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے تو شیطان پڑھے گا۔ یہ غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 14 : لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ پاؤں سمٹے ہوئے اور منہ کھلا ہوا ہو۔ یونہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے ۔ جب کہ دل نہ ہٹے ورنہ مکروہ ہے۔ (غنیۃ وغیرہ)

مسئلہ نمبر 15 : مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے تلاوت نہ کریں۔ اکثر تیجوں میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے ۔ اگر چند آدمی ایک جگہ ایک ساتھ تلاوت

www.waseemziyai.com

کر رہے ہوں تو حکم ہے کہ سب آہستہ پڑھیں کیوں کہ جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو حاضرین پر اس کا سننا فرض ہے (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر 16: قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے ثواب میرے سامنے پیش کیے گئے۔ یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش کیے گئے تو اس سے بڑھ کر میں نے کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو کوئی سورۃ یا آیت یاد ہوگئی اور اس کو اس نے بھلا دیا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ دوسری روایت میں ہے کہ جو قرآن مجید پڑھ کر بھول جائے وہ قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔ اس حدیث کو ابو داؤد' دارمی نے روایت کیا ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ اندھا ہو کر اٹھے گا۔

مسئلہ نمبر 17: قرآن مجید کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں اور نہ یہ کہ خود اونچی جگہ ہوں اور قرآن نیچے ہو۔

مسئلہ نمبر 18: قرآن مجید کو جزدان یا غلاف میں رکھنا ادب ہے اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ نمبر 19: جس کاغذ پر قرآن مجید کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو اس پر کوئی دوسری چیز لکھنا مکروہ ہے۔ جس تھیلے پر برکت کے لیے خداوند تعالیٰ کے نام لکھے ہوئے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 20: اشتہاروں اور کلنڈروں پر قرآن مجید کی آیتوں کو چھاپنا منع ہے کیونکہ عموماً ان کو دیواروں پر چسپاں آویزاں کیا جاتا ہے جس پر چھپکلی وغیرہ بیٹ کر دیا کرتی ہیں پھر لوگ بلا وضو ان کو چھوتے رہتے ہیں اور اکثر یہ پھٹ کر پاک و ناپاک جگہوں پر گرتے رہتے ہیں جس سے قرآنی آیتوں کی بے حرمتی ہوتی رہتی ہے۔

مسئلہ نمبر 21: نئے قلم کا تراشہ ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلموں کے تراشوں اور ان قلموں کو احتیاط کی جگہوں میں رکھنا چاہئے ادھر ادھر پھینک دینا نہیں چاہئے کیونکہ قلم

www.waseemziyai.com

آلہء کتابت ہے اسی لیے ایک لائق تعظیم چیز ہے۔ایسی جگہ نہ ڈال دی جائے کہ احترام کے خلاف ہو۔

مسئلہ نمبر 22: کھانے کے بعد ہاتھوں اور انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر 23: مکتبوں اور مدارس میں قاعدوں' پاروں اور کاپیوں کے پھٹے ہوئے اوراق و کاغذات ادھر ادھر بکھرے پڑے رہتے ہیں جو پیروں سے روندے جاتے ہیں اور جھاڑو لگا کر کوڑا پھینکنے کی جگہوں پر پھینک دیئے جاتے ہیں یہ ممنوع اور گناہ کی باتیں ہیں۔ مکتبوں میں چند جھولے ضرور لٹکا دینے چاہئیں تاکہ بچے اوراق کے ٹکڑوں کو ان میں ڈالتے رہیں اور پھر ان کو پاک جگہ میں احتیاط سے دفن کر دیا جائے۔اسی طرح اوراق کتاب و قرآن اور لکھے ہوئے کاغذات کی بے ادبی نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر 24: قرآن مجید آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ پڑے یا کسی مریض یا سوتے آدمی کو ایذا نہ پہنچے۔

مسئلہ نمبر 25: دیواروں' یا مسجد کی محرابوں یا قبروں پر قرآن مجید کی آیتوں کو لکھنا اچھا نہیں اور قرآن مجید کو سونے چاندی کے پانی سے مزین کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ یہ بہ نیت تعظیم مستحب ہے (غنیّۃ)

قرآن مجید کے متعلق بعض خاص عقائد

عقیدہ: چوں کہ دین اسلام ہمیشہ باقی رہنے والا دین ہے۔ لہٰذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور بیشک ہم ضرور اس کے نگہبان ہیں لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ قرآن میں کوئی حرف یا کسی نقطہ کی کمی بیشی ہونا قیامت تک محال ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے۔

تو جو یہ کہے کہ کچھ پارے یا کچھ سورتیں یا کچھ آیتیں بلکہ کوئی حرف کسی نے کم کر دیا یا

www.waseemziyai.com

بڑھا دیا۔ یا بدل دیا تو وہ شخص یقیناً کافر ہے کیونکہ اس نے اس آیت کا انکار کیا جو اوپر لکھی ہوئی ہے۔

عقیدہ: قرآن مجید کی کسی سورۃ کا مثل نہ کوئی لا سکا نہ قیامت تک لاسکتا ہے ۔ یہ قرآن مجید کا چیلنج ہے اور یہ قرآن مجید کے کتابِ الٰہی ہونے کی ایک بڑی ہی عظیم الشان دلیل ہے تو جو شخص یہ کہے کہ کسی سورہ کا مثل لایا جاسکتا ہے ۔ وہ بھی یقیناً کافر ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان عام ہے کہ **فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین**

عقیدہ: اگلی کتابیں صرف انبیاء کرام ہی کو زبانی یاد ہوا کرتی تھیں۔ قرآن مجید ہی کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔

عقیدہ: قرآن مجید کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں کہیں اختلاف نہیں ۔ وہ سب حق ہیں ۔ اس میں امت   لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قرآت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہو عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے (جیسے ہمارے ملک میں قرأت عاصم بروایت حفص رائج ہے) دوسری قرأت نہ پڑھیں کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کفر ہوگا۔

عقیدہ: قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے اور قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیتوں کو منسوخ کر دیا۔

''نسخ'' کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیئے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے۔ جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا۔ اور حقیقۃً دیکھا جائے تو اس کے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا۔ منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت ہی سخت اور غلط بات ہے۔ خدا کے سب احکام حق ہیں کو وہاں باطل کی رسائی کہاں؟

عقیدہ: قرآن کی بعض آیتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان

www.waseemziyai.com

کا پورا مطلب اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کے معنی کی تلاش وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔ ہم مسلمانوں پر یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ جو کچھ اس سے اللہ عزوجل کی مراد ہے۔ وہ حق ہے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں ہم اس کے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات متشابہات عمل کرنے کے لیے نہیں نازل کی گئی ہیں۔ بلکہ اس لیے نازل کی گئی ہیں کہ لوگ اس پر ایمان لائیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان کلام کے رموز و اسرار ہیں۔ جو امت سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ لہٰذا ان آیتوں کے معنی کی تلاش و جستجو نہیں کرنی چاہئے کہ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔

---

www.waseemziyai.com

تلاوت میں غلطیاں

تلاوتِ قرآن مجید میں تلاوت کرتے وقت زیر و زبر اور پیش کو ردّ و بدل کر دینے اور اس میں بے احتیاطی سے قرآن کے معنی بدل جاتے ہیں اور قصداً ایسا کرنے سے گناہِ کبیرہ، بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ہم یہاں ایسی بیس (۲۰) جگہوں کی نشاندہی کرتے ہیں لہٰذا جگہوں کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط	ھدایت
۱	سورۂ فاتحہ	اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ	''ت'' کو پیش نہ پڑھے
۲	سورۂ فاتحہ	اِيَّاكَ نَعْبُدُ	اِيَاكَ نَعْبُدُ	''ی'' پر تشدید ضروری ہے۔
۳	سورۂ بقرہ ع ۱۵	وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِمَ رَبُّهٗ	اِبْرَاهِمُ رَبَّهٗ	''میم'' پر پیش نہ پڑھے۔
۴	سورۂ بقرہ ع ۳۳	دَاوٗدُ جَالُوْتَ	دَاوٗدَ جَالُوْتُ	''دال'' پر زبر ''ت'' پر پیش نہ پڑھے۔
۵	آیت الکرسی ع ۳۴	اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اَللّٰهُ	''الف'' پر مد نہ پڑھے
۶	سورۂ بقرہ ع ۳۶	وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ	وَاللّٰهُ يُضَعِفُ	''ع'' پر زبر نہ پڑھے۔
۷	سورۂ نساء ع ۳۳	رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ	مُبَشَّرِيْنَ وَمُنْذَرِيْنَ	''ش'' اور ''دال'' پر زبر نہ پڑھے
۸	سورۂ توبہ ع ۱	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ	وَرَسُوْلِهٖ	''لام'' کو زیر ہرگز نہ پڑھے۔

www.waseemziyai.com

۹	سورۂ بنی اسرائیل ع ۴	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ	مُعَذَّبِيْنَ	''ذال'' پر زبر ہرگز نہ پڑھے۔
۱۰	سورۂ طٰہٰ ع ۶	وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ	اٰدَمَ رَبُّهٗ	''میم پر زبر اور'' ب پر پیش نہ پڑھے
۱۱	سورۂ الانبیاء ع ۶	اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	اِنِّیْ كُنْتَ	''ت'' پر زبر ہرگز نہ پڑھے۔
۱۲	سورۂ الشعرآء ع ۱۱	مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ	مُنْذَرِيْنَ	''ذال'' پر زبر نہ پڑھے۔
۱۳	سورۂ الفاطر ع ۴	يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤَ	''اللہ'' پر پیش اور علمو کے ہمزہ پر زبر نہ پڑھے
۱۴	سورۂ والصافات ع ۴	مُنْذِرِيْنَ	مُنْذَرِيْنَ	''ذال'' پر زبر نہ پڑھے۔
۱۵	سورۂ الفتح ع ۳	لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ	صَدَقَ اللّٰهَ رَسُوْلُهٗ	''اللہ'' پر زبر اور رسولہ کے لازم پر پیش نہ پڑھے
۱۶	سورۂ الحشر ع ۳	مُصَوِّرُ	مُصَوَّرُ	''واؤ'' پر زبر ہرگز نہ پڑھیں
۱۷	سورۂ الحاقہ ع ۱	اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ	اِلَّا الْخَاطَعُوْنَ	''ط'' پر زبر نہ پڑھیں
۱۸	سورۂ المزمل ع ۱	فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ	''ن'' پر زبر ''لا'' پر پیش نہ پڑھو
۱۹	سورۂ المرسلٰت ع ۲	فِیْ ظِلٰلٍ	فِیْ ظَلٰلٍ	''ظ'' پر زبر نہ پڑھیں
۲۰	سورۂ والنّٰزعٰت ع ۲	اَنْتَ مُنْذِرُ	اَنْتَ مُنْذَرُ	''ذال'' پر زبر نہ پڑھیں

www.waseemziyai.com

قرآن مجید میں وہ جگہیں جہاں
''الف'' کا نہ پڑھنا ضروری ہے

پارہ	رکوع	آیت	لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت
			اَنَا	اَنَ
۴	۶	۱	اَفَائِنْ مَّاتَ	اَفِئنْ مَّاتَ
۴	۸	۳	لَا اِلَى اللهِ	لَاِ لَى اللهِ
۶	۹	۳	اَنْ تَبُوْءَ ا	اَنْ تَبُوْءَ
۹	۳	۴	مَلَائِهٖ	مَلَئِهٖ
۱۰	۱۳	۵	وَلَا اَوْضَعُوْا	وَلَاَوْضَعُوْا
۱۲	۶	۸	اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْ	اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْ
۱۳	۱۰	۴	لِتَتْلُوْا عَلَيْهِمْ	لِتَتْلُوْعَلَيْهِمْ
۱۵	۱۴	۲	لَنْ نَّدْعُوْا مِنْ	لَنْ نَّدْعُوْ مِنْ
۱۵	۱۶	۱	لِشَاىْءٍ اِنِّىْ	لِشَىْءٍ اِنِّىْ
۱۵	۱۷	۷	لٰكِنَّا هُوَ اللهُ	لٰكِنَّ هُوَ اللهُ
۱۹	۱۷	۷	اَوْلَا اَذْبَحَنَّهٗ	اَوْلَاَذْبَحَنَّهٗ
۲۱	۱۸	۲	بِاللهِ الظُّنُوْنَا	بِاللهِ الظُّنُوْنَ

www.waseemziyai.com

۲۲	۵	۹۰۸	اَلرَّسُوْلَا ـ اَلرَّسُوْلَا	اَلرَّسُوْلَ ـ اَلرَّسُوْلَ
۲۳	۶	۴۷	لَا اِلَی الْجَحِیْمِ	لِا لَی الْجَحِیْمِ
۲۶	۵	۴	لِیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ	لِیَبْلُوَ بَعْضَكُمْ
۲۶	۸	۳	وَنَبْلُوَا	وَنَبْلُوَ
۲۶	۱۴	۱	بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ	بِئْسَ لِاسْمُ الْفُسُوْقُ
۲۷	۷	۱۹	وَثَمُوْدَا	وَثَمُوْدَ
۲۸	۵	۴	لَا اَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ
۱۹	۱۹	۴	سَلٰسِلَا	سَلٰسِلَ
۲۹	۱۹	۱۵،۱۶	قَوَارِیْرَا ۵ قَوَارِیْرَا	پہلے قواریر کا الف وصل کی حالت میں نہیں پڑھا جائے گا اور دوسرے قواریر کا الف کسی حال میں بھی نہیں پڑھا جائے گا

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اکثر جگہوں پر الف لکھا ہوتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ مثلاً ماضی و مضارع اور امر کے صیغہ جمع کے بعد علامت جمع کے لئے جو الف لکھا ہوا ہے جیسے قَالُوْا ـ یَقُوْلُوْا ـ قُوْلُوْا ـ یہ الف بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

چند قرآنی رسم الخط

قرآن مجید میں اکثر جگہوں پر چند لفظوں میں واؤ لکھا ہوا ہے جیسے زكٰوة ـ صلٰوة۔ یہ واؤ پڑھا نہیں جاتا بلکہ اس کو زکات ـ صلات پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر چند لفظوں میں ی لکھی جاتی ہے۔ مثلاً موسٰی وعیسٰی مگر یہ ی پڑھی نہیں جاتی بلکہ اس کو موسا و عیسا پڑھنا ضروری ہے۔

لفظ موسٰی وعیسٰی پر الف مقصورہ ہے اس کی شکل کبھی اس طرح آتی ہے۔ رحمٰن ـ اسحٰق اس کھڑے زبر کو الف کے برابر پڑھنا چاہئے۔

عربی زبان میں یائے مجہول نہیں ہوتی مگر قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یائے

www.waseemziyai.com

مجہول ہے اور وہ بِسْمِ اللهِ مَجْرٖهَا میں ہے اس یائے مجہول کو مَجْرِےهَا پڑھنا چاہئے۔
قرآن مجید کے حروف کو اُن کے مخارج سے ادا کرنا ضروری ہے۔ ذ – ز – ظ اور س – ص – ث – الف – عین وغیرہ کو مخرج سے ادا کرنا لازم ہے ورنہ معنی بدل جانے کا خطرہ ہے۔ جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ بلکہ بعض جگہ معنی بدل جانے سے کفر ہو جائے گا۔ اس لئے حفظ و ناظرہ پڑھانے والے استادوں کو لازمی طور پر قاری ہونا چاہئے۔ جو فن تجوید کے قواعد سے کما حقہٗ واقف ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.waseemziyai.com

ہماری دیگر مطبوعات

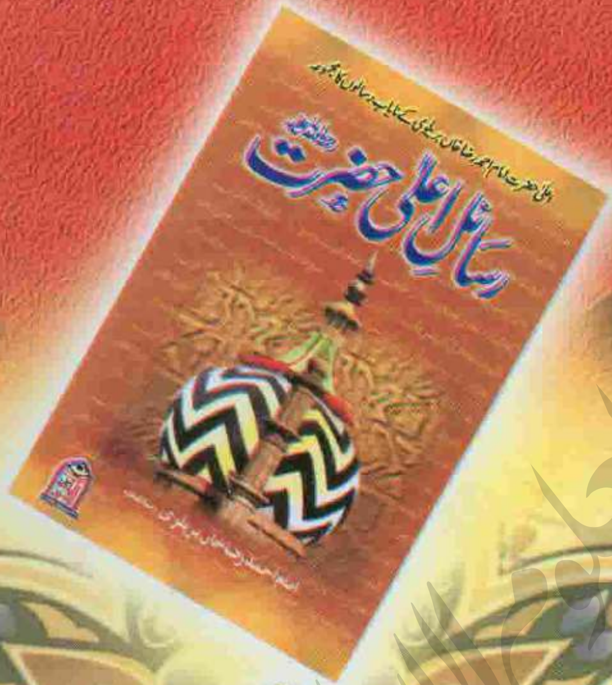

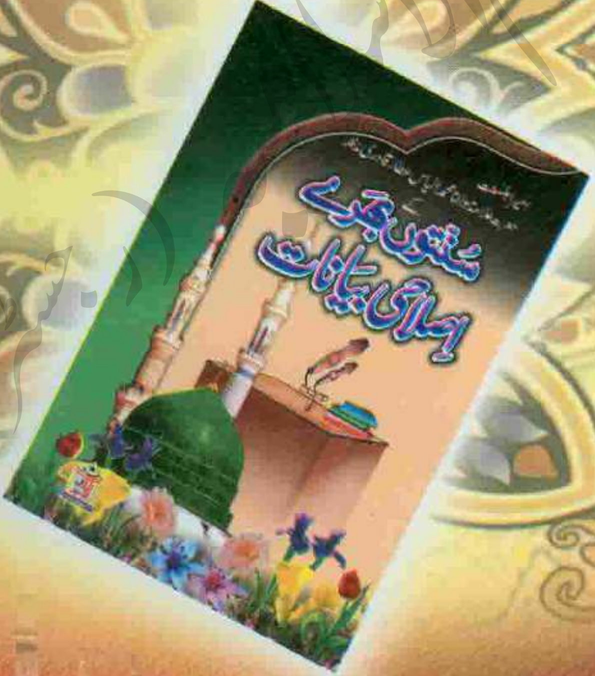

اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور

www.waseemziyai.com